حضرت آدم علیہ السلام کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کرنا

یہ ایسی حقیقت ہے جس کا انکار کسی مسلمان کو نہ ہے نہ ہوگا کہ ہمارے پیارے نبی کریم صلی علیہ وآلہٖ وسلم باعثِ تخلیقِ کائنات ہیں۔اس حقیقت کو یوں بھی بیان کیا جاسکتا ہے:

محمد نہ ہوتے خدائی نہ ہوتی　　　　خدا نے یہ دنیا بنائی نہ ہوتی

(صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

زمین پر انسان کی آمد کا سلسلہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی ذات سے شروع ہوا۔ان سے لغزش (خطاءِ اجتہادی) ہوئی تو انہیں حضرت سیدہ بی بی حوا کے ساتھ زمین پر اُتارا گیا طویل گریہ وزاری کے بعد ان کی معافی ہمارے پیارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک نام کے سبب ہوئی مگر جب سے نجدی تحریک شروع ہوئی تو اس سورج سے زیادہ روشن حقیقت کا بھی انکار کیا جانے لگا۔

۹ ذوالحجہ ۱۴۳۴ھ سوموار (پیر) کو جب ہم ٹرین کے ذریعے منٰی شریف سے میدانِ عرفات میں پہنچے تو احبابِ محبت کہنے لگے کہ آج ہم اپنے بابا حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی سنت پر عمل پیرا ہو کر اس میدان میں اپنے ربِ کریم سے اپنی لغزشوں اور کوتاہیوں کی مغفرت طلب کریں اور اُنہی کی سنت مبارکہ کے مطابق اپنے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نام کا وسیلہ دے کر دعا مانگیں گے۔

ہمارے ساتھ چلنے والوں میں کچھ لوگ وسیلہ کا نام سُن کر چونک پڑے کہ نہیں..جی... نہیں... یہاں کوئی وسیلہ نہیں یہ ساری من گھڑت باتیں ہیں...بس اللہ ہی سے مانگنا ہے وسیلہ کا کیا کام؟... ہمارے احباب میں سے بعض تو ان سے اُلجھنے لگے فقیر نے انہیں منع کیا کہ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیں.....اللہ کی پناہ جب سے نجدی شریعت نے زور پکڑا ہے بُغضِ محبوبانِ خدا کے مرض کی وجہ سے احادیثِ صحیحہ کا انکار ہو رہا ہے۔

امت مسلمہ کے علماء و محدثین اہلِ سیَر (مؤرخین) اس بات پر متفق ہیں کہ سیدنا آدم علیہ السلام نے جو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وسیلہ سے دعا فرمائی تھی اس کا ذکر اشارۃً اور صراحۃً قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں موجود ہے چنانچہ خود قرآن مجید میں سورۃ آل عمران میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُم مِّن كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنصُرُنَّهُ ط قَالَ ءَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي ط قَالُوا أَقْرَرْنَا ط قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُم مِّنَ الشَّاهِدِينَO (پارہ ۳، سورۃ آل عمران، آیت ۸۱)

ترجمہ: اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔

اس آیت مبارکہ میں جو عہد اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام سے لیا وہ عالمِ ارواح میں لیا تو ثابت ہوا کہ تمام انبیاء کرام کو دنیا میں آنے سے پہلے ہی عالمِ ارواح میں پتہ چل گیا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی سب سے بہتر اور افضل ذات ہیں۔ سو حضرت آدم علیہ السلام جب دنیا میں تشریف لائے تو ان سے جو لغزش (خطاءِ اجتہادی) سرزد ہوئی تھی اس پر انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وسیلہ پیش کیا۔

فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِط اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○ (پارہ ۱، سورۃ البقرہ، آیت ۳۷)

ترجمہ: پھر سیکھ لئے آدم نے اپنے رب سے کچھ کلمے تو اللہ نے اس کی توبہ قبول کی بیشک وہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان۔

اس آیت کریمہ میں جن کلمات کے سیکھنے کا ذکر ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی ان کلمات کے متعلق یہ روایت ہے:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا اِقْتَرَفَ آدَمُ الْخَطِيْٓئَةَ قَالَ يَارَبِّ أَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ لَمَّا غَفَرْتَ لِيْ. فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَا آدَمُ وَكَيْفَ عَرَفْتَ مُحَمَّدًا وَلَمْ أَخْلُقْهُ؟ قَالَ يَارَبِّ. لِأَنَّكَ لَمَّا خَلَقْتَنِيْ بِيَدِكَ وَنَفَخْتَ فِيَّ مِنْ رُوْحِكَ رَفَعْتُ رَأْسِيْ فَرَأَيْتُ عَلٰى قَوَائِمِ الْعَرْشِ مَكْتُوْبًا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَعَلِمْتُ أَنَّكَ لَمْ تُضِفْ إِلٰى اِسْمِكَ إِلَّا أَحَبُّ الْخَلْقِ إِلَيْكَ. فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى صَدَقْتَ يَا آدَمُ. لِأَنَّهٗ اَحَبُّ الْخَلْقِ إِلَيَّ وَإِذَا سَأَلْتَنِيْ بِحَقِّهٖ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكَ وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُكَ۔ [1]

ترجمہ: سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا جب حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش (خطاءِ اجتہادی) ہوئی تو انہوں نے اللہ کے حضور عرض کیا اے میرے پروردگار! میں حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وسیلہ سے دعا کرتا ہوں تو مجھے بخش دے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم! تم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو کیسے جانتے ہو ابھی تو وہ دنیا میں تشریف نہیں لائے ہیں؟ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے رب! تو نے جب مجھے اپنے دستِ قدرت سے پیدا کیا اور اپنی روحِ خاص مجھ میں پھونکی تو میں نے اپنا سر اٹھایا تو قوائم عرش پر ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' لکھا ہوا پایا تو میں جان گیا کہ تو نے اپنے نام مبارک کے ساتھ ان کا نام پاک رکھا ہے جو ساری مخلوق میں سب سے زیادہ تجھے پسندیدہ و محبوب ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم! تم نے سچ کہا، بیشک وہ ساری مخلوق میں میرے پاس سب سے زیادہ محبوب ترین ہیں تم ان کے وسیلہ سے دعا کرو میں ضرور تمہاری مغفرت کرونگا اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نہ ہوتے تو میں تمہیں پیدا نہ کرتا۔

سفرِ حج کی سعادت کے بعد گھر پہنچ کر فقیر نے حضور قبلہ والد گرامی حضرت فیض ملت مفسر اعظم پاکستان نور اللہ مرقدہٗ کی کتاب ''حدیث لولاک'' کا مطالعہ کیا تو آپ نے 63 کتبِ احادیث سے اس حدیث کو تخریج تحریر فرمایا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

[1] (روح البيان، المائدة: 17إلي 24، 370/2، دار الفكر - بيروت)

یہ حدیث مبارکہ مختلف الفاظ اور راویوں سے ان کتبِ اَحادیث میں موجود ہے۔

* المستدرک علی الصحیحین

* المعجم الأوسط لطبرانی

* المعجم الصغیر للطبرانی

* دلائل النبوۃ للبیہقی

* مجمع الزوائد و منبع الفوائد

* جامع الاحادیث، امام جلال الدین السیوطی علیہ الرحمہ

* کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال

* تفسیر الدر المنثور

* تفسیر الکشف والبیان، الثعلبی

* تفسیر روح البیان

* الشریعۃ الامام أبو بکر محمد بن الحسین الآجری

* المواہب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ

* شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ

* الخصائص الکبری

* سبل الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد

* السیرۃ النبویۃ لابن کثیر

* خلاصۃ الوفا بأخبار دار المصطفی

* تاریخ دمشق لابن عساکر

* البداية والنهاية لابن كثير

* حجة الله على العالمين فی معجزات سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم

* الفتاوی الحدیثیة لابن حجر الهیتمی

ظاہر ہے حضرت آدم علیہ السلام کا یہ سارا(قبولِ توبہ کا)واقعہ انسانیت کے لیے رہنمائی کا سبب ہے۔ جُملہ انبیاء و مرسلین نے اپنی اُمم(اُمتوں) میں اللہ رب العزت کے ذکرِ مبارک کے ساتھ جس ذکرِ خیر کو زیادہ کیا وہ ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفٰی احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ کا ذکرِ مقدس ہے۔ میرے قبلہ وکعبہ والد گرامی حضور فیض ملت مفسرِ اعظم پاکستان علامہ الحاج حافظ محمد فیض احمد اویسی رضوی محدث بہاولپوری نور اللہ مرقدہٗ(المتوفی ۱۵رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ) نے اس پیارے دل پسند موضوع کو ''آدم تا ابندم'' کا نام دے کر کتاب تصنیف فرمائی ایمان کی تازگی کے لیے ایسے خوبصورت واقعات پڑھنے کو ملیں گے کہ سرور آجائے گا۔انبیاء والمرسلین علیہم السلام نے اپنی اُمم(اُمتوں) میں ذکر سید الانام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیسے ذوق وشوق سے کیا اس کتاب کو پڑھ کر آپ مطالعہ کر سکیں گے۔ ہر دور کے محبوب لوگوں میں محبوب ذکر ہمارے آقا کریم روف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکرِ خیر رہا ہے۔ فقیر اپنے پیش لفظ کو یہی ختم کرتا ہے آپ کتاب کا مطالعہ شروع کریں۔اس کتاب کے مصنف میرے قبلہ والد گرامی حضور فیض ملت مفسرِ اعظم پاکستان نور اللہ مرقدہٗ کے رفعِ درجات (درجات کی بلندی) کے لیے خصوصی دعا فرمائیں۔اس کے ناشرین کے لیے دنیا میں عزت اور آخرت میں مصطفٰی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شفاعت نصیب ہو۔آمین ثم آمین

بحرمتِ سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری محمد فیاض احمد اویسی

خادم دار التصنیف فیض ملت لائبریری جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور

۲۰ صفر المظفر ۱۴۳۶ھ۔ ۱۴ دسمبر ۲۰۲۰ شب ہفتہ بعد صلوٰۃ العشاء

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ

امابعد! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات واَوصاف آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تک بہت زیادہ بیان ہوتے رہے اور آپ کے ظُہور کے بعد بہت زیادہ بیان ہوئے۔ فقیر اس موضوع کو قرآن مجید سے شروع کرتا ہے۔ تبرکاً چند آیات ملاحظہ ہوں:

وَاِذۡ اَخَذَ اللّٰهُ مِیۡثَاقَ النَّبِیّٖنَ۔ الایۃ۔ (پارہ ۳، سورۃ آل عمران، آیت ۸۱)

ترجمہ: اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا۔

اس آیت میں اس عہدِ میثاق (وعدہ) کا ذکر ہے جو روزِ اول میں تمام نبیوں سے حضرت سید المرسلین، خاتم النبیین محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے، ان کی تصدیق اور مدد و نُصرت کرنے پر لیا گیا تھا۔ سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ

حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام تک جتنے پیغمبر گزرے خدا نے ہر ایک سے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی تصدیق اور تائید کا پختہ قول وقرار (ثبوت) لیا۔

اسی لئے تمام انبیاء علیہم السلام نے اپنے اپنے زمانہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے پیش گوئیاں فرمائیں اور اپنی امتوں کو حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس عالم میں تشریف آوری کی بشارتیں دیں۔ پچھلی سب آسمانی کتابوں میں خصوصاً توریت وانجیل میں ہمارے آقا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نامِ نامی اور اوصافِ گرامی سب کچھ مذکور تھا۔

تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف "ذِکۡرُ النَّبِیِّ الۡجَلِیۡلِ فِی التَّوۡرَاةِ وَالۡاِنۡجِیۡلِ" میں۔

وَلَمَّا جَآءَهُمۡ كِتٰبٌ مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمۡ وَكَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ يَسۡتَفۡتِحُوۡنَ عَلَى الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا فَلَمَّا جَآءَهُمۡ مَّا عَرَفُوۡا كَفَرُوۡا بِهٖ فَلَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الۡكٰفِرِيۡنَ ○ (پارہ ۱، سورۃ البقرۃ، آیت ۸۹)

ترجمہ: اور جب پہنچی ان کے پاس کتاب اللہ کی طرف سے جو سچ بتاتی ہے اُس کتاب کو جو اُن کے پاس ہے پہلے سے فتح مانگتے تھے کافروں پر پھر جب پہنچا اُن کو جس کو پہچان رکھا تھا تو اُس سے منکرُ (انکار کرنے والے) ہوگئے سو لعنت ہے اللہ کی منکروں پر۔ (ترجمہ محمود الحسن دیوبندی)

فائدہ) اس کے حاشیہ پر شبیر احمد عثمانی دیوبندی نے لکھا:

"قرآن کے اترنے سے پہلے جب یہودی کافروں سے مغلوب ہوئے تو خدا سے دعا مانگتے کہ ہم کو نبی آخر الزماں اور جو کتاب ان پر نازل ہوگی ان کے طفیل سے کافروں پر غلبہ عطا فرما جب حضور پیدا ہوئے اور سب نشانیاں بھی دیکھ چکے تو منکر ہو گئے اور ملعون ہوئے۔" [2]

فائدہ) ان میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نہ صرف چرچا تھا بلکہ مشکل کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ بناتے اور آپ کے وسیلہ جلیلہ سے ان کی مشکلات حل ہوتیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس عمل کی تعریف فرمارہا ہے اس سے مسلکِ حق اہلِ سنت کی تائید ہے کہ منشائے ایزدی (اللہ عزوجل کی چاہت) یہی ہے کہ اس کے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مشکلات کے وقت اس کی بارگاہ میں وسیلہ بنایا جائے۔

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَھُمْ وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنْھُمْ لَیَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ O (پارہ ۲، سورۃ البقرۃ، آیت ۱۴۶)

ترجمہ: جن کو ہم نے دی ہے کتاب پہنچانتے ہیں اُس کو جیسے پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو اور بیشک ایک فرقہ اُن میں سے البتہ چھپاتے ہیں حق کو جان کر۔

(ترجمہ محمود الحسن دیوبندی)

فائدہ) اس کے حاشیہ پر شبیر احمد عثمانی دیوبندی نے لکھا کہ

یعنی اگر تم کو یہ خیال ہو کہ کاش کعبہ کا مسلمانوں کے لئے قبلہ ہونا اہلِ کتاب بھی کسی طرح تسلیم کرلیں اور دوسرے لوگوں کو شبہ میں ڈالتے نہ پھریں تو میرے نبی کے موعود ہونے میں خلجان باقی نہ رہے تو جان لو کہ اہلِ کتاب کو تمہارا بہت پورا علم ہے آپ کے نسب و قبیلہ و مولد و مسکن وصورت و شکل واوصاف واحوال سب کو جانتے ہیں جس کی وجہ سے اُن کو آپ کا علم اور آپ کے نبی موعود (مبعوث) ہونے کا ایسا یقین ہے جیسا بہت سے لڑکوں میں اپنے بیٹوں کو بلا تامل و تَرَدُّد (بغیر شک و شبہ کے) پہچانتے ہیں مگر اس امر کو بعض تو ظاہر کرتے ہیں اور بعض دیدہ (دیکھتے ہوئے) ودانستہ (جانتے ہوئے) امرِ حق کو چھپاتے ہیں لیکن اُن کے چھپانے سے کیا ہوتا ہے حق بات تو وہی ہے جو اللہ کی طرف سے ہو اہلِ کتاب مانیں یا نہ مانیں اُن کی مُخالفت سے کسی قسم کا تردد مت کرو۔" [3]

---

[2] (تفسیر عثمانی، البقرۃ:89، 95/1، دارالاشاعت اردو بازار، ایم اے جناح روڈ، کراچی)

[3] (تفسیر عثمانی، البقرۃ:146، 133/1، دارالاشاعت اردو بازار، ایم اے جناح روڈ، کراچی)

عظمتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا: اے آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم:

لَوْ تَشَفَّعْتَ إِلَيْنَا بِمُحَمَّدٍ فِي أَهْلِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ لَشَفَّعْنَاکَ [4]

یعنی اگر تم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ بابرکات کے وسیلہ جلیلہ سے تمام آسمان اور زمین والوں کی شفاعت کی التجا کرتے تو ہم تب بھی تمہاری شفاعت کو شرفِ قبولیت بخشتے۔

سیدنا مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ) سیدنا مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے مکتوبات شریف میں تحریر فرمایا ہے۔

''لَوْلَاهُ لَمَا خَلَقَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ الْخَلْقَ وَلَمَا اَظْهَرَ الرَّبُوْبِيَّةَ'' [5]

یعنی اگر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات نے اس عالم دنیا میں ظہور نہ فرمانا ہوتا تو اللہ سبحانہ مخلوق کو پیدا ہی نہ کرتا اور نہ ہی اپنی رَبُوْبِيَّت کا اظہار فرماتا۔

مولوی ذوالفقار علی دیوبندی) مولوی ذوالفقار علی دیوبندی (جو کہ دیوبندیوں کے جید عالم اور مدرسہ دیوبند کے چشم وچراغ ہیں) نے بھی حدیث قدسی اس طرح درج کی ہے: ''لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ وَلَوْلَاکَ لَمَا اَظْهَرْتُ الرَّبُوْبِيَّةَ'' [6]

یعنی اے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا ہی نہ فرماتا اور اگر آپ نہ ہوتے تو میں اپنی ربوبیت کا اظہار نہ فرماتا۔

گر ارض وسما کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو ــــــ یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں

انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکر مصطفی کرنا) حضرت شیخ المحدثین شاہ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جس طرح کُتبِ ثلاثہ یعنی توریت، انجیل اور زبور میں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اَوصاف مذکور ہیں اسی طرح ہر نبی کے صحیفوں میں بھی آپ کے اَوصاف مَسْطُور (تحریر) ومذکور ہیں۔

انبیاء نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت دی) عیسائیوں کے عہد نامہ جدید میں ایک کتاب جس کا نام ''رسولوں کے اعمال'' میں ہے کہ جب سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آسمانوں پر چلے گئے تو پطرس [7] اپنے حواریوں کے ایک عظیم اجتماع میں اعلان کرتے ہیں کہ ضروری ہے کہ وہ آسمان میں اُس وقت تک ہے جب تک کہ وہ سب چیزیں بحال نہ کی جائیں جن کا ذکر خدا نے اپنے پاک نبیوں کی زبانی کیا ہے جو دنیا کے شروع سے ہوتے

---

4) (شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیة، المقصد العاشر، الفصل الثانی فی زیارة قبره الشریف ومسجده المنیف، 220/12، دار الکتب العلمیة بیروت)

5) (مکتوباتِ امامِ ربانی، مکتوب ۴۴، دفتر اول، ص117، در مطبع ایجوکیشنل سعید ایچ ایم کمپنی، ادب منزل پاکستان چوک کراچی)

6) (عطر الوردہ شرح قصیدہ بردہ از ذوالفقار علی دیوبندی، ص17، مطبوعہ دیوبند)

7) پطرس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے 12 حواریوں میں سے ایک کا نام تھا، جنہیں عیسائی روایت میں بڑی عزت حاصل ہے۔

آ ئے ہیں چنانچہ موسیٰ نے کہا کہ خداوندِ خدا تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے مجھ سا ایک نبی (محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پیدا کرے گا جو کچھ وہ تم سے کہے اُس کی سننا اور یوں ہوگا کہ جو شخص اس نبی کی نہ سنے گا وہ اُمت میں سے نیست و نابود کر دیا جائے گا۔(رسولوں کے اعمال، باب ۳، آیت ۲۲، ۲۳)

حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

بَيْنَ كَتَفَيْ آدَمَ مَكْتُوْبٌ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ[8]

یعنی سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دونوں شانوں کے وسط میں قلمِ قدرت سے لکھا ہوا ہے کہ "محمد رسول اللّٰہ خاتم النبیین" صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

صحفِ آدم میں چرچا تھا) حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ میں مکہ کا خداوند ہوں اس کے رہنے والے میرے ہمسایہ ہیں اور خانہ کعبہ کی زیارت کرنے والے اور وہاں تک پہنچنے والے میرے مہمان ہیں اور وہ میری عنایت و حمایت کی پناہ اور سایہ میں ہیں اور میری حفاظت و رعایت میں ہیں اور میں زمین و آسمان والوں سے اسے معمور کروں گا اور جوق در جوق جماعتیں بکھرے ہوئے اور گرد آلود بالوں سے لبیک پکارتے، تکبیر بلند آواز سے کرتے، آنکھوں سے آنسو بہاتے آئیں گے اور جو بھی اس خانہ کعبہ کی زیارت کو آئے گا اس کا مقصود بیت اللہ کی زیارت اور میری خوشنودی و رضا کے سوا کچھ نہ ہوگا کیونکہ میں صاحبِ خانہ ہوں گویا کہ ایسا ہوگا کہ اس نے میری ہی زیارت کی وہ میرا مہمان ہوگا اور میرے کرم کے لائق و مستحق ہونے کا مطلب یہ ہے کہ میں اس کی تکریم کروں گا اور محروم نہ چھوڑوں گا اور اس خانہ کعبہ کا انتظام تیرے فرزندوں میں سے اس نبی کے سپرد کروں گا جسے ابراہیم کہیں گے اس کے ذریعہ خانہ کعبہ کی بنیادوں کو اونچا کراؤں گا اور اس کے ہاتھ سے اُسے تعمیر کراؤں گا اور اس کے لئے زم زم کا چشمہ نکالوں گا اور اس کی حُرمت و حِل (حلال و حرام میں اختیار) اس کی میراث میں دوں گا اور اس کے مشاعر کو اس کے ہاتھ سے آشکارہ کروں گا (مشاعر سے مراد شعر الحرام اور نشانات ہیں) پھر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد ہر زمانہ میں لوگ اسے آباد رکھیں گے اور اس کی طرف قصد و ارادہ رکھیں گے یہاں تک کہ نوبت بہ نوبت (نسل در نسل) تیرے فرزندوں میں سے اس نبی تک پہنچے گی جسے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیں گے وہ سلسلۂ نبوت کو ختم کرنے والے ہوں گے اور اُسی نبی کو اس کے گھر کے رہنے والوں، منتظموں، مُتَوَلیوں اور حاجیوں میں بزرگ تر بناؤں گا جو بھی میرا متلاشی اور میرا چاہنے والا ہو اُسے لازم ہے کہ وہ اُس جماعت کے ساتھ ہو جن کے بال بکھرے ہوئے گرد آلود ہیں جو خدا کے حضور اپنی منتوں اور نذروں کو پورا کرتے ہیں۔[9]

پیشانی آدم میں نورِ محمدی ﷺ) سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشانی میں نورِ محمدی جلوہ گر تھا۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس طرح تذکرہ فرمایا ہے: أَنَّ الْمَلَائِكَةَ أُمِرُوا بِالسُّجُودِ لِآدَمَ لِأَجْلِ أَنَّ نُورَ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي جَبْهَةِ آدَمَ[10]

---

[8] (الخصائص الکبری، باب خصوصیتہ ﷺ بکتابۃ اسمہ الشریف مع اسم اللہ تعالی علی العرش وسائر ما فی الملکوت، 1/14، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

[9] (مدارجِ النبوۃ، باب چہارم، وصل ہیچنانکہ در کتب ثلاثہ توریت و انجیل وزبور، 1/129، مطبوعہ نولکشور لکھنؤ)

[10] (تفسیر الفخر الرازی، سورۃ البقرۃ آیت ۳۴، 6/215، دار الفکر بیروت)

یعنی بے شک ملائکہ کو حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا وہ اُس وجہ سے تھا کہ ان کی پیشانی مبارک میں حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نورِ مبارک تھا۔

نورِ محمدی ﷺ کی تابانی) علامہ ابوالحسن احمد بن عبداللبکری علیہ الرحمۃ نورِ محمدی ﷺ جو کہ پیشانی محمدی ﷺ میں موجزن تھا اُس کی نورانیت اور تابانی کا حال لکھتے ہیں:

كَانَ نُوْرُنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرٰى فِيْ وَجْهِ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِثْلَ نُوْرِ الشَّمْسِ الْمُضِيءَةِ فِيْ حَالِ كُوْنِهَا فِيْ قُبَّةِ الْفَلَكِ وَكَنُوْرِ الْقَمَرِ الْمُضِيءِ اِذَا تَجَلّٰى فِيْ حَالِ تَمَامِهٖ وَسْطَ السَّمَآءِ وَقَدْ نَارَتْ مِنْ نُوْرِهِ السَّمٰوٰتُ وَالسَّرَادِقَاتُ وَالْعَرْشُ وَالْكُرْسِيُّ[11]

سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرۂ مبارک پر جو نور قبہ الفلک (آسمان کے گنبد کی روشنی) پر سورج کی طرح اور آسمان کے درمیان چاند کی طرح چمک رہا تھا وہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور تھا بیشک اسی نورِ مبارک سے ہی آسمان اور اُس کے پائے، عرش اور کرسی منور تھے۔

نورِ محمدی ﷺ کی تسبیح کی آواز) علامہ ابن جوزی اور علامہ ابوالحسن البکری نوراللہ مرقدہما روایت درج کرتے ہیں

فَلَمَّا خَلَقَ اٰدَمَ اَوْدَعَ ذٰلِكَ النُّوْرَ فِيْ صُلْبِهٖ فَسَمِعَ فِيْ ظَهْرِهٖ نَشِيْشًا كَنَشِيْشِ الطَّيْرِ فَقَالَ اٰدَمُ يَارَبِّ مَاهٰذِهِ النَّشِيْشُ

یعنی جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا فرمایا تو اس نورِ محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو ان کی پشت مبارک میں ودیعت (امانت) کیا تو انہوں نے اپنی پشت مبارک میں پرندوں کے چہچہانے کے مثل آواز سنی تو حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی کہ یہ کیسی آواز ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

هٰذَا تَسْبِيْحُ خَاتَمِ الْاَنْبِيَآءِ الَّذِيْ اُخْرِجُهٗ مِنْ ظَهْرِكَ وَاُوْدِعُاءُ فِي الْاَصْلَابِ الطَّاهِرَةِ وَالْاَحْشَآءِ الزَّاهِرَةِ[12]

یہ اس خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسبیح کی آواز مبارک ہے جو تمہاری پُشت سے ظاہر ہوگا اور میں اُسے پاک پشتوں اور پاک رحموں میں ودیعت (امانت) رکھوں گا۔

تیری پشت میں نورِ رسالت پناہ ہے　　　سرتاج انبیاء کا حبیب الٰہ ہے

کندھوں کے درمیان نامِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) امام جلال الدین سیوطی رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ ایک روایت فرماتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

11) (الأنوار ومصباح السرور والأفكار ، الصفحة ٦ ، مصطفى الحلبي مصر)

12) (الأنوار ومصباح السرور والأفكار ، الصفحة ٥ ، مصطفى الحلبي مصر)　(الميلاد النبوى لابن جوزى قلمى)

بَیْنَ کَتِفَیْ آدَمَ مَکْتُوْبٌ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ خَاتَمُ النَّبِیّیْنَ[13]

حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کندھوں کے درمیان محمد رسول اللہ خاتم النبیین لکھاہوا تھا۔

حضرت سیدہ حوا کی پیدائش) شیخ المحدثین شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جنت میں داخل فرمایا گیا توانہوں نے اپنی جنسی رفیق(زوجہ) کی خواہش کااظہار کیا کہ جس سے محبت کریں اور ذکرالٰہی میں باطنی سکون وقرار پکڑیں تواللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نیند غالب کردی۔

"دران خواب از استخوان ضلع یسری حواآفریدوی را حوا از انجہت گویند کہ مخلوق از حی شد"

اوراس خواب کی حالت میں ہی ان کی بائیں پسلی سے حضرت سیدہ حوارضی اللہ تعالیٰ عنہا کوپیدا کردیاان کانام حوااس لئے رکھاگیا کہ وہ "حَیٌّ" یعنی زندہ سے پیدا کی گئی ہیں۔[14]

حضرت سیدہ حوا کا حق مہر) شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی نوراللہ مرقدہ اور دیگر محدثین عظام علیہم الرحمۃ نے لکھاہے کہ جب حضرت حوارضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قریب سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہوناچاہاتوحضرت حوانے ان سے حق مہر طلب کیا۔سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کی کہ اے رب! میں ان کومہر میں کیا چیزدوں؟توارشاد ہوااے آدم! میرے حبیبِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بیس مرتبہ درود شریف بھیجو چنانچہ اُنہوں نے ایسا ہی کیا۔[15]

کرامتِ محمدی ﷺ) سیدناآدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا حضرت حواسے جب عَقْد(نکاح) ہوگیا توحضرت حواحضرت شیث علیہ السلام سے حاملہ ہوگئیں اور نورِ محمدی ان کے رحمِ صَدَف(بطنِ اطہر) میں منتقل ہوگیا۔محدث ابن جوزی،علامہ قسطلانی،علامہ زرقانی اور علامہ یوسف نبھانی رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کی ہے

فَلَمَّا حَمَلَتْ حَوَّاءَ بِشِیْثَ اِنْتَقَلَ عَنْ اٰدَمَ اِلٰی حَوَّاءَ وَکَانَتْ تَلِدُ فِیْ کُلِّ بَطْنٍ وَلَدَیْنِ اِلَّا شَیْءًا فَاِنَّھَا وَلَدَتْہُ وَحْدَہٗ کَرَامَۃً لِّمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ[16]

---

[13] (الخصائص الکبری،باب خصوصیتہ ﷺ بکتابۃ اسمہ الشریف مع اسم اللّٰہ تعالیٰ علی العرش وسائر ما فی الملکوت، الجزء الاول، الصفحۃ۱۴،دار الکتب العلمیۃ بیروت)

[14] (مدارجِ النبوۃ،جلددویم، باب اول،درذکر نسب شریف وحمل و ولادت ورضاع الخ، صفحہ۵،مطبوعہ نولکشور لکھنؤ)

[15] (مدارجِ النبوۃ،جلددویم، باب اول،درذکر نسب شریف وحمل وولادت ورضاع الخ، صفحہ۵،مطبوعہ نولکشور لکھنؤ)

[16] (الانوار المحمدیۃ من المواھب المواھب اللدنیۃ،المقصد الاول، الصفحۃ۱۱،دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(الوفا باحوال المصطفٰی،الباب الثانی فی ذکر الطینۃ التی خلق منھا محمد صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم، الصفحۃ۲۷،دار الکتب العلمیۃ بیروت)

جب حضرت حوااپنے فرزند حضرت شیث علیہ السلام سے حاملہ ہوئیں تو وہ نورِ محمدی صُلبِ آدم علیہ السلام سے بطنِ حوا میں منتقل ہو گیا حالانکہ اس سے پہلے ان سے دو بچے ایک ساتھ تولد ہوتے تھے مگر حضرت شیث علیہ السلام ان سے اکیلے پیدا ہوئے۔ یہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت اور کرامت کی وجہ سے تھا۔

حضرت حوا کو ملائکہ کی مبارک) جب سیدنا حوا حضرت شیث علیہ السلام سے حاملہ ہوئیں تو ملائکہ سیدہ حوا علیہا السلام کو مبارک دینے کے لئے ان کے پاس آئے جس کو علامہ ابوالحسن احمد البکری علیہ الرحمہ نے اس طرح لکھا ہے۔

كانت الملائكة عليهم السلام يأتون حواء ويهنونها بشيث عليه السلام، فلما وضعته رأت حوا بين عينيه نور رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ففرحت بذلك واستبشرت وضرب جبرائيل عليه السلام بين حواء وبين ابليس حجابا من النور غلظه مسيرة خمسماءة عام وطول مثل ذلك قبل وضعها لشيث عليه السلام۔ [17]

فرشتے حضرت حوا کے پاس آتے اور ان کو حضرت شیث علیہ السلام کی مبارک دیتے تھے جب حضرت شیث علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو حضرت حوا نے ان کی آنکھوں کے درمیان پیشانی پر نورِ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو دیکھا تو وہ بہت خوش ہوئیں اور ان کو اس کی بشارت بھی دی گئی کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت حوا اور ابلیس کے درمیان حضرت شیث علیہ السلام کی ولادت تک ایک نورانی پردہ جس کا طول و عرض پانچ پانچ سو سال کا بعید عرصہ تھا حائل کر دیا تھا۔ اور اس مدت کے درمیان ابلیس حضرت حوا پر کسی قسم کا وسوسہ نہ ڈال سکا یہاں تک کہ حضرت شیث علیہ السلام کی ولادت باسعادت ہوئی۔

پیشانی شیث میں نورِ محمدی ﷺ کی چمک) جب حضرت شیث علیہ السلام پیدا ہوئے تو اُن کی پیشانی میں نورِ محمدی ﷺ تھا اور اُس نور کی نورانیت اور چمک کا عالم یہ تھا: بَلَغَ سِنِیْنَ وَالنُّوْرُ یَشْرُقُ مِنْ غُرَّتِهٖ اِلَی السَّمَآءِ [18]

جب وہ بلوغت کی عمر کو پہنچے تو اُس وقت بھی اُن کی پیشانی کی نورانیت اور چمک آسمان کی طرف جاتی تھی۔

حضرت شیث علیہ السلام سے عہد نامہ) حضرت علامہ عبدالرحمن بن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "بیان المیلاد النبوی" میں روایت کرتے ہیں:

فَلَمَّا اَیْقَنَ اٰدَمُ بِالْمَوْتِ اَخَذَ بِیَدِ وَلَدِهٖ شِیْثَ وَقَالَ یَا بُنَیَّ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اَمَرَنِیْٓ اَنْ اٰخُذَ عَلَیْکَ عَهْدًا مِّنْ اَجْلِ هٰذَا النُّوْرِ الَّذِیْ اَرٰی وَجْهِکَ اَنْ لَا تَضَعَهٗ اِلَّا فِی الْاَطْهَرِیْنَ مِنَ النِّسَآءِ۔

---

[17] (الأنوار ومصباح السرور والأفكار، الصفحة٦، مصطفى الحلبي مصر)

[18] (الأنوار ومصباح السرور والأفكار، الصفحة٦، مصطفى الحلبي مصر)

جب حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے آخری وقت یعنی انتقال کا یقین ہو گیا تو انہوں نے اپنے فرزند ارجمند حضرت شیث علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اے میرے لختِ جگر! مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ میں اس نورِ مبارک کے بارے میں تم سے عہد لوں کہ جو تمہاری پیشانی مبارک میں جلوہ گر ہے کہ تم اس کو پاکیزہ عورت کی طرف منتقل کرنا۔

پھر سیدنا آدم علیہ السلام نے اپنے سر کو آسمان کی طرف اُٹھا کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مناجات کی۔

اَللّٰهُمَّ كُن لَّهٗ حَافِظاً وَّ عَلَيْهِ شَاهِدًا

یعنی اللہ کریم تو ہی اس نورِ مبارک کا محافظ ہے اور اس پر گواہ ہے۔

جب حضرت آدم علیہ السلام مناجات سے فارغ ہوئے تو حضرت جبریل علیہ السلام نے ملائکہ کی ایک جماعت کے جُھرمٹ میں تشریف لا کر کہا اے آدم علیہ السلام:

اِنَّ رَبَّكَ يُقْرِءُكَ السَّلَامَ وَيَامُرُكَ اَنْ تَكْتُبَ عَلٰى شِيْثَ كِتَابَ الْعَهْدِ بِشَهَادَةِ هٰٓؤُلَآءِ الْمَلَآءِكَةِ فَاِنَّهُمْ عَبَّادُ ملاءِكَةِ السَّمٰوٰتِ قَالَ فَكَتَبَ اٰدَمُ الْكِتَابَ وَاَشْهَدَ رَبَّ الْعِزَّةِ وَمَنْ حَضَرَ مِنَ الْمَلَآءِكَةِ وَكَسَا بِشِيْثَ فِيْ ذٰلِكَ الْمُقَامِ حُلَّتِين خضرا اَتٰى بِهٖ جِبْرَءِيْلُ (عَلَيْهِ السَّلَامُ) مِنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ

یعنی بے شک تمہارا پروردگار تم پر سلام بھیجتا ہے نیز ارشاد فرماتا ہے کہ آپ حضرت شیث علیہ السلام کو ان فرشتوں کی گواہی کے ساتھ ایک عہد نامہ تحریر فرمادیں کیونکہ یہ ملائکہ آسمان کے عبادت گزار بندے ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام نے حسبِ فرمانِ خداوندی عہد نامہ تحریر کر کے اللہ تعالیٰ اور ان فرشتوں کو گواہ بنایا اس وقت حضرت شیث علیہ السلام کو دو سبز رنگ کے جنتی حلے (جوڑے) جو حضرت جبریل امین جنت سے لائے تھے پہنائے۔

وَزَوَّجَهُ اللّٰهُ بِمِخْوَآءِكَةِ الْبَيْضَآءِ وَكَانَتْ فِيْ طُوْلِ حَوَّآءَ وَحُسْنِهَا وَجَمَالِهَا فَوَاقَعهَا شِيْثُ

یعنی اور اللہ تعالیٰ نے ان کا بی بی مُخْوَائِلہ بَیْضَا سے جو قد و قامت اور حُسن و جمال کے لحاظ سے حضرت حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مانند تھیں نکاح کر دیا۔

زوجۂ شیث کو آسمانی مبارک) جب حضرت شیث علیہ السلام کی زوجہ محترمہ جب حضرت اَنُوش علیہ السلام سے حاملہ ہوئیں تو آسمان سے مبارکبادی کی آواز اس طرح سُنا کرتی تھیں۔

هَنِيْءَ الَكَ يَا بَيْضَآءُ فقَدِاسْتَوْدَعَكِ اللّٰهُ نُوْرَ مُحَمَّدٍ[19] (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

[19]) (الميلاد النبوي لابن جوزي، قلمي) (الأنوار ومصباح السرور والأفكار، الصفحة ٧، مصطفى الحلبي مصر)

یعنی اے بیٹا! تمہیں مبارک ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے بطن اطہر میں نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ودیعت (امانت) رکھا ہے۔

حضرت اَنُوش علیہ السلام سے عہد) سیدنا شیث علیہ السلام نے اپنے بیٹے اَنُوش سے سیدنا آدم علیہ السلام کی طرح اس نورِ محمدی ﷺ کی حفاظت کرنے اور اس کی عظمت کو برقرار رکھنے کا عہد لیا۔

معلوم ہوا اسی نورِ محمدی نے پوری کائنات کو مستفیض فرمایا حتیٰ کہ انبیاء کرام، رسل عظام نے بھی اسی مبارک نور سے فیض حاصل کیا اسی طرح ہمارے پیارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کا چرچا رہا۔

عرش پہ تیرا نام) ابن عساکر نے حضرت کعب احبار سے روایت کی ہے کہ،

إن اللّٰه أنزل على آدم عصياً بعدد الأنبياء والمرسلين. ثم أقبل على ابنه شيث فقال أي بني، أنت خليفتي من بعدي، فخذها بعمارة التقوى، والعروة الوثقى، وكلما ذكرت اللّٰه فاذكر إلى جنبه اسم محمد، فإني رأيت اسمه مكتوبا على ساق العرش، وأنا بين الروح والطين، ثم إني طفت السماوات فلم أر في السماوات موضعاً إلا رأيت اسم محمد مكتوباً عليه، وإن ربي أسكنني الجنة فلم أر في الجنة قصرا ولا غرفة إلا اسم محمد مكتوباً عليه، ولقد رأيت اسم محمد مكتوباً على نحور الحور العين، وعلى ورق قصب آجام الجنة، وعلى ورق شجرة طوبى، وعلى ورق سدرة المنتهى، وعلى أطراف الحجب، وبين أعين الملائكة، فأكثر ذكره فإن الملائكة تذكره في كل ساعاتها۔[20]

یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام پر انبیاء کرام اور مرسلین عظام کی تعداد کے مطابق عصا نازل فرمائے پھر وہ اپنے صاحبزادے حضرت شیث علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے بیٹے! تو میرے بعد میرا خلیفہ ہے پس اس (خلافت) کو تقویٰ کی عمارت اور مضبوط رسی کے ساتھ تھام لو اور جب بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو اس کے ساتھ ہی اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرنا کیونکہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسمِ گرامی عرش کے پائے پر لکھا ہوا دیکھا جبکہ میں روح اور گارے کے درمیان تھا۔ پھر میں نے آسمانوں کا چکر لگایا تو آسمانوں میں کوئی ایسی جگہ نہیں دیکھی جہاں میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی لکھا ہوا نہ دیکھا ہو۔ میرے رب نے مجھے جنت میں ٹھہرایا تو میں نے جنت میں جو محل اور بالا خانہ دیکھا اس پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی لکھا ہوا دیکھا۔ میں نے جنتی حوروں کے سینوں پر، جنت کے گنجان درختوں کے پتوں پر، طوبیٰ درخت کے پتوں پر، سدرۃ المنتہیٰ کے پتوں پر، (جنتی) پردوں کے کناروں پر اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی لکھا ہوا دیکھا لہٰذا اے شیث (علیہ السلام) تم ان کا ذکر کثرت سے کرنا کیونکہ فرشتے تمام ساعتوں میں آپ کا ذکر کرتے ہیں۔

مسجودِ ملائکہ) گذشتہ اَوراق میں فقیر نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ دراصل ہمارے آقا و مولا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و توقیر تھی اس پر چند حوالہ جات پہلے لکھے جا چکے ہیں مزید حوالے بھی حاضر ہیں۔

---

20) (المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، المقصد الثاني، الفصل الأول في ذكر أسماۂ الشريفة المنبءة عن كمال صفاته المنيفة، الجزء الثاني، الصفحة٢٦، المكتب الاسلامي بيروت)

امام رازی رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: أَنَّ الْمَلَاءِ كَةَ أُمِرُوا بِالسُّجُودِ لِآدَمَ لِأَجْلِ أَنَّ نُورَ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي جَبْهَةِ آدَمَ[21]

یعنی آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم جو فرشتوں کو دیا گیا تھا وہ اس وجہ سے تھا کہ ان کی پیشانی میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نورِ پاک تھا۔

معلوم ہوا کہ وہ تعظیم و تحِیّتُ نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی تھی چنانچہ تمام نوری فرشتے اس نورِ اعظم کی تعظیم کے لئے جُھک گئے اور مقبول ہو گئے جو سب سے پہلے جھکا وہ سب کا سردار ہو گیا اس کے بعد درجہ بدرجہ ان کے درجات بلند ہوئے اور ابلیس انکار کر کے ملعون و مردود ہو گیا اور اس کا عابد و زاہد اور موَحِّدْ (وحدانیت کا قائل) ہونا اس کو کوئی فائدہ نہ پہنچا سکا۔

تیرے آگے خاک پر جھکتا ہے ماتھا نور کا نور نے پایا ترے سجدے سے ماتھا نور کا

یہاں یہ بات بھی نہایت قابلِ غور ہے کہ شیطان ہزاروں برس اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا رہا مگر اس کا ملعون و مردود ہونا ظاہر نہیں ہوا اس کے ملعون و مردود ہونے کا اظہار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کے وقت ہوا۔ معلوم ہوا کہ علامتِ مقبولیت صرف عبادت ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ تعظیمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہے۔

جملہ انبیاء کرام کے چہروں میں نورِ مصطفیٰ ﷺ) عارفِ کبیر سیدی ابوالحسن شاذلی رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ اپنے قصیدے میں فرماتے ہیں:

عِيْسٰى وَّاٰدَمُ وَالصُّدُوْرُ جَمِيْعُهُمْ هُمْ أَعْيُنٌ هُوَ نُوْرُهَا لِمَا وَرَد

یعنی آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک جتنے انبیاء کرام گزر چکے ہیں وہ سب آنکھیں ہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کا نور ہیں۔

لَوْ أَبْصَرَ الشَّيْطَانُ طَلْعَةَ نُوْرِهٖ فِيْ وَجْهِ اٰدَمَ كَانَ أَوَّلُ مَنْ سَجَد[22]

یعنی اگر شیطان چشمِ بصیرت سے نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چمک آدم (علیہ السلام) کے چہرہ میں دیکھتا تو فرشتوں سے قبل سجدہ کرتا۔

مگر سچ ہے کہ،

انداز حسینوں کو سکھائے نہیں جاتے یہ امی لقب ہیں پڑھائے نہیں جاتے

ہر ایک کا حصہ نہیں دیدار کسی کا ابو جہل کو محبوب دیکھائے نہیں جاتے

چونکہ ابلیس لعین بصیرت سے محروم تھا اس لئے اُسے نورِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نظر نہ آیا وہ صرف مٹی کو دیکھتا رہا۔

---

[21] (تفسیر الفخر الرازی، سورۃ البقرۃ آیت ۲۵۳، الجزء السادس، الصفحۃ ۲۱۵، دار الفکر بیروت)

[22] (المواھب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ، المقصد الاول فی تشریف اللّٰہ تعالٰی لہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم، الجزء الاول، الصفحۃ ۸۴، المکتب الاسلامی بیروت)

نورِ محمدی ﷺ کی برتری اور عظمت) شیخ المحدثین شاہ عبدالحق محدث دہلوی، علامہ قسطلانی اور علامہ یوسف نبہانی نے اپنی کتاب میں یہ روایت درج فرمائی ہے:

بدآنکه اول مخلوقات وواسطۂ صدورکائنات وواسطۂ خلق عالم وآدم نورمحمدست صلی الله علیه وآله وسلم دراخبار آمده است که چون مخلوق شد نورآنحضرت وبیرون آمدازوی انوارانبیاء علیهم السلام امرکرداورا پروردگارتعالیٰ که نظرکندبجانب انوارایشان پس نظرکرد آنحضرت وپوشیده انوارایشان راگفتندای پروردگارمااین کیست که پوشیده نوروی انوارمارا گفت الله تعالیٰ این نورمحمد بن عبدالله است اگر ایمان آرید بوے میگردانم شمارا انبیاء گفتندایمان آوردیم یارب بوی وبه نبوت وی پس گفت رب العزت جل جلاله گواه شدم برشما۔[23]

یہ ایک دائمی اور ابدی حقیقت ہے کہ اول مخلوقات اور ساری کائنات کا ذریعہ اور تخلیق دنیا اور حضرت آدم علیہ السلام کا واسطہ اور وسیلہ نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ احادیثِ شریفہ میں آیا ہے کہ جب نورِ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا کیا گیا تو آپ کے نور مبارک سے جملہ انبیاء کرام علیہم السلام کے انوار نکالے گئے تو پروردگارِ عالم نے نورِ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرمایا کہ ان انوارِ انبیاء کی طرف نظر فرمایئے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر نظر فرمائی تو آپ کا نور مبارک تمام انوار پر غالب آگیا اور دوسرے کے نور ماند پڑ گئے۔

یہ انبیاء مرسلین تارے ہیں تم مہر مبین　　　سب جگمگائے رات بھر چمکے جو تم کوئی نہیں

اس پر وہ عرض کرنے لگے کہ اے ہمارے رب یہ نور کس کا ہے جس کے آگے ہمارے نور ماند پڑ گئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ نور "محمد بن عبداللہ" کا ہے اگر تم ان پر اور ان کی نبوت پر ایمان لاؤں گے میں تم کو نبوت سے سرفراز کروں گا تو سب نے عرض کی اے رب العزت ہم ان پر اور ان کی نبوت پر ایمان لائے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تم پر گواہ ہوں۔

حضرت شیث علیٰ نبینا وعلیہ السلام) خلاصۃ الحقائق میں لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام زمین پر اترے تو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے حضرت آدم علیہ السلام کو فرمایا کہ اپنے بیٹے شیث (علیہ السلام) سے عہد لو اور اور وصایا و مواثیق (وعدہ) پر کاربند کرو کہ نورِ کامل السرور الانبیاء اور گوہر از ہر سند الاصفیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی صورت بھی ناراض نہ کریں اور یہ وصایا نسل بعد نسل جاری رہے چنانچہ حضرت شیث علیہ السلام جب تک زندہ رہے ان کی زبان پر درودِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاری رہا۔

"شرح تَعَرُّف" میں لکھا ہے کہ ایک دن حضرت آدم علیہ السلام اپنے فرزند حضرت شیث علیہ السلام سے گفتگو کر رہے تھے کہ میں نے عرش پر کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جس پر نام محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہ ہو حتیٰ کہ عرش وکرسی، لوح وقلم، مدارجِ جنانِ رضوان (جنتی اشیاء) کو اسمِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے مزین اور آراستہ پایا۔ حضرت شیث علیہ السلام نے اپنے والد سے پوچھا آیا آپ بلند مرتبت ہیں یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔ حضرت آدم علیہ السلام خاموش رہے مگر تیسری بار

---

[23] (مدارج النبوۃ. باب اول درذکر نسب شریف وحمل ولادت ورضاع آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم، جلددوم، صفحہ ۳، مطبع نولکشور لکھنؤ)

(المواهب اللدنیة بالمنح المحمدیة. المقصد الاول فی تشریف اللّٰہ تعالیٰ له صلی اللّٰہ علیه وسلم. الجزء الاول. الصفحة ۷۶. المکتب الاسلامی بیروت)

دریافت کرنے پر فرمایا بیٹا! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف میں ایک ہی بات یادر کھ لو جو مجھے اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے کہ اے آدم! یہ اجسامِ عَلْوِیَہ (آسمانوں) اور اجسامِ سُفْلِیہ (زمینیں) تو تمہاری خاطر بنائے گئے ہیں مگر تم میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہو۔

سبحان اللہ! ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دھوم دیکھیں کہ سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کس انداز سے سید الانبیاء کا ذکر فرما رہے ہیں۔

سیدنا ادریس علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) حضرت ادریس علیہ السلام جن کا شمار حضرت آدم علیہ السلام کی ساتویں پشت میں ہوتا ہے اور جو قرآن کریم کے مطابق ایک نبی تھے جن کا درجہ اللہ تعالیٰ نے بلند کیا۔

قرآن مجید میں ہے: وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ زاِنَّه كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ٥وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا٥(پارہ۱۶، سورۃ مریم، آیت ۵۷)

یعنی اور کتاب میں ادریس کو یاد کرو بیشک وہ صدیق تھا غیب کی خبریں دیتا اور ہم نے اسے بلند مکان پر اُٹھالیا۔

بشارت) حضرت ادریس علیہ الصلوٰۃ السلام نے سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق مندرجہ ذیل الفاظ میں یہ بشارت فرمائی۔

"دیکھو! ہمارا آقا اپنے دس ہزار ہمراہیوں کے ساتھ آرہا ہے تاکہ سب لوگوں کا انصاف کرے اور ان میں سے جو گمراہیوں کی وجہ سے خدا سے مُنْحَرِف (جدا) ہو چکے تھے انہیں یقین دلایا جائے کہ وہ کام جو ان سے سرزد ہوئے وہ ناجائز ہیں اور ان تمام سخت کلامیوں کے متعلق جو وہ منکر گنہگار ان کے متعلق کہتے رہے ہیں انہیں تلقین کریں۔" (کتاب یہودہ باب۱، آیت ۱۴، ۱۵)

فائدہ) حضرت ادریس علیہ السلام کی بشارت ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صادق آتی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب فتح مکہ کے موقع پر شہر مکہ میں داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ دس ہزار صحابہ کرام کا لشکر تھا۔ اسی موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفارِ مکہ کے متعلق فیصلے بھی صادر فرمائے اور اُنہیں بتایا کہ ان کے تمام عقائد اور افعال محض سیاہ کارنامے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس موقع پر کفارِ مکہ کے لئے عام معافی کا اعلان بھی فرمایا۔

سیدنا نوح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) حضرت نوح علیہ السلام انبیاء علیہم السلام کے سلسلے کی ایک اہم کڑی ہیں جنہیں آدمِ ثانی بھی کہا جاتا ہے وہ تمام مذاہب میں محترم ہیں حتی کہ ان کا تذکرہ ہنود (ہندو) کی مقدس کتابوں، ویدوں، شاستروں میں اور پارسیوں کی "ژنداوستا" اور "دساتیر" میں بھی ملتا ہے۔ ان کی وجہ شہرت طوفان اور کشتی ہے۔ طوفان جو نافرمانوں کے لئے آیا اور کشتی جس نے فرمانبرداروں کو طوفان سے بچایا۔

بشارت) جو بشارت حضرت نوح علیہ السلام کی زبانی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کی گئی اور جس کا حوالہ عہد نامہ عتیق میں بھی ملتا ہے اس کے لفاظ کچھ یوں ہیں:

"اب میں اپنی کمان کو بادلوں میں رکھ دیتا ہوں۔ میری یہ نشانی اس عہد وپیمان کی ہوگی جو میرے اور زمین پر بسنے والوں کے درمیان قرار پایا ہے۔ ایک زمانہ ایسا آئے گا جب میں زمین کے اوپر ایک بادل کو لاؤں گا۔"

فائدہ) یہ عبارت یوں تو مبہم ہے لیکن اگر اس کے اشارات کو سمجھنے کی کوشش کی جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا جب تمام دنیا اندھیرے اور گمراہی میں غرق ہو جائے گی لیکن خدا بنی نوع انسان سے ہمدردی سے پیش آئے گا کیونکہ اس زمانے کے دوران سحابِ رحمت کا ظہور ہوگا جو رحمۃ للعالمین کے نام سے موسوم ہوگا اس کا مفہوم یہی نکلتا ہے۔

بلکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے بڑے اہتمام سے ذکر مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا حتیٰ کہ آپ نے اپنی کشتی پر بھی ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی کندہ فرمایا تب جا کر ان کی کشتی کنارے جا لگی۔

اگرنامِ محمدرانه آوردے شفیع آدم　　نه آدم یافتے توبه نه نوح از غرق نجینا(صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

یعنی اگر حضرت آدم علیہ السلام اسم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا سفارشی نہ بناتے تو نہ آدم (علیہ السلام) کی توبہ قبول ہوتی اور نہ حضرت نوح (علیہ السلام) کو طوفان سے نجات ملتی۔

سیدنا ابراھیم علیٰ نبینا وعلیه الصلوٰۃ والسلام) حضرت نوح علیہ السلام کے بعد متعدد انبیاء کرام اور مرسلین دنیا میں تشریف لائے جو اپنے اپنے وقت اور اپنے اپنے مقام پر رشد و ہدایت کی تعلیم دیتے رہے۔ ان برگزیدہ شخصیتوں میں سب سے زیادہ ممتاز ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذاتِ گرامی ہے جو دنیائے قدیم اور جدید کے درمیان ایک اہم کڑی ہیں۔ انہوں نے بڑے تزک و احتشام (شان و شوکت) سے ذکرِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہے۔

سیدنا ابراھیم علیه الصلوٰۃ والسلام کے صَحَائِف میں ذکر خاتم الانبیاء ﷺ) ابن مسعود عامر شعبی سے راوی سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے صحیفوں میں ارشاد ہوا:

أنه كائن من ولدك شعوب وشعوب حتى يأتي النبي الأمي الذي يكون خاتم الأنبياء۔[24]

یعنی بیشک تیری اولاد میں قبائل در قبائل ہوں گے یہاں تک کہ نبی امی خاتم الانبیاء جلوہ فرما ہوں۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو لے کر ہجرت کر کے مکہ کی سرزمین پر پہنچے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی "انزل یا ابراہیم" یعنی اے ابراہیم علیہ السلام یہاں پر اترو تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا "حیث لا ضرع ولا زرع" یعنی یہاں تو کھیت بھی نہیں اور دودھ بھی نہیں تو حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا "ھا ھنا یخرج النبی الأمی من ذریۃ ابنک الذی تتم به الکلمة العلیا" یعنی یہاں سے ایک نبی آپ کی اولاد سے مبعوث ہوں گے جن کی وجہ سے کلمہ عُلیا (دین اسلام) مکمل ہوگا۔[25]

---

24) (الخصائص الکبری، باب اعلام اللّٰہ به ابراهیم علیه السلام وآله، الجزء الاول، الصفحة ۱۷، دار الکتب العلمية بیروت)

25) (الخصائص الکبریٰ، باب اعلام اللّٰہ به ابراهیم علیه السلام وآله، الجزء الاول، الصفحة ۱۷، دار الکتب العلمية بیروت)

تعمیر کعبہ کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام نے جو دعا مانگی تھی ان میں بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی بشارت ہے وہ دعا یہ ہے۔

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّکَص وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَتُبْ عَلَيْنَاج اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِکَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَيُزَکِّيْهِمْط اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَکِيْمُ ○

(پارہ ۱، سورۃ البقرہ، آیت ۱۲۸، ۱۲۹)

اے رب ہمارے اور کر ہمیں تیرے حضور گردن رکھنے والے اور ہماری اولاد میں سے ایک امت تیری فرمانبردار اور ہمیں ہماری عبادت کے قاعدے بتا اور ہم پر اپنی رحمت کے ساتھ رجوع فرما بیشک تو ہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان۔ اے رب ہمارے اور بھیج اُن میں ایک رسول اُنہیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور اُنہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرمادے۔ بیشک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔

فائدہ) حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی یہ دعا بارگاہِ ایزدی میں قبول ہوئی۔ نسلِ اسماعیل سے ملتِ اسلامیہ کی نمود ہوئی اور پھر اُنہی میں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہوا۔

سیدہ ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خطاب) بائبل میں ایک جگہ ان کی اہلیہ حضرت ہاجرہ کی طرف خطاب کرتے ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ان الفاظ سے اشارہ کیا گیا ہے۔

''حضرت ہاجرہ کو اللہ تعالیٰ کے فرشتے نے بتایا تھا میں تمہاری اولاد کو بہت پھیلاؤں گا اس قدر کہ اس کا گروہ گنتی میں لانا مشکل ہو جائے گا۔''

فرشتے نے مزید کہا ''دیکھو تم حاملہ ہو اور تم سے ایک لڑکا پیدا ہوگا اور اس کا نام اسماعیل ہوگا کیونکہ خدا نے تمہاری تکلیفوں کو سن لیا ہے اس کی اولاد میں سے ایک نبی ہوگا جو اُمی ہوگا۔ (کتاب پیدائش، باب ۱۰، آیت ۱۲)

فائدہ) اس بشارت کے الفاظ اگرچہ زیادہ واضح نہیں ہیں تاہم اس سے یہ اندازہ لگانا زیادہ مشکل نہیں ہے کہ اس میں جس شخصیت کی طرف اشارہ ہے وہ ذاتِ گرامی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے کیونکہ آپ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں اور آپ کے ذریعے حضرت ابراہیم اور حضرت ہاجرہ کی آل اس قدر پھیلی جس کا کوئی شمار نہیں۔ اگرچہ یہ بشارت توریت سے ماخوذ ہے لیکن اس کا تعلق ابوالانبیاء اور ان کی اولاد سے متعلق ہے۔

سیدنا یعقوب علیہ السلام کی وحی میں ذکر مصطفی) محمد بن کعب قرظی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

أوحی اللّٰہ إلی یعقوب انی أبعث من ذریتک ملوکا وأنبیاء حتی ابعث النبی الحرمی الذی تبنی أمته هیکل بیت المقدس و هو خاتم الأنبیاء واسمه أحمد۔[26]

[26] (الخصائص الکبریٰ، باب اعلام اللّٰہ بہ ابراهیم علیه السلام وآله، الجزء الاول، الصفحة ۱۷، دار الکتب العلمیة بیروت)

یعنی اللہ عزوجل نے یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی بھیجی میں تیری اولاد سے سلاطین وانبیاء بھیجتا رہوں گا یہاں تک کہ ارسال فرماؤں اس حرم محترم والے نبی کو جس کی امت بیت المقدس کی بلند تعمیر بنائے گی۔ وہ سب پیغمبروں کا خاتم ہے اور اس کا نام احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

سیدنا حبقوق علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام:

بشارت) حضرت حبقوق علیہ السلام جن کا صحیفہ بائیبل کے عہدِ عتیق میں شامل ہے انہوں نے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کی بشارت یوں فرمائی:

"خدا تیمان سے آیا اور وہ جو قدوس ہے کوہ فاران سے ظاہر ہوا اس کے جلال نے آسمان کو ڈھانپ لیا اور اس کی حمد سے زمین معمور ہوگئی اس کی تجلی نور کی مانند تھی۔ اس کے ہاتھ سے کِرنیں نکلیں اور وہاں اس کی قدرت مَستُوُر (چھپی ہوئی) تھی۔ دِبَا اس کے آگے چلے اور اس کے قدموں پر دہکتا ہوا انگارہ روانہ ہوا۔ وہ کھڑا ہوا ہے اور اس نے زمین کو لرزا دیا اس نے نگاہ کی اور قوموں کو پراگندہ کر دیا۔ قدیم پہاڑ ریزہ ریزہ ہوگئے اور پرانی پہاڑیاں اس کے آگے دھنس گئیں۔" (باب ۱۳، آیت ۳/۶)

بشارت ۲)

"حضرت حبقوق نبی علیہ السلام گفته است وتوریت بآن ناطق است که جاء الله بالبیان عن جبل فاران وامتلأت السموات من تسبیح احمد وامت ہ یحمل حیلة فی البحر کمایحمله فی البریاتینا بکتاب جدید یعرف بعد خراب بیت المقدس" [27]

حضرت حبقوق علیہ السلام کی اس بشارت کی تصدیق تورات نے یوں کی ہے کہ پروردگار فاران کی پہاڑیوں سے قوتِ بیان کے ساتھ آیا تو نامِ احمد کی تسبیح سے آسمان معمور ہوگئے اور اس کی امت کا سمندروں پر تصرف ایسا ہی ہوگا جیسا خشکی پر۔ وہ ایک ایسی کتاب لے کر آئے گا جس کا تعارف بیت المقدس کی تقریب کے بعد ہوگا۔

تبصرہ اُویسی غفرلہ) اس بشارت کو فقیر اسلامی کتب کی روشنی میں واضح کرنا چاہتا ہے ملاحظہ ہو۔

- مکہ معظمہ میں ایک پہاڑ ہے جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی بیوی اور اپنے لڑکے کو چھوڑ گئے تھے اور اس کے بعد وہاں مکہ اور بیت اللہ کی بنیاد قائم کی گئی اور اس مبارک مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آفتابِ رسالت جلوہ افروز ہوا اور انوارِ نبوت کی شُعاعوں سے کوہِ فاران بلکہ تمام روئے زمین منور ہوگئی۔
- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت اور شوکت کا ڈنکا آسمانوں پر بجنے لگا۔ تمام فرشتے مامور بالصلوٰۃ یعنی ثناء خواں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوئے۔

---

[27] (شواهد النبوة، رکن اول در شواهد ودلائلے که پیش از ولادت ظاهر شده است، صفحه۸، در مطبع منشی نولکشور لکهنؤ)

★ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی محمد اور محمود بھی ہے جس کا معنی ہے بہت حمد وثناء کیا ہوا۔ دنیا کے اندر کوئی ملک، شہر، گاؤں، ضلع اور علاقہ ایسا نہیں جن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف نہ کی جاتی ہو۔ انگلستان، ترکستان وغیرہ ممالک اور جزائر میں خواص اور عوام کی مجالس میں بکثرت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر مبارک کیا جاتا ہے۔

★ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود اقدس مجسم نور تھا اور قرآن میں ہے: قَدْ جَآءَ كُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ O (پارہ ۶، سورۃ المائدہ، آیت ۱۵)

ترجمہ: بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي لَيْلَةٍ إِضْحِيَانٍ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِلَى الْقَمَرِ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ فَإِذَا هُوَ عِنْدِي أَحْسَنُ مِنَ الْقَمَرِ [28]

یعنی حضرت جابر بن سَمُرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے ایک نہایت روشن رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا میں کبھی آپ کو دیکھتا اور کبھی چاند کی طرف نگاہ کرتا اس وقت آپ پر سُرخ رنگ کا جوڑا تھا پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے نزدیک چاند سے زیادہ حسین تھے۔

★ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑے رُعب والے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی شجاعت اور بہادری کے ذریعے سے ۲۳ برس کے قلیل (تھوڑے) عرصہ میں وہ کمال حاصل کیا جو گُذشتہ زمانہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام جیسے پیغمبر سینکڑوں برس کی عمر میں حاصل نہ فرما سکے۔

★ آپ نے اپنی نگاہ مبارک سے قوموں کو پراگندہ (جنگ میں شریک) کیا جیسا کہ جنگِ بدر، جنگ اُحد وغیرہ کے واقعات سے ظاہر ہے اور ہزاروں تشنگانِ توحید (توحید کے پیاسوں) کو دریائے معرفت سے سیراب فرمایا۔

★ پہاڑ اور پہاڑیوں سے بڑی سلطنتیں اور چھوٹی چھوٹی ریاستیں مراد ہیں جو بہت قدیم زمانے سے شان وشوکت کے ساتھ چلی آتی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف لانے کے بعد تمام حکومتیں یکے بعد دیگرے قلیل عرصہ میں مِٹ گئیں اور سب پر اہلِ اسلام کا قبضہ ہوا جیسا کہ کُتبِ تواریخ سے ظاہر ہے۔

سیدنا مُلَاکِی علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشارت) حضرت مُلَاکِیْ علیہ السلام جو آلِ اسرائیل میں مبعوث ہوئے اُنہوں نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی بشارت اِن الفاظ میں سُنائی۔

"وہ خداوند جس کی تم تلاش میں ہو ہاں عہد کا رسول جس سے تم خوش ہو وہ اپنی ہیکل میں ناگہاں آئے گا دیکھو وہ یقیناً آئے گا۔ رب الافواج فرماتا ہے لیکن اس کے آنے کے دن میں کون ٹھہر سکے گا اور جب وہ نمودار ہو گا کون کھڑا رہے گا۔" (ملاکی نبی کی کتاب، باب ۳)

[28] (سنن الترمذی، کتاب الادب عن رسول اللّٰہ، باب ماجاء فی الرخصة فی لبس الحمرة للرجال، حدیث ۲۸۱۱، الصفحة ۶۲۹، مکتبة المعارف الریاض)

فائدہ) اس بشارت میں فتح مکہ کی طرف واضح اشارہ ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لشکر کے ساتھ یوں مکہ پہنچے کہ کفارِ مکہ کو خبر تک نہ ہوئی وہ حیران رہ گئے کسی نے بھی لشکرِ اسلام سے مقابلہ کی جرأت نہ کی اور مکہ مکرمہ فتح ہو گیا۔

سیدنا شعیب علیہ السلام علیٰ نبینا وعلیہ السلام: بنی اسرائیل میں حضرت شعیب علیہ السلام ایک بلند مقام رکھتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آپ کی دامادی کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی بشارت سنائی۔

بشارت) حضرت شعیب علیہ السلام کے کلام میں ہے کہ میں نے دو سوار دیکھے جن کے نور سے زمین روشن ہو گئی ان میں سے ایک خچر سوار تھا اور دوسرا شُتر سوار (اُونٹ سوار)۔ خچر سوار ماہتاب و آفتاب کے حسن کا مالک تھا اور یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے جبکہ شُتر سوار (اُونٹ سوار) آفتاب و ماہتاب کے حسن کو شرماتا تھا یہ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔[29]

سیدنا موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان بہت بُلند ہے۔ آپ ایک اُولوالعزم[30]، صاحبِ کتاب پیغمبر تھے۔ ان کی کتاب توریت میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ان الفاظ میں ملتا ہے:

''ہمارا آقا، ہمارا خدا، تیرے لئے تیرے ہی خاندان سے ایک پیغمبر اُٹھائے گا تمہارے بھائیوں میں سے میرے جیسا تم نے اس کو کان لگا کر سُننا ہے۔ اِن تمام باتوں کے مطابق جن کی خواہش تم اپنے مالکِ خدا سے کرتے ہو۔''

ہوریب[31] میں ایک جگہ جمع ہونے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:

''میں نہیں چاہتا کہ میں اپنے خداوند کی آواز کو دوبارہ سنوں یہ کہتے ہوئے اور نہ ہی کبھی میں اس بھاری آگ کو دیکھوں کہ میں کبھی نہیں مروں گا اور خداوند نے مجھے کہا جو کچھ انہوں نے کہا انہوں نے بہت ٹھیک کہا۔ میں ان کے لئے ایک پیغمبر برپا کروں گا انہی کے بھائیوں میں سے تیرے جیسا اور میں اپنے الفاظ اُس کے منہ میں ڈالوں گا پھر وہ لوگوں سے باتیں کرے گا صرف وہ جن کا میں اُسے حکم دوں گا۔''

ازالۂ وھم) اس بشارت کو یہودیوں نے حضرت یوشع علیہ السلام اور عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے منسوب کرنا چاہا جو کسی طرح درست نہیں کیونکہ پیشن گوئی کے الفاظ یہ ہیں کہ موعود بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے مبعوث ہوگا بنی اسرائیل کے بھائی بنو اسماعیل تھے اس لئے بشارت کا مطلب یہ ہے کہ وہ پیغمبر نسلِ اسماعیل سے ہوں گے۔ قرآنِ کریم میں ارشادِ خداوندی ہے:

---

29) (شواھد النبوۃ، رکن اول در شواہد و دانائی کہ پیش از ولادت ظاہر شدہ، صفحہ۸، در مطبع نولکشور لکھنؤ)

30) اولوالعزم ایک قرآنی اصطلاح ہے جو اُن عظیم اور بلند ہمت پیغمبروں کے لیے استعمال ہوتی ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے خاص مقام، عظیم ذمہ داری اور شریعت عطا فرمائی۔ یہ پیغمبر نہ صرف اپنی قوموں کو ہدایت دینے والے تھے بلکہ ان کے صبر، حوصلے اور عزم کی وجہ سے ان کا ذکر خاص طور پر ہوا ہے۔

31) ہوریب کا تعلق عام طور پر بائبل کی کہانیوں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعات سے ہوتا ہے، خاص طور پر ہوریب (Mount Horeb) کے مقام سے۔ یہ وہ پہاڑ ہے جہاں بنی اسرائیل نے اللہ کے احکامات اور توریت کے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ جمع ہونے کے بعد اللہ سے عہد کیا تھا۔

اِنَّآ اَرۡسَلۡنَآ اِلَيۡكُمۡ رَسُوۡلًا ۙ۵ شٰهِدًا عَلَيۡكُمۡ كَمَآ اَرۡسَلۡنَآ اِلٰى فِرۡعَوۡنَ رَسُوۡلًا ؔ (پارہ۲۹،سورۃ المزمل،آیت۱۵)

ترجمہ: بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجے کہ تم پر حاضر وناظر ہیں جیسے ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجے۔

حضرت یوشع صاحب کتاب پیغمبر نہ تھے بلکہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب کی پیروی کرتے تھے اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی تمام امور میں حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے نہیں تھے۔ دوسرے بقولِ نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام (نعوذ باللہ) خدا ہیں اور مخلوق کو پیدا کرنے والے خالق ہیں مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام محض خدا کے بندے ہیں۔ عیسائیوں کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو لوگوں کے گناہوں کا بوجھ برداشت کرنا پڑا تاکہ انہیں دوزخ کے عذاب سے بچایا جائے انہوں نے صلیب پر چڑھ کر لوگوں کو دوزخ کے عذاب سے نجات دلائی لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایسی کوئی سزا نہیں پائی۔

بقول نصاریٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے سردار تھے اور انہوں نے اپنی پوری طاقت سے اُن پر حکمرانی کی لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے احکام کی تعمیل ایک مختصر سے گروہ نے کی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی پیشن گوئی میں یہ واضح طور پر فرمایا تھا کہ اُس پیغمبر کا وصف یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالے گا قرآن پاک اس کی تصدیق یوں کرتا ہے: وَمَا يَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰى ؔ اِنۡ هُوَ اِلَّا وَحۡىٌ يُّوۡحٰى ؔ (سورۃ النجم، آیت ۳،۴)

ترجمہ: اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو اُنہیں کی جاتی ہے۔

اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اس پیش گوئی کے متن پر غور کیا جائے تو یہ بات ظاہر ہوگی کہ اس کا اِطلاق صرف نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی پر ہوتا ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیش گوئی کے الفاظ کے مطابق چند خصوصیات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بڑی مُماثَلتُ (مشابہت) رکھتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو ان کے دشمن سے نجات دی۔ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حکم نہ مانا وہ اپنی فوج سمیت دریا میں غرق ہوا جبکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخالفین جنہوں نے آپ کی نافرمانی کی اور آپ کے خلاف فوج کشی [32] کی وہ ان لڑائیوں میں تباہ و برباد ہوئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں کو ہجرت کرنا پڑی ہر دو کو جو ساتھی ملے وہ ان کے سُسر تھے جنہوں نے اس ہجرت کے دوران ان کی مدد کی حضرت شعیب علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ دیا۔

[32] **فوج کشی** کا مطلب ہے کسی علاقے، ملک، یا مقام پر حملہ کرنے یا قابض ہونے کے لیے فوجی طاقت یا لشکر کا استعمال۔ یہ اصطلاح عموماً جنگی کارروائیوں اور عسکری حملوں کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے میڈ ئین (مدین) میں جا کر ہجرت کی جو بعد میں یثرب کے نام سے مشہور ہوا۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے ہجرت فرمائی اور مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو یہ وہی یثرب تھا۔ اس کا نام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ رکھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے میڈ ئین (مدین) (مدینہ طیبہ) میں تبلیغ کی جبکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی مدینہ طیبہ میں یہی فرئضہ سرانجام دیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک ضخیم ضابطہ ٔ حیات توریت کی صورت میں ملا۔ جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ایک مکمل ضابطہ حیات قرآنِ حکیم کی شکل میں عطا ہوا جو ہر عہد، ہر ملک اور ہر قوم کے لئے قیامت تک ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی جہاد کیا، دونوں نے نکاح کئے، دونوں کے ہاں اولاد ہوئی اور سب سے بڑی بات یہ کہ دونوں ہی خدا سے ہم کلام ہوئے ایک کوہِ طور پر، دوسرے عرشِ عظیم پر۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تجرّد (تنہائی) کی زندگی بسر کی پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں بلکہ رہبرِ انسانیت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مانند ہیں۔

"خداوند سینا (کوہ سینا) سے اور شعیر (اناج) سے ان پر طلوع ہوا۔ فاران ہی سے جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا اور اس کے داہنے ہاتھ آتشیں شریعت ان کے لئے تھی۔" (استثنا باب ۳۴، آئت ۲)

اس بشارت میں کوہِ سینا سے آنے والا حضرت موسیٰ نبی ہے اور شعیر (اناج) سے طلوع ہونے والا حضرت مسیح بن مریم نبی ہے اور فاران پر جلوہ گر ہونے والا حضرت محمد مجتبیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے کیونکہ فاران نام ایک پہاڑ کا ہے جو مکہ میں واقع ہے جیسا کہ گذشتہ صفحات میں مذکور ہے۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت سے پہلے کا زمانہ یوں بیان کیا جاتا ہے

نہاں ابر ظلمت میں تھا مہرِ انور　　　اندھیرا تھا فاران کی چوٹیوں پر

آپ کے پاس ایک شریعت تھی جس کی نورانیت سے دنیا کا ہر ایک کونہ روشن ہو گیا۔

محدث ابو نعیم علیہ الرحمہ نے حلیۃ الاولیاء میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی: مَنْ لَقِيَنِي وَ هُوَ جَاحِدٌ بِأَحْمَدَ أَدْخَلْتُهُ النَّارَ

جو شخص میرے پاس اس حالت میں حاضر ہو کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار کرنے والا ہو میں اُس کو دوزخ میں داخل کروں گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے ربِ کریم "محمد؟" احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون ہیں؟ اللہ کریم نے فرمایا:

"مَاخَلَقْتُ خَلْقًا أَكْرَمَ عَلَيَّ مِنْهُ كَتَبْتُ اِسْمَهٗ مَعَ اِسْمِيْ فِي الْعَرْشِ قَبْلَ أَنْ أَخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ إِنَّ الْجَنَّةَ مُحَرَّمَةٌ عَلٰى جَمِيعِ خَلْقِيْ حَتّٰى يَدْخُلَهَا هُوَ وَأُمَّتُهٗ"

یعنی اُس سے زیادہ میں نے مخلوق میں کوئی عزت والا پیدا نہیں فرمایا۔ میں نے اپنے نام کے ساتھ اس کا نام زمین وآسمان پیدا کرنے سے پہلے عرشِ معلی پر لکھ دیا ہے اور اپنی تمام مخلوق پر جنت میں داخلہ حرام فرمادیا ہے جب تک کہ وہ اور اُس کی امت جنت میں داخل نہ ہو جائے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی ''مَنْ اُمَّتُهٗ'' اُس کی امت کی شان کیا ہے؟ تو فرمایا وہ چلتے پھرتے میری حمد اور تعریف بہت زیادہ کرنے والے ہیں۔[33]

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ،

''رَأَيْتُ فِي التَّوْرَاةِ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَخْبَرَ مُوْسٰى عَنْ وَقْتِ خُرُوْجِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَیْ مِنْ بَطْنِ اُمِّهٖ وَمُوْسٰى اَخْبَرَ قَوْمَهٗ اَنَّ الْكَوْكَبَ الْمَعْرُوْفِ عِنْدَكُمْ اِسْمُهٗ كَذَا اِذَا تَحَرَّكَ وَسَارَ عَنْ مَوْضِعِهٖ فَهُوَ وَقْتُ خُرُوْجِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَارَ ذٰلِكَ مِمَّا يَتَوَارَثُهُ الْعُلَمَآءُ مِنْ بَنِیْ اِسْرَاءِيْلَ''[34]

یعنی میں نے تورات میں دیکھا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دنیا میں ظاہر ہونے کے وقت یعنی والدہ ماجدہ کے شکمِ اطہر سے ظہور پذیر ہونے کی خبر دی اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو اُس سے آگاہ فرمادیا کہ بلاشبہ وہ مشہور ستارہ تمہارے ہی قریب ہے اُن کا اسم شریف فلاں ہے جب یہ حرکت کرے اور اپنی جگہ سے چلے تو حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کا وقت ہوگا۔ یہ وہ واقعہ ہے جس سے بنی اسرائیل کے علماء آگاہ ہیں۔

سیدنا اشعیاء علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) حضرت اشعیاء علیہ السلام بنی اسرائیل میں مبعوث ہوئے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کی یوں بشارت فرمائی:

''عرب کے صحراؤں میں رات کاٹو گے، اے دوانیو کے قافلو! پانی لے کر پیاسوں کے استقبال کو آؤ! اے تیما[35] کے باشندو! روٹی لے کر بھاگنے والوں سے ملنے آؤ کیونکہ وہ ننگی تلواروں سے کھینچی ہوئی کمانوں سے اور جنگ کی شدّت سے بھاگے ہیں۔'' (کتاب اشعیاء، باب ۲۱)

فائدہ) بشارت میں دوانیو اور تیما کا ذکر ہے دوان حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پرپوتے کا نام ہے جبکہ تیما حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بیٹے کا نام ہے۔ انصارِ مدینہ انہی کی اولاد میں سے تھے۔ دوانی مدینہ کے باشندے کہلاتے تھے جبکہ تیما نواحِ مدینہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اس بشارت

---

33) (حلیة الاولیاء وطبقات الأصفیاء، الزھری، الجزء الثالث، الصفحة ۳۷۶، دار الفکر بیروت)

(الخصائص الکبری، باب ذکرہ فی التوارة والانجیل وسائر کتب اللّٰه المنزلة، الجزء الاول، الصفحة ۲۳، دار الکتب العلمیة بیروت)

(حجة اللّٰه علی العالمین فی معجزات سید المرسلین، الباب الاول، ماروا ہ المحدثون عمن نقله من الثقات عن الکتب السماویة من البشائر برسول اللّٰه، الصفحة ۹۱، دار الکتب العلمیة بیروت)

34) (حجة اللّٰه علی العالمین فی معجزات سید المرسلین، الباب الثانی، فی بعض ما أخبر به أحبار الیھود غیر ما تقدم من البشائر به صلی اللّٰه علیه وسلم، الصفحة ۱۰۷، دار الکتب العلمیة بیروت)

35) تیما موجودہ سعودی عرب کے شمال مغربی علاقے میں واقع ایک تاریخی شہر ہے۔ یہ مقام قدیم تجارتی راستوں کے قریب تھا اور اپنے کنوؤں اور نخلستانوں کی وجہ سے مشہور تھا۔ عرب تاریخ میں تیما کو ایک اہم تجارتی اور قافلوں کے پڑاؤ کی جگہ کے طور پر جانا جاتا ہے۔

میں انصارِ مدینہ کی طرف سے مہاجرینِ مکہ کی نُصرت وحمایت کا تذکرہ ہے جو کفارِ مکہ کے ظلم وستم سے مجبور ہو کر مدینہ منورہ ہجرت کر کے آئے لہٰذا حضرت اشعیاء کی بشارت ہجرت کی نشاندہی کرتی ہے۔

بخاری شریف کے مطابق حضرت احبار ایک ممتاز یہودی عالم کے فرزند تھے۔ دولتِ ایمانی سے سرفراز ہوئے اور جب ان سے کُتبِ سابقہ میں سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے حضرت اشعیاء کی بشارتیں بیان فرمائیں۔

ابو نعیم شہر بن حوشب کے حوالے سے روایت کرتے ہیں:

عن کعب قال إن أبی کان من أعلم الناس بما انزل اللّٰہ علی موسی وکان لم یدخر عنی شیئا مما کان یعلم فلما حضرہ الموت دعانی فقال لی یا بنی انک قد علمت أنی لم أدخر عنک شیئلا مما کنت أعلمہ إلا أنی قد حبست عنک ورقتین فیھما نبی یبعث قد اطل زمانہ فکرھت ان اخبرک بذلک فلا آمن علیک ان یخرج بعض ہؤلاء الکذابین فتطیعہ وقد جعلتھما فی ہذہ الکوۃ التی تری وطینت علیھما فلا تعرضن لھما ولا تنظرن فیھما حینک ھذا فإن اللّٰہ إن یرد بک خیرا ویخرج ذلک النبی تتبعہ ثم إنہ قد مات فدفناہ فلم یکن شیء أحب إلی من أن أنظر فی الورقتین ففتحت الکوۃ ثم استخرجت الورقتین فاذا فیھما محمد رسول اللّٰہ خاتم النبیین لا نبی بعدہ مولدہ بمکۃ ومھاجرہ بطیبۃ لا فظ ولا غلیظ ولا صخاب فی الأسواق ویجزی بالسیءۃ الحسنۃ ویعفو ویصفح أمتہ الحمادون الذین یحمدون اللّٰہ علی کل حال تذلل السنتھم بالتکبیر وینصر نبیھم علی کل من ناوأہ یغسلون فروجھم ویأتزرون علی اوساطھم آناجِیلھم فی صدورھم وتراحمھم بینھم تراحم بنی الأم وھم أول من یدخل الجنۃ یوم القیامۃ[36]

یعنی حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ان کے باپ تورات کے بڑے عالم تھے انہوں نے مجھ سے کبھی کوئی بات نہیں چھپائی جب ان کا وقت رحلت آیا تو مجھے بلا کر کہا میں نے اپنے علم میں کوئی بات تم سے پوشیدہ نہیں رکھی ہاں دو صفحات میں نے چھپالئے تھے جن میں آنے والے نبی کا تذکرہ تھا جن کی آمد کا وقت قریب آچکا ہے میں نے تمہیں یہ دو صفحات اس لئے نہیں بتلائے کہ کبھی تم کسی جھوٹے نبی کے پیچھے نہ لگ جاؤ میں نے یہ صفحات طاقچے (روزن) میں رکھ کر اوپر سے مہر کردی ہے تم انہیں ابھی نہ نکالنا کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ کو تمہاری بھلائی مقصود ہوئی اور آخری نبی کا ظہور ہو گیا تو تم ان کے پیروکار بن جاؤ گے پھر میرے والد کا انتقال ہو گیا۔ ان کے دفنانے کے بعد مجھے ان دو صفحات کو دیکھنے کا اِشتیاق (شوق) ہوا چنانچہ میں نے اُنہیں نکال لیا۔ ان میں یہ تحریر درج تھی "محمد رسول اللہ خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ آپ کی جائے پیدائش مکہ اور جائے ہجرت مدینہ ہے۔ آپ نہ بدمزاج ہیں اور نہ سخت ہیں، نہ بازاروں میں پھرتے ہیں۔ برائی کا بدلہ اچھائی سے دیتے ہیں، معاف کرتے ہیں اور درگزر کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت اللہ تعالیٰ کی بہت حمد کرنے والی ہے، یہ لوگ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی ثنا کرتے ہیں اور ان کے نبی کی اللہ کی جانب سے ہر حال میں مدد ہوگی، یہ لوگ اپنی شرمگاہوں کو دھوتے ہیں، اپنی کمر کے درمیان

[36] (الخصائص الکبری، باب ذکرہ فی التوراۃ والانجیل وسائر کتب اللّٰہ المنزلۃ، الجزء الاول، الصفحۃ ۲۵، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

تہبند باندھتے ہیں،ان کی انجیلیں (قرآن) ان کے سینے میں محفوظ ہے، وہ آپس میں ایک دوسرے پر اس طرح رحم کرتے ہیں جیسے ایک ماں کی اولاد میں محبت ہوتی ہے یہ امت قیامت میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہو گی۔

حضرت کعب احبار کا مسلمان ہونا) حضرت کعب احبار کا کہنا ہے کہ ان صفحات کے مطالعہ کے کچھ ہی عرصہ بعد مجھے اطلاع ملی کہ،

ان النبی (صلی اللّٰہ علیه وسلم) قد خرج بمکة فأخرت حتی استثبت ثم بلغنی انه توفی وأن خلیفته قد قام مقامه وجاء تنا جنوده فقلت لا ادخل فی ہذا الدین حتی انظر سیرتهم وأعمالهم فلم أزل أدافعذلک وأؤخره لاستثبت حتی قدم علینا عمال عمر بن الخطاب رضی اللّٰہ عنه فلما رأیت وفاء ہم بالعهد وما صنع اللّٰہ لهم علی الاعداء علمت أنهم ہم الذین کنت أنتظر فواللّٰہ انی ذات لیلة فوق سطحی فإذا رجل من المسلمین یتلوقول اللّٰہ "یا أیها الذین أوتو الکتاب آمنوا بما نزلنا مصدقا لما معکم من قبل أن نطمس وجوہا" الآیة فلما سمعت ہذه الآیة خشیت ان لا أصبح حتی یحول اللّٰہ وجهی فی قفای فما کان شیء أحب إلی من الصباح فغدوت علی المسلمین[37]

یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوگئے میں نے تاخیر کی تاکہ اچھی طرح ثبوت مل جائے پھر آپ پردہ فرماگئے اور آپ کے خلیفہ منتخب ہوگئے ہیں ان کے لشکر ہم تک پہنچے میں نے اپنے دل میں عہد کیا کہ میں اس دین میں اس وقت تک داخل نہیں ہوں گا جب تک ان لوگوں کی سیرت نہ دیکھ لوں۔اس طرح میں تاخیر کرتا رہا یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عامل ہمارے طرف آئے جب میں نے ان لوگوں کا وفائے عہد دیکھا اور دشمنوں کے مقابلے میں خدائی مدد دیکھی تو مجھے یقین ہو گیا کہ یہی وہ لوگ ہیں جن کا میں منتظر تھا۔ایک رات میں اپنے مکان کی چھت پر کسی کو یہ آیاتِ کریمہ پڑھتے ہوئے سنا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ اٰمِنُوۡا بِمَا نَزَّلۡنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَکُمۡ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ نَّطۡمِسَ وُجُوۡهًا۔(پارہ۵،سورۃ النساء،آیت۴۷)

ترجمہ: اے کتاب والو ایمان لاؤ اس پر جو ہم نے اُتارا تمہارے ساتھ والی کتاب کی تصدیق فرماتا قبل اس کے کہ ہم بگاڑ دیں کچھ مونہوں کو۔

میں یہ آیات سن کر ڈرا اور مجھے ایسا محسوس ہوا کہ صبح ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ میرے چہرا گدی کے بل پھیر دے گا چنانچہ صبح ہوتے ہی میں اسلام لانے کے لئے مسلمانوں کی جانب لپکا۔

فائدہ) اس روایت کو ابن عساکر بطریق مسیب بن رافع اور دوسرے بہت سے اصحاب سے نقل کیا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر خیر وضاحت وصراحت کے ساتھ ہر دور میں ہوتا رہا اور ہوتا رہے گا۔خوش نصیب ہیں وہ جو اس ذکرِ خیر سے اپنے دامن کو پُر کر رہے ہیں۔

---

[37] (الخصائص الکبری،باب ذکرہ فی التوراۃ والانجیل وسائر کتب اللّٰہ المنزلة،الجزء الاول،الصفحة۲۵و۲۶،دار الکتب العلمیة بیروت)

سیدنا یسعیاء علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام) انبیائے بنی اسرائیل میں حضرت یسعیاء ایک ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَاِسۡمٰعِیۡلَ وَالۡیَسَعَ وَیُوۡنُسَ وَلُوۡطًا ؕ وَکُلًّا فَضَّلۡنَا عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ ۙ (پارہ۷، سورۃ الانعام، آیت ۸۶)

ترجمہ: اور اسمٰعیل اور یسع اور یونس اور لوط کو اور ہم نے ہر ایک کو اس کے وقت میں سب پر فضیلت دی۔

دیگر انبیاء کی طرح حضرت یسعیاء علیہ السلام نے بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی بشارت فرمائی۔

★سمندر کی فراوانی تیرے طرف پھرے گی اور قوموں کی دولت تیرے پاس فراہم ہو گی، اونٹیاں کثرت سے تجھے آکر چھپالیں گی اور عِیفہ (قبیلہ عیفہ) کے اونٹ وہ سب جو سبا کے ہیں آویں گے وہ سونا اور لوبان لائیں گے اور خدا کی بشارت سنائیں گے۔

★"النبوۃ فی العرف و بنی قیدار" (بائیبل یسعیاہ، مطبوعہ ۱۸۱۱ء)

★قیدار (بنی قیدار) کی بھیڑیں تیرے پاس جمع ہوں گی، نبیط کے مینڈھے تیری خدمت میں حاضر ہوں گے وہ میری منظوری کے واسطے میرے مذبح پر چڑھائے جائیں گے اور میں اپنے شوکت کے گھر کو بزرگی دوں گا۔ (کتاب یسعیاہ، باب ۶۰)

فائدہ) اگرچہ یہ عبارات مُبْہَمْ ہیں لیکن ان کے اشارات کو دیکھا جائے تو اس سے جو مطلب واضح ہوتا ہے وہ کچھ یوں ہے کہ سرزمین عرب میں ایک نبی مبعوث ہوں گے جو لوگوں کو راہِ ہدایت دکھائیں گے قیدار اہل قریش کی ساری حشمتِ خاک میں مل جائے گی، سرزمین عرب ہی نہیں اِس کے ساتھ دور دور تک پیغامِ حق پہنچے گا، لوگ جوق در جوق دینِ اسلام میں داخل ہوں گے، خانہ کعبہ کو بتوں سے پاک کیا جائے گا، وہاں لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے، دنیا کے کونے کونے سے زائرین (دیکھنے والے) آئیں گے، فریضۂ حج ادا کریں گے اور جانوروں کی قربانی دیں گے۔

★حضرت وهب بن منبه گوید که خدای تعالیٰ بشعیاکه از انبیای بنی اسرائیل بود وحی کرد که درمیان قوم خویش خطیب باش که من زبان ترا بروحی خویش روان سازم وے حمد خدای تعالیٰ گفت وتسبیح وتقدیس وتهلیل وی کرد پس گفت اے آسمان گوش باش وای زمین خاموش باش وای کوهها دہسازی وهم آوازی کنید که خداے تعالیٰ می خواهد که بازنماید حال بنی اسرائیل راکه به نعمت خود شان پروریده وازجهانیان برگزیده وبکرامت خود مخصوص گردانیده بعدازان خداے تعالیٰ خطاب هاے عتاب آمیزبرزبان وی جاری ساخت آن قدرکه خواست ودرآخران بود که من تقدیرکرده ام روزیکه آسمان وزمین رامی آفریدم که نبوت را درغیربنی اسرائیل نهم وملک وبادشاهے راازایشان بگردانم ومحل آن گروهے را سازم که چراننددگان گوسفندباشند وعزت رادرجماعتے نهم که خوارباشند وقوت رابجماعتے ارزانی دارم که ضعیف وبے مقدارباشند وتوانگرے رابطائفه دهم که فقیرونامراد باشند وازمیان ایشان پیغمبرے برانگیرم که گوشهاے کرراشنواگرداند وچشمهاے کوررابینا گرداندودلهاے درغلاف راازغلاف بیرون آردمولد وے مکه باشد وهجرت گاه وے مدینه طیبه وملک وے شام بندہئ باشد متوکل برگزیده بدی را به بدی مکافات نکند ولیکن عفوکندودرگذاردوبرمیان مؤمنان رحیم باشد بگرید برچهارپایان گرانبار وبربیوگان یتیم درکنار اگرپهلوے چراغ افروخته بگذرداز باد وامن وے چراغ افروخته نه نشیند واگرنیهاے خشک رابزیرقدم بسپرد ازآنها آوازبرنیاید دراهل بیت وے نهم سابقان وصدیقان وشهدا وصالحین اواست وی بعد ازوے بحق راهنمائیها

کنندامرمعروف ونهی منکر کنند ونماز گزارندوزکوة دهند وبه عهد وفاکنندبایشان ختم کنم چیزے راکه آغازکرده ام۔ولهم

ذلک من فضل اوتیه من یشاء وانا ذوالفضل العظیم[38]

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یسعیاہ علیہ السلام کو جوانبیائے بنی اسرائیل میں سے تھے وحی کی کہ اپنی قوم میں تبلیغ کروتاکہ میں اپنی روح سے تیری زبان میں فصاحت وروانی پیدا کروں اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتقدیس اور تحمید و تہلیل بیان کی اور فرمایا''اے آسمان! بگوشِ ہوش سن لے! اوراے کوہ(پہاڑ) وزمین! خاموش ہوجااور میرے ہم آواز بن جاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ چاہتاہے کہ بنی اسرائیل جنہیں اس نے اپنی نعمتوں سے پالااور جہاں میں بزرگی بخشی اوراپنے انعام واِکرام کے لئے مخصوص فرمایا''

یہ کہہ کر حضرت یسعیاہ علیہ السلام نے رب العزت کے حکم سے عتاب آمیز (شکوہ والے) کلمات جاری ہوگئے آپ کے اختتامیہ الفاظ یہ تھے:

''میں اس روز سے جس دن سے میں نے زمین وآسمان پیدا کئے یہ مقدر کرچکاہوں کہ نبوت بنی اسرائیل کے علاوہ کسی اور کودے دوں اوران سے ملک وحکومت بھی واپس لے لی گئی اور بھیڑ بکریاں چَرانے والی جماعت کو اس کا محل ٹھہراؤں گااور ایک ایسی جماعت کو عزت وتوقیر بخشوں کا جو چشمِ عالم میں خوار ہوگی اور ایک ایسی جماعت کو طاقت بخشوں گا جو ضعیف ونزّار ہوگی اور ایک ایسے طائفہ کو دولت وثروت سے نوازوں گا جو فقیر ونامراد ہوگااور اُن میں سے ایک ایساپیغمبر مبعوث کروں گا جو بہروں کو کان عطاکرے گا،اندھوں کو آنکھیں عطاکرے گااور دلوں کے پردے اتار دے گا۔اس کا مقام پیدائش مکہ معظمہ اس کی ہجرت گاہ مدینہ پاک اوراس کا ملک شام ہوگا۔وہ بندہ متوکل وبرگزیدہ ہوگا،بدی کا بدلہ بدی سے نہ دے گا بلکہ عفوودرگزر سے کام لے گا،مومنوں پر رحیم وکریم ہوگا،جانوروں پر بوجھ کی زیادتی دیکھ کرافسوس وگریہ کرے گااور بیوہ عورتوں اور یتیموں کو آغوشِ شفقت میں لے گا،پہلو میں جلتاہواچراغ(دل) توبجھ سکتا ہے مگراُس کے دامن کی ہواسے جلاہواچراغ نہیں بجھے گا۔اوراگر بانس کی خشک لکڑی کو آپ زیرِقدم رکھیں گے تواس میں سے آواز نہیں آئے گی۔اس کے اہل سے سابقین،صدّیقین،شہداءاور صالحین ہوں گے اوراُس کے بعداس کی امت حق وصداقت کی طرف لوگوں کی رہنمائی کرے گی۔امرِ معروف اور نہی منکر کا حکم دے گی،نماز وزکوٰۃ اداکرے گی اور ایفاءِعہد(وعدہ پورا) کرے گی اور جس چیز کا میں نے آغاز کیاہے اسی پر ختم کروں گااور یہ سب کچھ ان کے لئے میرے فضل وعنایت سے ہے اور میں جسے چاہوں جو چاہوں عطاکردوں میں ہی فضل عظیم والاہوں۔''

حضرت یسعیاہ کی یہ بشارت بالکل واضح ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں پیداہوئے،مدینہ منورہ میں ہجرت فرمائی،سرزمین شام پر مسلمانوں نے فتح وکامرانی کے جھنڈے گاڑے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک صفت یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحیم وکریم تھے ہر ایک سے شفقت اور ہمدردی سے پیش آتے،یتیموں،بیواؤں اور مساکین کی تکالیف پر غمگیں ہوجاتے۔ارشادِباری تعالیٰ بھی ہے:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَاعَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ O(پارہ۱۱،سورۃالتوبۃ،آیت۱۲۸)

[38] (شواھد النبوۃ،رکن اول دربیان شواھد ودلائل کہ پیش از ولادت آنحضرت ظاھر شدہ است،صفحہ۱۳،مطبع نولکشور لکھنؤ)

ترجمہ: بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہارے بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔

بشارت) دیکھو یہ میرا بندہ ہے۔ میرا برگزیدہ جس سے میرا جی راضی ہے میں اپنی روح اس پر ڈالوں گا، وہ قوموں کے درمیان عدالت جاری کرائے گا، وہ چلائے گا نہ جھگڑا کرے گا نہ شور اور نہ بازاروں میں اس کی کوئی آواز سنے گا، اس کا زوال نہ ہوگا اور نہ مسلا جائے گا جب تک راستی کو زمین پر قائم نہ کرے۔

(انجیل متی باب ۱۲، آیت ۱۷-۲۰، یسعیاہ باب ۴۲، آیت ۲-۴)

تبصرۂ اُویسی غفرلہ) اِن مضامین پر فقیر مختصراً تبصرہ عرض کرتا ہے۔

★یوں تو سب انسان خدا کے بندے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن پاک کی مختلف آیتوں میں اپنا عبد (اپنا بندہ) فرمایا:

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ۔ (پارہ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل، آیت۱)

ترجمہ: پاکی ہے اسے جو راتوں رات اپنے بندے کو لے گیا۔

نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ۔ (پارہ۱۸، سورۃ الفرقان، آیت۱)

ترجمہ: وہ کہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندہ پر۔

★ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک مستند اور معتبر کتابوں میں مصطفیٰ اور مجتبیٰ بھی آیا ہے جن کا معنی ہے برگزیدہ اور چنا ہوا۔

★قرآن کریم کی تمام آیتیں اس امر پر دال ہیں کہ رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔ ایک دفعہ کفارِ مکہ نے کہا کہ اب محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر اللہ تعالیٰ ناراض ہو گیا ہے دیکھو ایک دو دن ہوئے ہیں کہ فرشتے کا نزول بند ہو گیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بات کو سن کر پریشان ہوئے فوراً آیت شریف آئی: مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَ مَا قَلٰیO (پارہ۳۰، سورۃ الضحیٰ، آیت۳)

ترجمہ: کہ تمہیں تمہارے رب نے نہ چھوڑا اور نہ مکروہ جانا۔

دوسری آیت میں آتا ہے: اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ الخ۔ (پارہ۳، سورۃ آل عمران، آیت۳۱)

ترجمہ: لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ۔

★آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی اترتی تھی۔ تمام قرآنِ پاک اس مضمون کی دلیل ہے اور دنیا کے کروڑوں مسلمان اس امر کے شاہد ہیں۔

★آپ عدل وانصاف کی تعلیم فرماتے تھے دیکھو ارشاد ہوتا ہے:

اِعْدِلُوْا، قف هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی۔ (پارہ۶، سورۃ المائدہ، آیت۸)

ترجمہ: انصاف کرو وہ پرہیزگاری سے زیادہ قریب ہے۔

وَلَا یَجۡرِمَنَّكُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ عَلٰۤی اَلَّا تَعۡدِلُوۡا ۔ (پارہ٦، سورۃ المائدہ، آیت٨)

ترجمہ: اور تم کو کسی قوم کی عداوت اس پر نہ اُبھارے کہ انصاف نہ کرو۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا كُوۡنُوۡا قَوّٰمِیۡنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالۡقِسۡطِ ۔ (پارہ٦، سورۃ المائدہ، آیت٨)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ کے حکم پر خوب قائم ہو جاؤ انصاف کے ساتھ گواہی دیتے۔

غرض کہ قرآنِ کریم کی بہت سی آیات میں عدل وانصاف کی نہایت سخت تاکید کی گئی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام لوگوں سے "اَعْدَلُ" بہت انصاف پسند اور بڑے عادل تھے۔[39]

"نہ چلائے گا نہ جھگڑا کرے گا نہ شور اور نہ بازاروں میں اس کی آواز سنے گا۔"

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلا کر کلام نہیں فرماتے تھے اور کسی امر میں جھگڑا اور شور نہیں فرماتے تھے بلکہ صُلح اور اَمن کے حامی، جنگ وجِدال شور وغُل سے کنارہ کشی فرماتے تھے، بازاروں میں آپ بلند آواز سے کلام نہیں فرماتے تھے۔

لا فظ ولا غليظ ولا صخاب في الأسواق[40]

یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ سخت دل ہیں اور نہ سخت کلام فرماتے ہیں اور نہ بازاروں میں آواز بلند فرماتے ہیں۔

"اس کا زوال نہ ہوگا اور نہ مَسَلا جائے گا جب تک راستی کو زمین پر قائم نہ کرے۔"

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے نازک وقت میں دنیا کے اندر مَسندِ نبوت ورسالت پر جلوہ افروز ہوئے کہ جس وقت تمام اَطرافِ عالم میں شرک وبت پرستی کی گھٹاٹوپ گھٹاؤں نے صفحۂ دنیا کو شب دیجور (اندھیری رات) سے بھی زیادہ تاریک بنا رکھا تھا۔ جہالت اور ضَلالت کے طوفان نے اَخلاقِ حمیدہ اور اَوصافِ پسندیدہ کے جواہرہ کو صفحہ عالم سے نیست ونابود کر دیا تھا۔ قتل اور غارت گری، زناکاری، شراب خوری، دختر کشی وغیرہ بدترین امور کو بہترین کاموں میں شمار کیا جاتا تھا۔

سیدنا یحییٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) بنی اسرائیل میں حضرت یحییٰ علیہ السلام ایک جلیل القدر پیغمبر گزرے ہیں اُنہیں بتپسمہ (زندگی) دینے والے یوحنا کے نام سے بھی موسوم کیا گیا۔ (انجیل یوحنا، باب اول ١٩تا٢٥) سطور سے پتہ چلتا ہے کہ عہد نامہ جدید کے دور میں یہودی حضرت موسیٰ

[39] (احیاء علوم الدین، کتاب آداب المعیشة وأخلاق النبوة، بیان جملة من محاسن أخلاقه التی جمعها بعض العلماء والتقطها من الأخبار، الجزء الثانی، الصفحة ٣٥٩، دار المعرفة بیروت)

[40] (احیاء علوم الدین، کتاب آداب المعیشة وأخلاق النبوة، بیان جملة من آدابه وأخلاقه، الجزء الثانی، الصفحة ٣٦٥، دار المعرفة بیروت)

علیہ السلام کی مانند بشارتِ تکمیل کے منتظر تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہودیوں کا مسیحا ہونے کا دعویٰ کیا تو یہود نے ایلیا (حضرت الیاس) سے متعلق استفسار شروع کیا کیونکہ ان کے پاس موجود ایک اور بشارت کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد سے قبل ایلیا (الیاس) کو اپنی دوسری زندگی میں آنا تھا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جواب میں کہا "ایلیا البتہ آئے گا اور سب کچھ بحال کرے گا لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ ایلیا تو آ چکا ہے اور انہوں نے اسے پہچانا نہیں" (انجیل متی۔ باب ۱۷، آیت ۱۱تا۱۳)

یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جواب سنا تو سمجھ گئے کہ انہوں نے یوحنا بتپسمہ دینے والے کی بابت کہا تھا۔

انجیل یوحنا باب ۱ آیت ۱۲ کے مطابق جب یہودیوں نے یروشلم سے کاہن اور لاوی حضرت یحییٰ علیہ السلام کے پاس بھیجے یہ پوچھنے کہ وہ کون ہیں تو اُنہوں نے نہ تو کوئی اِقرار کیا اور نہ ہی اِنکار بلکہ یہ کہا میں مسیح نہیں ہوں۔ پھر اُنہوں نے پوچھا پھر تو کون ہے کیا تو الیاس ہے؟ جواب دیا میں نہیں ہوں۔ کیا تو وہ پیغمبر ہے انہوں نے جواب دیا نہیں۔

سوال کرنے والے یہودیوں نے کہا اگر تو نہ مسیح ہے، نہ ایلیا ہے اور نہ ہی وہ نبی تو بتپسمہ کیوں دیتا ہے۔ (انجیل یوحنا۔ باب ۱، آیت ۲۵)

فائدہ) اِن آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودی جو چودہ سو سال سے تین شخصیتوں کا انتظار کر رہے تھے ان کے نام یہ ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت الیاس علیہ السلام دو پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت الیاس علیہ السلام تو آ چکے تھے مگر جس پیغمبر کو بعد میں آنا تھا وہ ابھی تشریف نہیں لائے تھے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اپنے تئیں ان تینوں میں سے کوئی ایک ہونے سے انکار کیا مگر بائیبل کے بیان کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کی بعثت کو حضرت الیاس علیہ السلام کی آمد کا مصداق ٹھہرایا ہے اس لئے اول الذکر دو بزرگ یعنی حضرت الیاس علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے قبل ظاہر ہو چکے تھے۔

یہاں وہ نبی سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مانند ایک نبی کے ہیں اور ہم یہ ثابت کر چکے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مانند سوائے ہادیٔ اعظم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کوئی شخصیت ہے ہی نہیں۔

لفظ وہ نبی پیغمبر اعظم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خاص ہے کیونکہ بعض سابقہ کتبِ آسمانی میں بھی مذکور ہے۔

بشارت) حضرت یحییٰ علیہ السلام نے "برون بار بیت عینا" میں ایک بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کی نوید (خوشخبری) بتاتے ہوئے کہا "تمہارے درمیان ایک شخص کھڑا ہے جسے تم نہیں جانتے یعنی میرے بعد آنے والا، میں جس کی جوتیوں کا تسمہ کھولنے کے لائق نہیں۔ (انجیل یوحنا۔ باب ۱، آیت ۲۷)

یہ پیش گوئی بہت ہی واضح ہے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے عہد (زمانے) میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور ہو چکا تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آلِ اسرائیل میں نبوت کی آخری کڑی تھے۔ ان کے بعد صرف اور صرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہوا۔

''میں جس کی جوتیوں کا تسمہ کھولنے کے لائق نہیں''کا مطلب ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آسمانِ نبوت کے سورج،ہادیانِ مذاہب کے سرتاج اور رہنمایانِ دین کے رہبرِ اعظم ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بابِ نبوت تمام ہوا،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت تاحشر قائم ودائم رہے گی،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نوعِ انسانی باعثِ رحمت بنا کر بھیجے گئے۔

حضرت سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام)حضرت عیسیٰ علیہ السلام آلِ اسرائیل کے سلسلہ نبوت کی آخری کڑی ہیں ان کا شمار تاریخی دور میں ہوتا ہے ان کے بارے میں تاریخی طور پر بہت سی باتیں ہم تک صحت کے ساتھ پہنچیں اگرچہ اس دوران میں ان کی کتاب (انجیل مقدس)میں بہت سی تحریف (ردوبدل) ہوئی اور یہ آج اپنی حقیقی صورت میں موجود نہیں۔ محققینِ یورپ بھی آج اس کو تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ابتدائی تین صدیوں میں تقریباً اڑھائی سو انجیلیں پائی جاتی تھیں۔۳۲۳ھ میں نیسیا کی کونسل نے ان سب انجیلوں کو جمع کیا اور صرف چار کو منتخب کر کے باقی کو متروک کر دیا۔یہ انتخاب کسی تاریخی علمی بنیاد پر کیا گیا بلکہ ایک طرح کی فال نکالی گئی اور اس کو الہامی اشارہ تسلیم کر لیا گیا آج جو انجیلیں دستیاب ہیں ان میں انجیل یوحنا،انجیل متی،انجیل مرقس اور انجیل لوقا،عیسائیوں کے نزدیک محترم ہیں۔اِن اَناجِیْل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بہت سی ایسی بشارتیں ملتی ہیں جن سے واضح طور پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی نوید (خوشخبری) ملتی ہے۔انجیل یوحنا میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیش گوئی یوں ملتی ہے:

''لیکن جب فارقلیط آئے گا جسے میں تمہارے پاس بھیجوں گا وہ خدا سے آئے گا،وہ سچائی کی روح ہوگا جو خدا کی طرف سے آئے گا وہ میری گواہی دے گا۔''(یوحنا، باب ۱۵، آیت ۲۶)

اِن بشارت میں دوالفاظ میں حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی کی طرف اشارہ ملتا ہے۔پہلا لفظ ''فارقلیط''عبرانی زبان میں جس کے معنی حمد کیا گیا ہے احمد،محمد،تسلی دینے والا اور وکیل کے ہیں۔دوسرا لفظ ''سچائی کی روح''جو آپ کے صادق اور امین ہونے کی طرف دلالت کرتا ہے۔ان الفاظ کی موجودگی میں کوئی دوسری شخصیت سامنے آہی نہیں سکتی۔

ایک دوسری جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت یوں ہے:

''میں خدا سے درخواست کروں گا اور وہ تمہیں اور کوئی تسلی دینے والا (فارقلیط) دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گا۔''(انجیل یوحنا، باب ۱۴، آیت ۱۲)

اس بشارت میں بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں واضح اشارہ کیا گیا ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نہ کوئی شریعت آئی اور نہ کوئی نبی مبعوث ہوا اور ''جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گا''سے مراد بھی دراصل یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت،آپ کا قانون اور آپ کی نبوت باقی رہے گی۔خود اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں واضح طور پر اعلان فرمایا:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط (پارہ۲۲،سورۃ الاحزاب،آیت۴۰)

ترجمہ: محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے۔

مطلب یہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بابِ نبوت بند ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت تا قیامت جاری و ساری رہے گی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایک اور بشارت اسی قسم کے الفاظ پر مشتمل ملتی ہے:

''لیکن وہ تسلی دینے والا (فارقلیط) وکیل اور مقدس روح جسے میرے نام پر خدا بھیجے گا وہ سب کچھ تمہیں پڑھائے گا اور ان تمام باتوں کی یادیں دلائے گا جو میں نے کہی ہیں۔'' (انجیل یوحنا، باب ۱۴، آیت ۲۶)

اس بشارت میں دیگر باتوں کے علاوہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت ''مُصَدِّقٌ'' کی جانب اشارہ ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیگر انبیاء کے ساتھ ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کی بھی تصدیق فرمائی۔ انجیل یوحنا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایک اور بشارت یوں ہے:

''میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں گا تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر میں جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا۔'' (یوحنا، باب ۱۲، آیت ۷)

مزید ارشاد ہوا:

''بعد اُس کے تم سے بہت کلام نہ کروں گا اس لئے کہ اس جہاں کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کی کوئی چیز نہیں۔'' (یوحنا، باب ۱۵، آیت ۳۰)

''وہ تمہیں سچائی کی راہ دکھائے گا وہ جو کچھ خدا سے سنے گا صرف وہی کہے گا تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا، خدا کی تمجید (بزرگی بیان) کرے گا اور اس کا جلال ظاہر کرے گا۔'' (یوحنا، باب ۱۲، آیت ۳۱)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ سب بشارات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حرف بحرف صادق آتی ہیں جس اہتمام کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی خوشخبری دی وہ کسی اور سے منقول نہیں۔

انجیل متی آیت ۱۰ کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو یہ دعا سکھائی اور اُنہیں ہدایت کی کہ اسی طور پر دعا مانگتے رہنا:

''اے خدا! وہ حکومت آئے اور تیری حکومت کی عمل داری اس زمین پر قائم ہو جیسی کہ آسمانوں میں ہے۔''

متی کی انجیل باب ۱۰ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو یہودیوں کے شہروں میں تبلیغ کے لئے بھیجا تو اُنہیں ایک نصیحت بھی کی تھی ''تم جہاں سے بھی گزرو راہ میں یہ اعلان کرتے جانا کہ خدا کی حکومت نزدیک آرہی ہے۔''

متی میں یوں مرقوم ہے:

''اور اُس نے اپنے بارہ حواریوں کو اکٹھا کر کے اُنہیں یہ طاقت بخشی کہ اُنہیں تمام شیطانی روحوں پر پورا پورا اختیار ہو اور وہ بیماریوں کا علاج کر سکیں پھر اُنہیں خدائی حکومت کا وعظ کرنے کے لئے اور بیماروں کو شفایاب کرنے کے لئے باہر بھیج دیا گیا۔'' (انجیل متی، باب ۹، آیت ۱تا۲)

انجیل متی کے اگلے باب میں ہے:

''ملک میں بیماروں کو صحت و تندرست عطا کرو اور انہیں بتاؤ کہ خدا کی حکومت ہمارے نزدیک آپہنچی ہے اور جو تمہاری نصیحت پر عمل نہ کریں تو انہیں بتاؤ کہ اللہ کی حکمرانی نزدیک آگئی ہے۔'' (انجیل متی، باب ۱۰، آیت ۹)

انجیل کے اِن مندرجات سے واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ خوشخبری کسی آئندہ زمانے کے لئے تھی جس کا تعلق حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا اور کسی ذات سے جو بھی اس وقت موجود تھی نہ تھا اگر ہوتا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر کو اپنے حواریوں کو یہ دعا سکھانے کی کیا ضرورت تھی۔

''اے خدایا! وہ حکومت آئے یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری (ساتھی) شہر شہر لوگوں کو یہ بتاتے پھریں کہ اللہ کی بادشاہی نزدیک آرہی ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کی نبوت کے بعد بھی اگر ان کے حواری (ساتھی) یہ دعا مانگتے ہیں تو اس سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا عہدِ نبوت نہیں بلکہ ان کے بعد کسی عظیم شخصیت کی آمد کی نشاندہی ہو رہی ہے اور وہ شخصیت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ اور کوئی نہ تھی۔ "اَناجیل" میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارات کی تصدیق قرآنِ کریم سے بھی ہوتی ہے۔ قرآنِ پاک کے مطابق جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس بات کی تصدیق کی کہ میرا وجود تورات کی باتوں کی تصدیق کرتا ہے وہاں یہ بشارت بھی سنائی۔

وَ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ۔ (پارہ ۲۸، سورۃ الصف، آیت ٦)

ترجمہ: اور اُن رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے۔

اب آیئے "انجیل برناباس" کی طرف جو اگرچہ اہلِ نصاریٰ کے ہاں زیادہ معتبر کتاب نہیں لیکن اگر تمام اَناجیل کا مطالعہ کیا جائے تو بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ برناباس (Barnabas) جس کا اصل نام یوسس "JOSES" تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ حواریوں میں سے سب سے زیادہ معتبر تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمانوں پر اُٹھا لئے جانے کے بعد اَناجیل سینکڑوں کی تعداد میں لکھی گئیں۔ کئی اَناجیل ایسی تھیں جن میں آپ کو اللہ یا ابن اللہ (معاذاللہ) کہا گیا جبکہ کچھ ایسی بھی تھیں جن میں اس نظریئے کی سختی سے تردید کی گئی اور ان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدائے جہاں کا نبی بتایا گیا "انجیل برناباس" کا شمار بھی اُنہی کتابوں میں ہوتا ہے۔ تاریخی نظر میں اِسی کو تمام انجیلوں کا اصل اور مرجع (لوٹنے کی جگہ) قرار دیا جاتا ہے۔ عیسائی "انجیل برناباس" کے قائل اس لئے نہیں ہیں کہ اس کے مندرجات سے عیسائیت کے عقیدہ تثلیث (تین خدا کو ماننے) پر ضربِ کاری پڑتی ہے۔

برناباس نے اپنی کتاب میں ہادی اعظم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جو بھی بشارت لکھی ہیں ان میں سے چند درج ذیل ہیں۔

''وہ نشانیاں جو خدا میرے ہاتھ پر ظاہر کرتا ہے، ظاہر کرتی ہیں کہ میں اللہ کے ارادے سے کلام کرتا ہوں اور میں اپنے کو اس نبی جیسا نہیں سمجھتا جس کے بارے میں تم کہتے ہو اس لئے کہ میں تو اس کا بھی اہل نہیں کہ رسول اللہ کے جوتوں کے تسمے کھولوں جسے تم ''مسیا'' کہتے ہو اور مجھ سے پہلے پیدا ہوا ہے اور میرے بعد کلامِ حق لے کر آئے گا اور اس کے دین کی انتہا نہ ہو گی۔'' (انجیل برناباس، باب ۴۴، آیت ۵-۱۱)

ڈاکٹر سعادت بک جنھوں نے برناباس کی انجیل کا ترجمہ عربی زبان میں کیا وہ انجیل برناباس کے دیباچہ میں لکھتے ہیں۔

''برناباس نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ذکر کئی فصلوں میں صراحت کے ساتھ کیا ہے اور اُنہیں رسول اللہ بتایا ہے اور ذکر کیا ہے کہ جب آدم جنت سے زمین پر آئے تو جنت کے دروازے پر یہ سطریں نورانی حروف میں لکھی ہوئی دیکھیں: ''لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ ﷺ''

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ وہ مسیح کس نام سے پکارا جائے گا اور اس کی آمد کی کیا نشانیاں ظاہر ہوں گی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا ''اس مسیح کا نام ''قابلِ تعریف'' ہے کیونکہ خدا نے جب اس کی روح پیدا کی تھی اس وقت اس کا یہ نام خود رکھا تھا اور وہاں اسے ایک ملکوتی شان میں رکھا گیا تھا۔ خدا نے کہا اے محمد! انتظار کر کیونکہ تیری ہی خاطر میں جنت، دنیا اور بہت سی مخلوق پیدا کروں گا اور اس کو تحفہ کے طور پر تجھے دوں گا یہاں تک کہ جو تیری تبریک کریگا اُسے برکت دی جائے گی سو اُس کا نام نامی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے۔'' (انجیل برناباس، باب ۹۷)

''میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ ہر نبی جب آیا ہے خدا کی رحمت کا نشان صرف ایک قوم کے لئے لایا اور اسی لئے ان کا کلام نہ پھیلا سوائے ان لوگوں تک کے جن کی طرف وہ بھیجے گئے تھے پر خدا کا رسول جب وہ آئے گا تو خدا اُسے گویا اپنے ہاتھ سے مہرِ نبوت عطا کرے گا کہ دنیا کی تمام قومیں اس کا دین قبول کریں گے، نجات اور رحمت لائے گا، وہ بے دینوں پر طاقت کے ساتھ آئے گا اور بت پرستی مٹادے گا یہاں تک کہ وہ شیطان کو مَبْہُوْتْ (بلا دلیل) کردے گا کیونکہ خدا نے ابراہام سے یہی وعدہ کیا تھا کہ دیکھ تیری نسل میں، میں زمین کے تمام قبیلوں کو برکت دوں گا اور جس طرح اے ابراہام! تو نے بت پاش پاش (ٹکڑے ٹکڑے) کئے اسی طرح تیری نسل کرے گی۔'' (انجیل برناباس اردو ترجمہ آسی ضیائی، صفحہ ۷۹)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ان کے ایک حواری "اندریاس" نے سوال کیا کہ ''آپ جس نبی کے آنے کی نوید (خوشخبری) سُنا رہے ہیں ہمیں ان کی کوئی نشانی بتائیں تا کہ ہم اُنہیں جان لیں'' حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جواب میں فرمایا۔

''وہ تمہارے وقت میں نہ آئے گا بلکہ تمہارے چند سال بعد آئے گا جب انجیل کالعدم کردی جائے گی۔ یہاں تک کہ بمشکل تیس ایمان دار رہ جائیں گے اس وقت خدا دنیا پر رحم فرمائے گا سو وہ اپنا رسول بھیجے گا جس کے سر پر ایک سفید بادل چھایا رہے گا جس سے وہ خدا کا برگزیدہ جان لیا جائے گا اور خدا اُسی کے ذریعے دنیا پر ظاہر ہو گا وہ بے دینوں پر بڑی طاقت کے ساتھ آئے گا اور زمین پر بُت پرستی نیست کردے گا اور اس سے مجھے مَسَرَّتْ (خوشی) ہے کیونکہ اِسی کے ذریعے ہمارے خدا کی معرفت اور تمجید ہو گی اور میرا سچا ہونا معلوم ہو گا۔'' (انجیل برناباس۔ اردو ترجمہ آسی ضیائی، صفحہ ۱۱۲، ۱۱۳)

ان اقتباسات کے بعد نہ کسی بحث کی ضرورت رہتی ہے اور نہ ہی کسی دلیل کی کیوں کہ "آفتاب آمد دلیل آفتاب"

تورات اور انا جیل کی پیش گوئیوں کی مزید تصدیق اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثتِ مبارکہ میں زمانے میں یہود و نصاری دونوں عناصرِ عرب (عرب کے علاقوں میں) میں موجود تھے اور وہ ایک ایسے نبی آخر الزمان کی آمد کے منتظر تھے جو آلِ اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو راستہ دکھلائے۔ یہ عقیدہ یہود مدینہ کا بھی تھا اور اُنہی سے مدینہ منورہ کے قبائل اوس و خزرج نے سُن کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ اقدس پر بیعت کر کے اسلام میں سبقت کی۔ یہی عقیدہ عرب کے نصاریٰ کا تھا وہ بھی منتظر ہی رہے اور غالباً آج تک منتظر ہیں لیکن اُنہی کے کلام سے اہلِ مدینہ اور دیگر بادیہ نشین عروب (عرب کے دیگر قبائل) نے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اسلام کی طرف پہل کی اور رسولِ منتظر کی امت میں داخل ہو گئے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی۔

أن صدق بمحمد، ومُر أمتک من أدركه منهم أن يؤمنوا به، فلولا محمد ما خلقت آدم، ولولا محمد ما خلقت الجنة والنار، ولقد خلقت العرش فاضطرب فكتبت عليه لا إله إلا الله محمد رسول الله فسكن[41]

یعنی تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرو اور اپنی اُمت کو حکم فرما دو کہ ان میں سے جو کوئی ان کو پائے وہ اُن پر ایمان لائے اگر محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوتے تو میں حضرت آدم کو پیدا نہ فرماتا۔ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوتے تو جنت اور دوزخ کو میں پیدا نہ کرتا اور جب میں نے عرشِ معلی کو پیدا فرمایا تو وہ مُتحرک ہوا پس عرشِ معلی پر میں نے ''لا اله الا الله محمد رسول الله'' لکھا تو وہ ساکن ہو گیا۔

حضرت محمد زبال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہودیوں کے اُن بڑے بڑے علماء سے جو بعد میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی:

يا عيسى اسمع قولى وأطع يا ابن الطاهرة البكر البتول فانى خلقتک من غير فحل وجعلتک آية للعالمين فاياى فاعبد وعلى فتوكل وخذ الكتاب بقوة فسر لأهل سوريا وبلغ من بين يديک وأخبرهم انى أنا الله البديع الدائم والذى لا يزول صدقوا النبى الأمى الذى أبعث فى آخر الزمان[42]

یعنی اے عیسیٰ علیہ السلام! میرے فرمان کو سن اور اس کی اطاعت کر۔ اے پاک باکرہ بتول کے صاحبزادے بیشک میں نے تجھے بغیر باپ کے پیدا فرمایا اور میں نے تجھے سارے جہانوں کے لئے نشانی بنایا پس میری ہی عبادت کر اور مجھ پر ہی تَوَکُل (بھروسہ) کر اور کتاب کو مضبوطی سے تھام اور اہلِ سوریا کو تفصیل اور تفسیر سے بتاؤ اور اپنے ہمعصروں کو تبلیغ فرماؤ اور ان کو آگاہ کرو کہ بیشک میں اللہ تعالیٰ ہوں پیدا کرنے والا اور ہمیشہ رہنے والا ہوں کہ جس کو زوال نہیں اور ان کو یہ بھی خبر دو کہ وہ اُس نبی امی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کریں جن کو میں آخری زمانہ میں مبعوث فرماؤں گا۔

---

41) (الوفا بأحوال المصطفى، الباب الرابع فى بيان ذكره فى التوراة والانجيل وذكر أمته واعتراف علماء الكتاب بذلك، صفحه٢٩، دار الكتب العلمية بيروت)

42) (حجة الله على العالمين فى معجزات سيد المرسلين، الباب الاول، ما رواه المحدثون عمن نقله من الثقات عن الكتب السماوية من البشائر برسول الله، الصفحة٩٦، دار الكتب العلمية بيروت)

حضرت زکریا علیہ السلام) حضرت زکریا علیہ السلام نے فرمایا کہ وحی لانے والے فرشتہ نے مجھے کہا کہ آپ نے خواب میں کیا دیکھا ہے؟ تو میں نے اس کو بتایا کہ سونے کا ایک مینار دیکھا ہے جس کو اُوپر ہاتھ کے اس ہتھیلی کے اوپر سات چراغ تھے اور ہر چراغ کے سات منہ تھے۔ ہتھیلی کے اوپر دائیں اور بائیں دو درخت تھے۔ میں نے اس فرشتہ سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ تو فرشتہ نے کہا:

هذا قول الرب فی زربایال یعنی محمدا وهو یدعو باسمی وأنا أستجیب له للنصح والتطهیر واصرف عن الأرض أنبیاء الزور والأرواح النجسة[43]

حضرت شَمْعُوْنُ علیہ السلام) حضرت شمعون علیہ السلام کے کلام میں ہے۔

جآء الله بالبیان من جبال فاران وامت لأت السموت والارض من تسبیحه وتسبیح أمة

یعنی اللہ تعالیٰ بیان (سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو فاران کے پہاڑوں سے لائے گا۔ اس نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسبیح اور اُس کی امت کی تسبیح سے آسمان اور زمین بھر جائیں گے۔

فَجِبَالُ فَارَانَ هِیَ جِبَالُ مَکَّةَ[44] یعنی فاران کے پہاڑ مکہ مکرمہ کے پہاڑ ہیں۔

حضرت حِزْقِیَالُ علیہ السلام) حضرت حزقیال علیہ السلام کی کتاب میں ہے۔

و هی ظاہرة فی نبینا ﷺ فهو الذی ظهر من البادیة أی من العرب وکان فیه حتف الیهود۔[45]

یعنی بے شک وہ نبی جو بادیہ (عرب) سے ظاہر ہوگا اُس کا ظاہر ہونا یہود کے لئے موت ہوگا۔

حضرت اِرْمِیَاء علیہ السلام) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت اِرْمِیَاء علیہ السلام کی قوم نے ان کی نافرمانی کی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت اِرْمِیَاء علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ بختِ نصر بادشاہ کو ان لوگوں سے لڑنے کا حکم کریں۔ پس بختِ نصر نے قِتَال (لڑنا) شروع کر دیا، لوگوں کو قید بھی کر دیا یہاں تک کہ وہ تہامہ (علاقہ) تک پہنچ گیا اور وہ حضرت معد بن عدنان کے پاس آیا:

---

[43] (حجة الله علی العالمین فی معجزات سید المرسلین، الباب الاول: (وکتب سهواً الفصل الاول) فی بعض البشائر الواردة فی الکتب السماویة الخ، البشارة الثلاثیة والثلاثون، الصفحة۸۰، دار الکتب العلمیة بیروت)

[44] (حجة الله علی العالمین فی معجزات سید المرسلین، الباب الاول: (وکتب سهواً الفصل الاول) فی بعض البشائر الواردة فی الکتب السماویة الخ، البشارة الأربعون، الصفحة۸۲، دار الکتب العلمیة بیروت)

[45] (حجة الله علی العالمین فی معجزات سید المرسلین، الباب الاول: (وکتب سهواً الفصل الاول) فی بعض البشائر الواردة فی الکتب السماویة الخ، البشارة التاسعة والعشرون، الصفحة۸۰، دار الکتب العلمیة بیروت)

فقال له النبی لا تفعل فان فی صلب ھذا نبیا یبعث فی آخر الزمان یختم اللّٰہ بہ الأنبیاء فخلی سبیلہ وحملہ معہ حتی أتی حصونا بالیمن فھدمھا وقتل أھلھا وزوج معدا بأجمل امرأۃ منھم فی زمانھا وخلفہ بتھامۃ حتی نسل بھا۔[46]

یعنی تو نبی اِرْمِیاء علیہ السلام نے فرمایا کہ ان کو مت قتل کرو بے شک ان کی پشت مبارک سے آخری زمانہ میں ایک نبی کی بعثت ہو گی اُس پر اللہ تعالیٰ انبیاء کی آمد ختم کردے گا۔

پس بختِ نصر نے چھوڑ دیا اور حضرت معد کو اپنے ساتھ لے لیا۔ یمن کے قلعوں میں سے ایک قلعہ پر پہنچا اس قلعہ میں رہائش پذیر لوگوں میں سے ایک حسینہ جمیلہ عورت سے حضرت معد کا نکاح کر دیا اور تہامہ (علاقہ) پر حضرت معد کو اپنا خلیفہ بنا کر چلا گیا اور وہاں ہی حضرت معد کی نسل پیدا ہوئی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام) حضرت سلیمان علیہ السلام کی کتاب غزل الغزلات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حُلیہ مبارک بھی درج ہے:

"میرا محبوب سرخ و سفید ہے، وہ دس ہزار میں ممتاز ہے، اُس کا سر خالص سونا ہے، اس کی زلفیں پیچ در پیچ اور کوے سی کالی ہیں، اُس کی آنکھیں کبوتروں کی مانند ہیں جو دودھ میں نہا کر لب دریا تَمَکُّنْت (اطمینان) سے بیٹھے ہیں، اُس کے رُخسار پھولوں کے چمن اور بلسان کی اُبھری ہوئی کیاریاں ہیں، اس کے ہونٹ سَوْسَنْ (مخصوص پھول) ہیں جن سے رقیق مرٗ ٹپکتا ہے، اُس کے ہاتھ زبرجد سے مرصّع سونے کے حلقے ہیں، اس کا منہ از بس شیریں (میٹھے پھل کی مانند) ہے۔" (عزل الغزلات، صفحہ۵)

سبحان اللہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ حلیہ شریف سیدنا علی المرتضیٰ، شیر خدا، مشکل کشا، مولائے کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان سے قریباً قریباً اسی طرح مروی ہے۔ (تفصیل آئندہ اوراق میں ہے)

اک ماہ مدن گورا سابدن نیچی نظریں کل کی خبریں   دکھلا کے پھبن وہ سنا کے سخن مورا پھونک گئے سب تمن دھن

واقفِ اسرار، خفی و جلی، غوثِ صمدانی، سیدی پیر مہر علی شاہ چشتی قدس سرہ القوی نے کیا خوب کہا ہے۔

سُبْحَانَ اللہ مَا أَجْمَلَکَ مَا أَحْسَنَکَ مَا أَکْمَلَکَ   کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا گستاخ اکھیاں کتھے جالڑیاں

علامہ کمال الدین دمیری علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب حیوۃ الحیوان میں عربی شعر لکھا ہے:

لم یخلق الرحمن مثل محمد   أبدا وعلمی أنہ لا یخلق[47]

---

46) (حجۃ اللّٰہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین۔ الباب الاول: (وکتب سھواً الفصل الاول) فی بعض البشائر الواردۃ فی الکتب السماویۃ الخ۔ البشارۃ الثالثۃ والثلاثون، الصفحۃ ۸۰، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

47) (حیاۃ الحیوان الکبری۔ السیرۃ النبویۃ۔ الجزء الاول۔ الصفحۃ ۱۸۱، دار البشائر دمشق)

سیدی اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت فاضل بریلوی نے کیاخوب فرمایا:

تیرے خُلق کو حق نے عظیم کہا تیری خِلق کو حق نے جمیل کیا — کوئی تجھ سے ہوا نہ ہو گا شہا ترے خالقِ حسن وادا کی قسم

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا — کہ کلامِ مجید نے کھائی شہا ترے شہر وکلام وبقا کی قسم

اپنے کلام میں اعلیٰ حضرت مجددِ دین وملت فاضل بریلوی قدس سرہ القوی ایک دوسرے مقام پر اپنے فنِ شاعری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اور محبوبِ رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان وشوکت، عزت وعظمت اور حسن وجمال کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

لم یات نظیرک فی نظر مثل تونه شد پیدا جانا — جگ راج کو تاج تورے سرسو ہے تجھ کو شه دوسرا جانا

ان اشعار کی شرح فقیر کی کتاب ''شرح حدائق بخشش'' میں ملاحظہ کریں۔(اُویسی غفرلہ)

حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی پر نامِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک روایت اپنی تصنیف خصائص الکبریٰ میں درج کی ہے اور اس کے راوی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلیل القدر صحابی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

كان نقش خاتم سليمان بن داود لا إله إلا الله محمد رسول الله[48]

یعنی حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کی انگوٹھی مبارک پر ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' لکھا ہوا تھا۔

حضرت اشعیاء علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کی وحی) امام المحدثین ابن جوزی اور خاتم المحدثین امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے حضرت وہب بن منبہ سے ایک روایت درج کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اَشْعِیَاء علیہ السلام پر وحی نازل کی:

إني مبتعث نبيًّا أمياً أفتح به أذاناً صماً وقلوباً غلفاً. أجعل السكينة لباسه. والبر شعاره. والتقوى ضميره. والحكمة معقوله. والصدق والوفاء طبيعته. والعفو والمعروف خلقه. والعدل سيرته. والحق شريعته. والهدى إمامه. والإسلام ملته. وأحمد اسمه. أهدى به بعد الضلالة. وأعلم به بعد الجهالة. وأرفع به بعد الخمالة واسمى به بعد النكرة. وأكثر به بعد القلة. (وأغنى به بعد العَيْلة) وأجمع به بعد الفرقة. وأؤلف به بين قلوب وأهواء متشتتة وأمم مختلفة.

وأجعل أمته خير أمة۔[49]

---

48) (الخصائص الکبریٰ. باب خصوصیته ﷺ بکتابه اسمه الشریف مع اسم اللّٰه تعالیٰ علی العرش وسائر ما فی الملکوت. الجزء الاول. الصفحة ۱۴. دار الکتب العلمیة بیروت)

49) (الوفا بأحوال المصطفی. الباب الرابع فی بیان ذکره فی التوراة والانجیل وذکر أمته واعتراف علماء الکتاب بذلک. صفحه ۵۵. دار الکتب العلمیة بیروت)

(الخصائص الکبری. باب ذکره فی التوراة والانجیل وسائر کتب اللّٰه المنزلة. الجزء الاول. الصفحة ۲۳ و ۲۴. دار الکتب العلمیة بیروت)

یعنی بے شک میں ایک نبی امی کو مَبْعُوث فرمانے والا ہوں جس کے ذریعے بہرے کان اور غفلت و جہالت میں مَحْجُوب (چھپا ہوا) دل اور اندھی آنکھیں کھول دوں گا۔اُسی نبی کی جائے پیدائش مکہ مکرمہ اور جائے ہجرت (مدینہ) طیبہ ہوگا۔ میں ان کو ہر خوبی اور خُلقِ کریم سے نوازوں گا۔ اطمینانِ قلبی اور وَقار ان کا لباس بناؤں گا، عادات اور نیک اعمال ان کا شِعار، تقویٰ اور پرہیزگاری اُن کا خُمیر (اصول)، حِکمت کو اُن کا بھید اور راز، صدق و وفا کو اُن کی طبیعت اور عفو و کرم کو اُن کی عادت، عدل و انصاف کو اُن کی سیرت، اظہارِ حق کو اُن کی شریعت، ہدایت کو اُن کا امام اور اسلام کو اُن کی ملت بناؤں گا ان کا نامِ نامی اسم گرامی احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوگا اور مخلوق کو اُن کے وسیلہ سے گمراہی کے بعد ہدایت، جہالت کے علم و معرفت، گُمنامی کے بعد رِفعت (بلندی) و منزلت عطا کروں گا اور اُنہیں کی برکت سے قلت کے بعد کثرت، فقر (غریبی) کے بعد دولت، تَفَرُّقَہ کے بعد محبت و الفت عنایت کروں گا اور اُنہیں کے صدقہ اور طُفیل مختلف قبائل غیر مُجْتَمِعْ خواہشوں اور اختلاف رکھنے والوں کے دلوں میں اُلفت اور محبت پیدا کروں گا اور ان کی ساری امت کو تمام امتوں سے بہتر اور اچھا کروں گا۔

عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ فرش پہ طرفہ دھوم دھام　　　　کان جدھر لگایئے تیری ہی داستان ہے

حضرت اشعیاء علیہ السلام نے بیت المقدس کے ایک گاؤں ایلیا یروشلم والوں کو فرمایا اے یروشلم کے لوگو تم کو مبارک ہو۔

یأتیک الآن راکب الحمار، یعنی عیسی، و یأتیک بعدہ راکب البعیر، یعنی محمداً صلی اللہ علیہ وسلم [50]

یعنی تمہارے پاس ایک گدھے پر سوار شخص یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لانے والے ہیں اور ان کے بعد شُتر سوار ہستی یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائیں گے۔

حضرت دانیال علیہ السلام) شواہد النبوۃ میں ہے کہ،

کعب الاحبار گوید کہ بختِ نصر بعدازقتل او أسیر بنی اسرائیل خوابے سہ گین دید وفراموش کرد کاهنان وساحران راطلب داشت وتعبیر خواب خود پرسید گفتند خواب خودرا بگوے تاتعبیر کنیم درغضب شدوگفت من شماراازبهرچنین روزها تربیت کرده ام شماراسه روزمهلت دادم تاتعبیر خواب من کنید وگرنه ہمه راخواهم کشت و این خبرمیان ساحران مشهور شد دانیال علیه السلام درحبس وے بود صاحب سخن راگفت ہیچ تو انی که مرا پیش ملک یادکنی که من خواب وی وتعبیر آنرامیدانم صاحب سخن بختِ نصرراخبرکرد او دانیال را طلب داشت پیش وی درآمد وسجده نکرد چنانکه عادت قوم اوبود بخت نصرهرکس راکه پیش او بود فرمود تابیرون روند پس دانیال علیه السلام راگفت چرامرا سجده نکردے گفت مرا خدائیست که مرا علم تعبیر خوابها داده است بشرط آنکه غیرویراسجده نکنم ترسیدم که اگرترا سجده برم آن علم راازمن بازستاند وازعهده تعبیر خواب توبیرون نتوانم آمد ومرابکشے ودانستم که ترک سجده من تراآسان ترخواهد بود ازین رنج و اندوه که درانی پس ترک سجده کردم هم ازبراےتودهم ازبرای خود بختِ نصرگفت هرگزکسے پیش من ازتو معتمد تانیست که بعهد خدائے خود وفا کردے وخوبترین مردان پیش من آنانند که بعهود خداوندان خود وفامی کنند بعدازان گفت خواب مراوتعبیر آنرامی دانے گفت آرے صنمی بزرگ دیدے که طرف اعلای آن اززربودومیان وی ازنقره وسرین وی ازمس

[50] (الوفا بأحوال المصطفی، الباب الرابع في بیان ذکرہ في التوراۃ والانجیل وذکر أمتہ واعتراف علماء الکتاب بذلک، صفحہ ۲۵، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

وساقهای وی ازآهن وقبهای وی ازسفال درمیان آنکه تودروی می نگریستی وازخوبے وی تراشگفت می آمد ناگاه ازآسمان سنگے فرودآمد وبرتارک سروے خورد ویرا بکوفت چنانکه گوئے آرد شد زرونقره ومس وآهن وسفال چنان بهم درآمد وچنان گمان بردے که اگرہمه انس وجن جمع شوند آنراازهم جدا نتوانندکرد واگربادے بوزدہمه را پراگنده سازد ونظرکردی بآن سنگ که ازآسمان آمده بود دیدی که وے می بالدوبزرگ میشود تاہمه روی زمین را فروگرفت پس چنان شدی که غیرآسمان وزمین وآن سنگ ہیچ نمیدیدی بختِ نصرگفت راست گفتی خوابی که من دیده بودم اینست تعبیرآن چیست گفت صنم أمم مختلفه است زراین امتی است که تودرانی ونقره امتی که پسرتو بعدازتومالک ایشان شود اما مس اهل روم اندوآهن فارس وسفال دوزن که بادشاه روم وفارس شوند واما آن سنگ که صنم راکوفتند دینی است که درآخرالزمان ظاهرشودوخداے تعالی پیغمبرے ازعرب برانگیزد وہمه دینهاراباطل کند وہمه روی زمین را فروگیرد۔[51]

یعنی کعب الاحبار کہتے ہیں بختِ نصر نے بنی اسرائیل کے قتل وغارت کے بعد ایک نہایت ڈراؤنا خواب دیکھا لیکن اُسے بھول گیا۔ کاہنوں اور ساحروں کو بُلا کر خواب اور تعبیرِ خواب دریافت کیا اُنہوں نے کہا کہ تم اپنا خواب بتاؤ تا کہ اس کی تعبیر بیان کریں۔ وہ غصہ میں آکر کہنے لگا کہ میں نے تمہاری مدتِ مُدید (لمبے عرصے) تک اس لئے تربیت کی ہے کہ تم خواب اور اس کی تعبیر سے عاجز رہو۔ میں تمہیں تین دن کی مہلت دیتا ہوں تا کہ تم میرے خواب کی تعبیر بیان کر سکو ورنہ تمہیں قتل کردوں گا۔ کاہنوں اور ساحروں کے قتل کی خبر مشہور ہوگئی ان دنوں حضرت دانیال علیہ السلام بختِ نصر کی قید میں تھے اُنہوں نے ایک کہنے والے کو کہا کیا تو مجھے بادشاہ کے سامنے لے جاسکتا ہے میں اس کے خواب اور تعبیر کو جانتا ہوں۔ کہنے والے نے بختِ نصر کو بتایا اُس نے حضرت دانیال علیہ السلام کو بُلایا لیکن حضرت دانیال علیہ السلام نے اُسے اس کی قوم کی عادت کے مطابق سجدہ نہ کیا۔ بختِ نصر نے اپنے دربار سے تمام آدمیوں کو باہر نکل جانے کا حکم دیا پھر حضرت دانیال علیہ السلام سے مخاطب ہو کر کہنے لگا تو نے مجھے سجدہ کیوں نہیں کیا۔ اُنہوں نے کہا میرا خدا ہے جس نے مجھے اس شرط پر علم تعبیر رؤیا عطا کیا کہ میں غیر خدا کو سجدہ نہ کروں مجھے ڈر تھا کہ سجدہ کرنے کی صورت میں میرا علم سلب نہ کر لیا جائے اور میں تمہارے خواب کی تعبیر سے عہدہ آنہ ہو سکوں اور تو مجھے قتل کردے میں نے یہی بہتر خیال کیا کہ میرا ترکِ سجدہ تیرے اُن رنج والم کو جن میں تو مبتلا ہے سہل ہوگا لہٰذا میں نے اپنی اور تیری خاطر سجدہ ترک کردیا۔ بختِ نصر نے کہا میرا اب تجھ سے زیادہ کوئی معتمد نہیں جس نے خدا کے لئے ایفاءِ عہد (وعدہ پورا) کیا ہے اور میرے نزدیک سب سے اچھا انسان وہی ہے جو خدا کے لئے ایفاءِ عہد (وعدہ پورا) کرتے ہیں پھر کہا میرے خواب کی تعبیر جانتے ہو؟ اُنہوں نے کہا ہاں! تو نے ایک بہت بڑا بت دیکھا ہے جس کی آنکھ سونے کی، کمر چاندی کی، چوتڑ تانبے کے، پنڈلیاں لوہے کی اور دونوں سُرین کے درمیان پیٹھ کی ہڈی مٹی کی بنی ہوئی تھی۔ جب تو نے اُنہیں غور سے دیکھا تو ان کی ساخت کی خوبی نے تجھے حیران کردیا اچانک آسمان سے ایک پتھر گرا جو اُس کے سر کے درمیانی حصے پر لگا جس سے شدید ضرب لگی یہاں تک کہ وہ پس کر آٹا ہوگیا۔ سونا، چاندی، تانبا، لوہا اور مٹی اِس طرح باہم پیوست (شامل) ہوگئے کہ ایک اندازے کے مطابق اُنہیں تمام جن وانس مل کر علیحدہ علیحدہ نہیں کر سکتے تھے اور اگر ہوا چلتی تو وہ بکھر کر رہ جاتے تو تو نے دیکھا کہ وہ پتھر جو آسمان سے گرا تھا اُس نے اُوپر اُٹھنا شروع کردیا اور برخاست (کھڑے ہونے) کے ساتھ ساتھ بڑا ہوتا گیا یہاں تک کہ اس نے تمام زمین کو اپنی گرفت میں لے لیا پھر ایسا ہوا کہ تجھے زمین وآسمان اور اس کے پتھر کے علاوہ کوئی چیز نظر نہ آتی تھی۔ بختِ نصر بولا کہ بالکل دُرست ہے اب اس کی تعبیر بتایئے۔ حضرت دانیال علیہ السلام نے فرمایا بت مختلف اقوام کا بنا ہوا تھا۔ سونا وہ قوم ہے جسے تو جانتا ہے اور چاندی وہ قوم ہے جس کا

---

51) (شواهد النبوة، رکن اول دربیان شواهد ودلائل که پیش از ولادت آنحضرت ظاهر شده است، صفحه۱۵، مطبوعه نولکشور لکهنؤ)

تیرا بیٹا تیرے بعد بادشاہ بنے گا لیکن تانبے کا اِطلاق اہلِ روم پر ہوتا ہے اور لوہے سے مراد ملکِ فارس ہے اور مٹی سے مراد وہ دو عورتیں ہیں جو روم اور فارس کی ملکہ بنیں گی اور وہ پتھر جس نے سب کو پاش پاش (ٹکڑا ٹکڑا) کر دیا وہ دین ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہو گا خدا تعالیٰ عرب سے ایک پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث فرمائے گا جو تمام ادیان کو منسوخ کر دے گا اور تمام زمین پر قبضہ کرے گا۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے کیا خوب فرمایا: ملکِ کونین میں انبیاء تاجدار تاجداروں کا آقا ہمارا نبی

سیدنا داؤد علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام میں دو شخصیتیں ایسی گزری ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے نبوت کے ساتھ ساتھ پر شکوہ حکومت (شان و شوکت والی حکومت) و بادشاہت بھی عطا کی یہ دونوں شخصیتیں حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی ہیں۔ ان دو برگزیدہ ہستیوں نے بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت فرمائی حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جو کتاب دی وہ زبور ہے اس کے باب ۴۵ میں جو اشارات ملتے ہیں اس کا خلاصہ درجِ ذیل ہے۔

★ تو صداقت کا دوست اور شرارت کا دشمن ہے۔

★ تیرے سارے لباس سے عود (عطر)، عنبر کی خوشبو آتی ہے۔

★ بادشاہوں کی بیٹیاں تیری عزت والیوں میں ہیں۔

★ تیرے بیٹے، تیرے باپ داداؤں کے قائم مقام ہوں گے تو اُنہیں تمام زمین کے لئے سردار مقرر کرے گا۔

★ میں ساری پشتوں کو تیرا نام یاد دلاؤں گا پس سارے لوگ ابد الآباد (ہمیشہ) تک تیری ستائش (تعریف) کریں گے۔

اِن اِشارات میں جس شخصیت کی طرف نشاندہی ہوتی ہے وہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتی جہاں تک صداقت کا تعلق ہے تو یہ الفاظ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بچپن میں ہی مل چکے تھے ظاہر ہے جو صادق و امین ہو گا وہ شرارت (شیطان) کا دشمن بھی ہو گا۔

دوسری بات خاص طور پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دلالت کرتی ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسمِ اطہر سے ہمہ وقت خوشبو نکلتی تھی جس گلی اور کوچے سے گزر جاتے تھے وہاں کی فضا مُعَطَّر ہو جاتی تھی۔

تیسرے اِشارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُن دو ازواج کا پتہ چلتا ہے جن کا تعلق شاہی خاندان سے تھا یعنی اُم المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اُم المومنین حضرت صَفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

چوتھا اشارہ اُن فتوحات کی طرف ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلفاء اور آپ کے ماننے والوں نے صرف ایک صدی کے اندر حاصل کیں اور دنیائے قدیم کی سیادت اور سرداری حاصل کی۔

پانچواں اشارہ تو اتنا واضح ہے جس سے یہ ظاہر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت حشر تک رہے گی اور آپ کی ستائش (تعریف) کرتی رہے گی۔ اللہ رب العزت اہلِ ایمان والوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ٥ (پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۵۶)

بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو اُن پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

کتاب زبور میں ہی حضرت داؤد علیہ السلام کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلسلے میں ایک اور بشارت بھی ملتی ہے جو بالکل واضح ہے۔

"مبارک ہیں وہ لوگ جو تیرے گھر میں بستے ہیں، وہ سدا تیری تسبیح کرتے ہیں، مبارک ہیں وہ لوگ جن کی عزت و قوت تیری وجہ سے ہے، تیرے گھر کی راہیں ان کے قلوب میں ہیں وہ بکہ کی وادی میں گزرتے ہیں اس میں ایک کنواں بناتے ہیں۔" (کتاب زبور، باب ۸۴)

فائدہ) اس بشارت میں "بکہ (مکہ مکرمہ)" اور کنواں دو ایسے واضح الفاظ ہیں جن کی وجہ سوائے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔ بکہ مکہ مکرمہ ہی کا نام ہے، گھر سے مراد خانہ کعبہ ہے، اس میں ایک کنواں ہے جس کا نام چاہِ زمزم کے نام سے مشہور ہے۔ خانۂ خدا کی راہیں یعنی خانہ کعبہ سے محبت و عقیدت عالمِ اسلام کے مسلمانوں کے اَذہان و قلوب میں موجزن (داخل) ہیں۔

زبور میں حضرت داؤد علیہ السلام کی بشارت) حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام اپنی زبانِ مبارک سے نبی آخر الزمان، شاہِ مرسلاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اقدس بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں جو موجودہ تحریف شدہ زبور میں بھی درج ہیں:

"میرے دل میں ایک نفیس مضمون جوش مار رہا ہے میں وہی مضامین سناؤں گا جو میں نے بادشاہ کے حق میں قلمبند کئے ہیں۔ میری زبان ماہر کاتب کا قلم ہے تو بنی آدم میں سب سے حسین ہے، تیرے ہونٹوں میں لطافت (نرمی) بھری ہے، اس لئے خدا نے تجھے ہمیشہ مبارک کیا۔ اے زبردست تو اپنی تلوار کو جو تیری حشمت و شوکت ہے اپنی کمر سے حمائل (لٹکایا) کر اور سچائی اور حِلم اور صداقت کی خاطر اپنی شان و شوکت میں اقبال مندی (کامیابی) سے سوار ہو اور تیرا داہنا ہاتھ تجھے مُہیب (خوفناک) کام دکھائے گا۔ تیرے تیر تیز ہیں وہ بادشاہ کے دشمنوں کے دل میں لگے ہیں، اُمتیں تیرے سامنے زیر ہوتی ہیں۔ اے خدا تیرا تخت ابدالآباد (ہمیشہ) ہے، تیری سلطنت کا عصا راستی (نچوڑ) کا عصا (نچوڑ) ہے۔ تو نے صداقت سے محبت رکھی اور بدکاری سے نفرت اسی لئے تیرے خدا نے شادمانی کے تیل سے تجھ کو تیرے ہمسروں سے زیادہ مسح کیا ہے تیرے ہر لباس مُر و عود اور تج کی خوشبو آتی ہے۔ ہاتھی دانت کے محلوں میں سے تار دار سازوں (پُراثر لوگوں) نے تجھے خوش کیا ہے، تیری معزز خواتین میں شاہزادیاں ہیں بلکہ تیرے داہنے ہاتھ اوفیر کے سونے سے آراستہ کھڑی ہے۔ تیرے بیٹے، تیرے باپ دادا کے جانشین ہوں گے جن کو تو تمام روئے زمین پر سردار مقرر کرے گا، میں تیرے نام کی یاد کو نسل در نسل قائم رکھوں گا اس لئے اُمتیں ابدالآباد (ہمیشہ) تیری شکر گزاری کریں گے۔" (زبور باب ۴۵)

قارئین کرام! حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام کی بشارت میں جو صفات بیان کی گئی ہیں واقعی طور پر ہمارے آقا و مولیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات میں پائی جاتی ہیں ان بیان کردہ اَوصاف کا خلاصہ یہ ہے:

★اس نبی کا حسین و جمیل ہونا۔

★قوی اور طاقتور ہونا۔

★تمام مخلوق سے افضل و اعلیٰ ہونا۔

★فصیح ہونا۔

★مجاہد اور غازی ہونا۔

★مبارک زمانہ ہونا۔

★تیر انداز اور میدانِ سپاہ کا شہسوار ہونا۔

★مخلوق کا آپ کے تابع، فرمانبردار اور غلام ہونا۔

★کپڑوں سے مُشک و عنبر سے بڑھ کر خوشبو آنا۔

★بادشاہوں کی بیٹیاں ان کے گھرانہ میں ہونا۔

★اولاد کا رئیس اور سردار ہونا۔

★ہر جگہ ان کی بزرگی اور عظمت کا تذکرہ ہونا۔

★تمام لوگوں میں ان کی یاد دلانا☆ابد الآباد (ہمیشہ) اور ہمیشہ ان کا ذکر خیر جاری و ساری رہنا۔

یہ سب اوصاف نبی آخر الزمان، سرورِ انبیاء محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی واحد ذاتِ بابرکات میں ہی موجود ہیں۔ اسی لئے کہا گیا ہے،

حسن یوسف دمِ عیسیٰ ید بیضا داری　　　آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہاداری

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ حسنِ یوسف، دمِ عیسیٰ اور ید بیضا سے ممتاز ہیں۔ الغرض دیگر حضرات کو جو کمالات تنہا تنہا حاصل تھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ مقدسہ کو منجملہ وہ کمالات حاصل ہیں۔

اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، امام اہل سنت، مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ نے بارگاہِ بیکس پناہ کو مخاطب کرتے ہوئے عرض کیا ہے:

سرور کہوں کہ مالک و مولا کہوں تجھے باغِ خلیل کا گلِ زیبا کہوں تجھے
تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے
لیکن رضآ نے ختم سخن اس پہ کردیا خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

سیدنا داؤد علیہ السلام کو وحی) امامِ اجل جلال الدین سیوطی رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت وہب بن مُنَبّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی:

یا داود إنه سيأتي من بعدك نبي اسمه أحمد ومحمد صادقا نبيا لا أغضب عليه أبدا ولا يعصيني أبدا وقد غفرت له ما تقدم من ذنبه وما تأخر وأمته أمة مرحومة أعطيتهم من النوافل مثل ما أعطيت الأنبياء وافترضت عليهم الفرائض التي افترضت على الانبياء والرسل حتى يأتوني يوم القيامة ونورهم مثل نور الأنبياء وذلك اني افترضت عليهم ان يتطهروا في كل صلاة كما افترضت على الأنبياء وأمرتهم بالغسل من الجنابة كما أمرت الأنبياء وأمرتهم بالحج كما أمرت الأنبياء وأمرتهم بالجهاد كما أمرت الرسل يا داود إني فضلت محمد وأمته على الأمم كلهم[52]

یعنی اے داؤد علیہ السلام عنقریب تیرے بعد ایک نبی آنے والا ہے جن کا نام نامی احمد اور محمد صادق نبی ہوگا میں اس سے کبھی ناراض نہ ہوں گا۔ میں اس کے سبب اس سے اگلے اور پچھلے لوگوں کے گناہ معاف فرماؤں گا۔ اُس کی امت، امت مرحومہ ہے۔ میری بخشش اُن پر بہت ہوگی، اُن میں سے بعض پر بعض بخششیں انبیاء کرام علیہم السلام کی مانند ہوں گی اور اُن کو ایسے فرائض دوں گا جو گذشتہ انبیاء علیہم السلام کو دیئے تھے۔ اُمت محمد یہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میرے پاس آئے گی اس حال میں کہ اُن کا نور انبیاء کرام علیہم السلام کے نور کی مثل ہوگا۔ میں نے اُن پر نماز کے لئے وضو فرض کیا ہے جس طرح انبیاء کرام علیہم السلام کرتے ہیں اور میں نے اُن کو حج کا حکم فرمایا جس طرح انبیاء کرام علیہم السلام کو فرمایا میں نے اُن کو جہاد کا حکم کیا جس طرح انبیاء کرام علیہم السلام کو حکم فرمایا۔

اے داؤد میں نے حضرت سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور اُن کی امت کو سب اُمتوں پر فضیلت دی ہے۔

علامہ عبدالرحمن جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

داؤد علیه السلام درزبور گفته است ''اَللّٰهُمَّ ابْعَثْ مُقِيْمَ السُّنَّةِ بَعْدَالْفِتْرَةِ'' بعداز داود علیه السلام ہیچ پیغمبری که بعداز فترتِ شریعت وسنت توریت اقامت آن کرده باشد جز پیغمبر ما صلی الله علیه وآله وسلم نبود زیرا که عیسیٰ علیه السلام موافقِ سنت توریت بود ومکمل آن نه مقیم آن بعدا زفترت[53]

[52] (الخصائص الکبریٰ، باب اعلام اللہ بہ موسیٰ علیہ السلام، جلد۱، صفحہ۲۴، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

[53] (شواھد النبوۃ، رکن اول دربیان شواھد ودلائلی کہ پیش از ولادت آنحضرت ظاھر شدہ است، صفحہ۱۰)

یعنی زبور میں حضرت داؤد علیہ السلام سے منقول ہے کہ "اَللّٰھُمَّ ابْعَثْ مُقِیْمَ السُّنَّةِ بَعْدَالْفِتْرَةِ" اے اللہ فترت کے بعد کسی سنت قائم کرنے والے رسول کو مبعوث فرما۔

سیدنا داؤد علیہ السلام کے بعد کوئی پیغمبر جس نے بعد از فترت شریعت و سنتِ توریت کو قائم کیا ہو سوائے ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کوئی نہیں ہوا کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سنتِ توریت کے موافق تھے اور اُسے مکمل کرنے والے تھے نہ کہ زمانۂ فترت کے بعد اس کو قائم کرنے والے تھے۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خصائص کبریٰ میں فرماتے ہیں کہ مجھے زبور کے ایک ایسے نُسخہ کا علم ہے جس کی ایک سو پچاس سورتیں ہیں اور میں نے اس کی چوتھی سورت میں لکھا دیکھا ہے۔

"یَا دَاوٗدُ اِسْمَعْ مَا أَقُوْلُ وَمُرْ سُلَیْمَانَ فَلْیَقُلْهُ لِلنَّاسِ مِنْ بَعْدِکَ إِنَّ الْأَرْضَ لِيْ أَوْرَثُهَا مُحَمَّداً أَوْ أمتهٗ"[54]

یعنی اے داؤد علیہ السلام جو میں تجھے فرماتا ہوں اس کو غور سے سن اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو حکم دے جو کہ تیرے بعد ہوگا وہ لوگوں کو بتائے کہ بیشک زمین میری ہی اور (ملکیت) میں اس زمین کا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُس کی امت کو وارث بناؤں گا۔

علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ زبور میں ہے: اِنَّ اللّٰهَ اَظْهَرَ مِنْ صَیْفُوْنَ اِکْلِیْلَا مَحْمُوْدًا[55]

"صیفون" (عرب) سے "اکلیل" (نبوت) "محمودا" (محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

حضرت داؤد علیہ السلام نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا کہ جب میں زبور پڑھتا ہوں تو ایک نور ظاہر ہوتا ہے جس سے میرے دل کو راحت و چین حاصل ہوتا ہے اور میرا اتمام عبادت خانہ نور سے منور اور روشن ہو جاتا ہے اور در و دیوار اور محراب حرکت کرنے لگتے ہیں۔ اے پروردگار یہ نور کیسا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ میرے محبوب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نورِ مبارک ہے نیز فرمایا:

"لاجله خلقت الدنیا والآخرة وآدم وحواء والجنة والنار"

یعنی اُنہی کے لئے میں نے دنیا و آخرت، آدم و حوا، جنت اور دوزخ کو پیدا فرمایا ہے۔[56]

---

54) (الخصائص الکبری، باب اختصاصه بذکر أصحابه فی الکتب السابقة ووعدهم بوراثة الأرض، الجزء الاول، صفحه ۱۵، دار الکتب العلمیة بیروت)

55) (حجة اللّٰه علی العالمین فی معجزات سید المرسلین، الباب الاول: (وکتب سهواً الفصل الاول) فی بعض البشائر الواردة فی الکتب السماویة الخ، البشارة الرابعة والثلاثون، الصفحة ۸۱، دار الکتب العلمیة بیروت)

56) (معارج النبوة فی مدارج الفتوة، رکن دوم، باب اول، فصل سوم در بشائری که تعلق بالملائکة وانبیاء علیهم السلام دارد، صفحه ۳۱، در مطبع منشی نولکشور کانپور)

ناظرین کرام! تورات، زبور اور انجیل میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اور تذکرہ کے حوالہ جات پڑھنے کے بعد اب دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے صحائف میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکرِ خیر موجود ہے وہ پیش کیا جاتا ہے پڑھئے اور پیارے مصطفی علیہ التحیۃ والثناء کی عظمت و رفعت اور شان و شوکت کا اندازہ لگاتے ہوئے اپنے قلوب کو منور فرمایئے۔

قال ابو الحسن القابسی اختص اللّٰہ تعالیٰ محمدا صلی اللّٰہ علیہ بفضل لم یؤتہ غیرہ وھو ماذکرہ فی ھذہ الایۃ قال المفسرون اخذ اللّٰہ المیثاق بالوحی فلم یبعث نبیا الا ذکر لہ محمداً علیہ الصلاۃ والسلام ونعتہ واخذ علیہ میثاقہ ان ادرکہ لیؤمنن بہ وقیل ان یبینہ لقومہ ویأخذ میثاقھم ان یبینوہ لم بعدھم [57]

یعنی ابوالحسن قابسی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فخرِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جس فضیلتِ عُظمیٰ سے ممتاز فرمایا ہے دیگر انبیاء کرام کو اس سے نہیں نوازا جیسا کہ اس آیت میں مذکور ہے۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے عہد لیا تھا کہ جب بھی وہ کسی نبی کے پاس وحی لے کر جائے تو اُن کے سامنے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرے اور آپ کے فضائل و کمالات بیان کرنے کے بعد اس نبی سے عہد لے کہ اگر وہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ پائے تو ان پر ایمان لانا ہو گا۔ بعض کہتے ہیں کہ انبیاء کرام سے یہ بھی عہد لیا گیا کہ وہ اپنی اپنی قوم کے سامنے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف بیان کر کے اُن سے اس بات کا عہد لیتے رہا کریں کہ وہ اپنے بعد والوں کو فضائلِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آگاہ کرتے اور حبیبِ پروردگار کے خطبے پڑھتے رہیں گے۔

سیدنا سلیمان علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) حضرت سلیمان علیہ السلام کی سَطْوَتْ (عظمت) و جلالت کا یہ حال تھا کہ سرکش سے سرکش مخلوق بھی آپ کے اشارہ کے گرد گھومتی تھی۔ آپ کی بادشاہت و حکمرانی صرف عالمِ انسانیت پر ہی نہ تھی بلکہ حیوانات، جنات، ہواؤں اور پانی پر بھی تھی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے والد حضرت داؤد علیہ السلام کے وصال کے بعد تختِ سلطنت پر بیٹھے۔ بیت المقدس کی تعمیر بھی آپ نے کروائی آپ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی جو بشارات فرمائی وہ صحیفہ غزل الغزلات کے باب پنجم، آیت ۱۰ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم مبارک بمعہ حلیہ مبارک کے یوں ہے اصل عبارت عبرانی بخط عربی یہ ہے۔

دودی صح وادہ م دغول مربایا عدوس کشرپان قصوثا رتلیتلم شحوروت کفور یسبلط عناد کیونسیمط ھل انیق مأ لم بجاً لابط بوشیوثط علی صلیت لحاباً وکعر رغبث ھبوسم معدبوث مرتاً حیم ط سفتونا ؤشوشیم بظلغوث مودعو بیوط ماداؤداکلیلی ذھاب قملا بیم بتوسلیسنطعیاً وعشت شین طمعلفت سپریمط شرقاؤموو ی شیسن میادیم علیٰ ادنی نارمط میھم کلیانون طباجودکارادیم خلو محمدیمط (صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم) زہ دودہ زعی ما بتوث یر دشلایم ط

---

[57] (جواہر البحار فی فضائل المختار صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔ ذکرہ فی الباب الاول من القسم الاول من الشفا من تعظیم اللّٰہ تعالیٰ الخ۔ الجزء الاول۔ صفحہ ۱۱ و ۱۲۔ بیروت)

یعنی میرا دوست! نورانی گندم گوں، ہزاروں میں سردار، اسکا سر چمکدار، اس کی زلفیں مثل کوے کی کالی، اس کی آنکھیں ایسی جیسے پانی کے کنڈ (کنارے) پر کبوتر، دودھ میں ڈھلی ہوئیں، نگینے کی مانند جانے میں جڑی ہوئیں، اس کے رخسار ایسے جیسے خس کی ٹٹی (پردے) پر بیل اور لوح پر رگڑی ہوئی خوشبو، اس کے ہونٹ پھولوں کی پنکھڑیاں جن سے خوشبو مترشح (چھلی) ہے، اس کے ہاتھ سونے سے ڈھلے ہوئے اور جواہر سے جڑے ہوئے، اس کا شکم جیسے ہاتھی دانت کی تختی، جواہر سے لپٹی ہوئی، اس کی پنڈلیاں جیسے سنگ مرمر کے سُتون سونے کی بیٹھکی (تخت) پر جڑے ہوئے، اس کا چہرہ مانند آفتاب، جوانی مانند صنوبر، اس کا گلا نہایت شیریں اور وہ بالکل محمد یم ہے، یہ ہے میرا دوست اور میرا محبوب اے یروشلم کی بیٹیو!

فائدہ) اس الہامی کلام میں بھی بین السطور صرف ایک شخصیت ہے اور وہ ہیں سرورِ کشورِ رسالت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیونکہ اس میں بعض الفاظ صراحت کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شخصیت بڑی بھرپور اور جاذبِ نظر تھی روئے اقدس چودھویں کے چاند کی طرح منور اور تاباں تھا، پستہ قد سے ذرا دراز تھے، بال کسی قدر گھنگریالے، سر کے بالوں میں اگر اتفاقاً مانگ نکل آتی تو مانگ نکال لیتے، بال سیاہ چمکدار، پیشانی کشادہ تھی، ابرو خم دار، باریک اور گنجان تھے، آنکھوں کی پتلیاں سیاہ تھیں، رخسار مبارک ہموار اور ابھرے ہوئے تھے، دہن مبارک اعتدال کے ساتھ فراخ تھا، دندان مبارک باریک اور چمکدار تھے، گردن انتہائی خوبصورت، سینہ ہموار، فَرَاخْ (چوڑا) اور چوڑا، کلائیاں دراز، ہتھیلیاں فراخ (چوڑا)، ہاتھ پاؤں کی انگلیاں مناسبت کے ساتھ لمبی تھی غرضیکہ

مُنَزَّہٌ عَنْ شَرِیْکٍ فِیْ مَحَاسِنِہٖ فَجَوْہَرُ الْحُسْنِ فِیْہِ مُنْقَسِمِ

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم بالاتر ہیں اس امر سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبی صفات میں کوئی اور شریک ہو سکے پس اس صورت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جوہر حسن تقسیم نہیں ہو سکتا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی پیش گوئی ان الفاظ میں بھی فرمائی۔

اثر سلطنة طهرة واسمه احمد۔[58]

یعنی مہر نبوت ان کی پشت پر ہو گی اور ان کا نام احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو گا۔

توارات وانجیل)

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَہٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَہُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ۔ (پارہ۹، سورۃ الاعراف، آیت۱۵۷)

ترجمہ: وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے توریت وانجیل میں۔

[58] (توریت یسعیاہ، باب ۴۲، عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۱۱ء)

اب تک موجودہ توریت واَناجِیْل میں بھی باوجود اس قدر تَغَیُّر وتَبدُّل، ترمیم وتحریف کی بہتیری (کثیر) بشارتیں صاف صاف موجود ہیں جن میں سے بعض کو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔

★خداوند نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا ''میں ان کے لئے اُن کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اُس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے فرماؤں گا وہ سب اُن سے کہے گا اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لے کر کہے گا نہ سنے گا تو میں اُس کا حساب اُس سے لوں گا لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات کہے میرے نام سے جس کے کہنے کا میں نے اُسے حکم نہیں دیا یا اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے۔'' (توریت مطبوعہ مرزاپور ۱۹۷۰ء، باب ۱۸، آیت ۱۸ تا ۲۰)

فائدہ) کیسی واضح بشارت ہے بنی اسرائیل کے بھائی بنی اسمٰعیل کے سوا اور کون ہو سکتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ وہ نبی بنی اسمٰعیل میں ہوگا اور تجھ سا ایک نبی سوائے پیغمبر عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کسی پر صادق ہی نہیں آسکتا کیونکہ بنی اسرائیل میں کوئی نبی موسیٰ علیہ السلام کی مانند نہیں۔ جیسا کہ خود تورات کا بیان ہے کہ،

''پھر قائم نہ ہوا کوئی نبی بنی اسرائیل میں موسیٰ علیہ السلام کے مانند جس نے پہچانا ہوا اللہ کو دو بدو (بغیر واسطے)۔'' (تورات، کتاب استثناء ۲، باب ۳۴، درس ۱۰)

لیکن حضور نبی امی جناب کلیم اللہ علیہ السلام کے بالکل ''مثل'' تھے اور اکثر امور میں ایک کی دوسرے سے مشابہت ثابت ہے مثلاً۔

★جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام مستقل صاحبِ شریعت تھے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی مستقل صاحبِ شرع تھے لیکن بنی اسرائیل میں کوئی نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حتیٰ کہ سیدنا مسیح (عیسیٰ) علیہ السلام بھی مستقل صاحبُ الشرع نہ تھے۔ (دیکھو انجیل متی، باب ۵)

★موسیٰ علیہ السلام حکومت وفرمان روائی کی شان بھی رکھتے تھے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تاجداروں کے تاجدار تھے۔

★جہاد کا حکم موسیٰ علیہ السلام کو بھی ہوا اور ہمارے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی مخالفین کے حملوں کا جواب دینے اور سرکشوں کی سرکوبی کا حکم دیا گیا۔

★سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو کوہِ طور پر معراج ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اَتَمّ واَکمَل درجہ کی معراج ہوئی وغیرہ وغیرہ۔

(لیکن سیدنا عیسیٰ علیہ السلام جن کو عیسائی اس بشارت کا مصداق ثابت کرنا چاہتے ہیں جو ان وجوہ مماثلت سے بالکل خالی ہیں۔)

غرض حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی مانند بے شک ہیں قرآن میں بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مثل موسیٰ فرمایا گیا

اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا ۙ شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ۝ (پارہ ۲۹، سورۃ المزمل، آیت ۱۵)

ترجمہ: بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجے کہ تم پر حاضر وناظر ہیں جیسے ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجے۔

نیز آیت شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ عَلٰي مِثْلِهٖ۔ (پارہ ۲۶، سورۃ الاحقاف، آیت ۱۰)

ترجمہ: بنی اسرائیل کا ایک گواہ اس پر گواہی دے چکا تو وہ ایمان لایا۔

اس بشارت کی یہ آیت کہ ''اپنا کلام اُس کے منہ میں ڈالوں گا'' قرآن پاک کی طرف اشارہ ہے جو خدا کا کلام ہے اور صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا۔

گرچہ قرآں از لب پیغمبر است   ہرکہ گوید حق نہ گفت ست کافر است

ترجمہ) قرآن بالیقین لبِ پیغمبر سے ہے جو کوئی اس کو ایسا نہ مانے وہ کافر ہے۔

بشارت کا آخری حصہ یہ ہے کہ ''جھوٹا نبی قتل کیا جائے'' یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی صداقت کا قطعی فیصلہ ہے کیونکہ اگر معاذاللہ آپ وہ نبی مبشر و موعود نہ ہوتے تو ضرور اس آخری آیت کے مصداق ثابت ہوتے۔ مگر یہاں تو خدائی وعدہ حفاظت شاملِ حال تھا کہ ''وَاللّٰهُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ'' (پارہ ٦، سورۃ المائدہ، آیت ٦٧)

ترجمہ: اور اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے۔

مخالفین نے قتل و اہلاک کی کیا کچھ انتہائی تدبیریں نہ کیں مگر ایک بھی پیش رفت نہ ہو سکی مخالفین ہی ہلاک و برباد ہوئے اور خدا نے اپنے سچے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر طرح مدد و حفاظت کی۔

وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ ط وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰهُ ط وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ O (پارہ ٩، سورۃ الانفال، آیت ٣٠)

ترجمہ: اور اے محبوب یاد کرو جب کافر تمہارے ساتھ مکر (دھوکہ) کرتے تھے کہ تمہیں بند کر لیں یا شہید کر دیں یا نکال دیں اور وہ اپنا سا مکر (دھوکہ) کرتے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا اور اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے بہتر۔

ہاں یہ بشارت نبی امی کی نسبت اس طرح بھی صادق ہوئی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخر زمانہ میں مسیلمہ کذاب نے جھوٹا دعوائے نبوت کیا اور وہ خبیث حضرت خلیفۂ اول صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ابتدائے زمانۂ خلافت میں قتل کیا گیا۔

حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام ایک آنے والے نبی کا مشتاقانہ ذکر اور اس کی ثناء و توصیف بیان فرماتے ہیں:

★ وہ تو حسن میں بنی آدم سے کہیں زیادہ ہے تیرے ہونٹوں میں لُطف بٹایا گیا ہے اسی لئے خدا نے تجھے ابد (قیامت) تک مبارک کیا۔

★ اے پہلوان اپنی تلوار کو جو تیری حشمت اور بزرگواری ہے حمائل[59] کر کے اپنی ران پر ٹکا۔

---

59) حمائل اس تسمے کو کہتے ہیں جس سے تلوار کو کمر یا کندھے سے لٹکایا جاتا ہے۔ مثال: تلوار کو حمائل کے ساتھ کمر سے باندھ لیا گیا۔

★اور اپنی بزر گواری سے سوار ہو اور سچائی اور ملائمت اور صداقت کے واسطے اقبال مندی سے آگے بڑھ تیرا دہنا ہاتھ تجھ کو مہیب کام سکھلا دے گا۔

★تیرے تیر تیز ہیں لوگ تیرے نیچے گرے پڑتے ہیں وَے بادشاہ کے دشمنوں کے دل میں لگ جاتے ہیں۔

★تو صداقت کا دوست اور شرارت کا دشمن ہے

★تیرے سارے لباس سے مر اور عود کی خوشبو آتی ہے۔

★بادشاہوں کی بیٹیاں تیری عزت والیوں میں ہیں۔

★تیرے بیٹے تیرے باپ دادوں کے قائم مقام ہوں گے تو اُنہیں تمام زمین کے سردار مقرر کرے گا۔

★میں ساری پشتوں کو تیرا نام یاد دلاؤں گا پس سارے لوگ ابدالآباد (ہمیشہ) تیری ستائش (تعریف) کریں گے۔ (زبور شریف باب ۴۵ ملتقطا)

فائدہ) یہ بشارت کیسی حرفاً حرفاً سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صادق ہے۔ حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد ایسا کون نبی دنیا میں آیا جو باطنی فیض و کمال کے ساتھ حُسن و جمال میں یکتائے زمانہ و یگانہ عالم ہو اور حشمت و شوکت، حکومت و سلطنت اور تیر و تلوار کا بھی مالک ہوا ہو بجز حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی نہیں۔

کس خُلوص اور جوشِ محبت کے ساتھ حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن و جمال، جاہ و جلال، غزوات و فتوحات اور عظمت و جلالت وغیرہ کو بیان فرمایا ہے جس منہ سے حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُس محبوب کی یہ تعریف کی اُس منہ کے قربان اور جس مبارک لب و دہن سے یہ مدح و ثناء فرمائی اُس لب و دہن کے صدقے۔ آہ

نہ من برآں گل عارض غزل سرایم وبس — کہ عندلیب تواز ہر طرف ہزار انند

ترجمہ) اس رخسار کے پھول پر، صرف میں ہی غزل سرا نہیں ہوں ہر طرف، تیری ہزاروں بلبلیں ہیں۔

اے حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام! خدائے ذوالجلال والاکرام کی طرف سے آپ پر ہزاروں صلوٰۃ وسلام۔ آپ نے ہمارے آقا و مولیٰ، مظہر حسنِ ازلی، پرتو جمالِ لم یزلی، نبی امی، رسول عربی (صلوات اللہ وسلامہ علیہ وآلہ) کے حسن و جمال کی کیسی سچی تعریف فرمائی۔

''تُو حسن میں بنی آدم سے کہیں زیادہ ہے''

حسینوں میں حسیں ایسے کہ محبوبِ خدا ٹھہرے — اور نبیوں میں نبی ایسے کہ فخر انبیاء ٹھہرے

اے چاند سے زیادہ روشن چہرے والے! اے سوادِ شام سے زیادہ سیاہ بالوں اور معنبر گیسوؤں والے! اے شاہِ سریر رعنائی و محبوبی!

ترازیبد شہنشاہی در اقلیم دل آرائی — بدیں خوبی زیبائی بدیں شوخی ورعنائی

اے حسین و جمیل! اے حبیب! اور اے محبوب بیشک تو حسن میں بنی آدم سے کہیں زیادہ ہے بلکہ بنی آدم کو تجھ سے کوئی نسبت نہیں۔

نہ بشر خوانمت اے دوست نہ حورو نہ پری   ایں ہمہ برتو حجاب است تو چیزے دیگری

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کے حسن و جمال کے دلدادوں میں ہم ایک ہی نہیں بلکہ انبیاء، اولیاء، شاہ و گدا اور سارا عالم آپ کا شیدا ہے۔

مرا دل ہی نہیں قربان مری جاں ہی نہیں صدقے   دو عالم آپ پر یار حمۃ للعلمین صدقے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسنِ صورت اور حسنِ سیرت کے ثناخواں صرف اہلِ اسلام ہی نہیں بلکہ مخالفین اور غیر اقوام کے مؤرخین وار بابِ قلم بھی مُقِرْ ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر ویٹ صاحب لکھتے ہیں:

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) عرب کے نہایت عمدہ خاندان اور معزز قوم میں سے تھے صورت میں شکیل اور طور میں رسیلے اور بے تکلف تھے۔[60]

جان ڈیون پورٹ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ "نبی عرب، آپ کی شکل شاہانہ تھی، خدوخال باقاعدہ اور دل پسند تھے.......الخ"

اور مؤرخ ایڈورڈ گبن صاحب لکھتے ہیں کہ "آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حسن میں شہرہ آفاق تھے۔" (مؤید اسلام)

یہ غیروں کی شہادتیں تھیں جن کی ہمیں چنداں ضرورت نہ تھی مگر یہ اس لئے پیش کی گئیں تاکہ دنیا پر تمام ہو جائے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے مخاطب بیشک ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں۔

آں گلِ رعنا کہ ز گیسوئے آں مشک فشانست ہوائے جہاں
حسن سرانداختہ برپ ائے اُو عشقِ غلام قدِ زیبائے اُو
خلق ہمہ بلبلِ بستان اُو بلکہ خدا نیز ثنا خوان اُو
شورِ ملاحت چو بعالم فگند رشک نمک می برد امروز قند
نیر تابانِ عرب ماہِ من مہر درخشان عجم شاہِ من
شیخ من وسید عالی نسب پیر طریقِ من واُمی لقب

ترجمہ:

وہ گلِ رعنا کہ جن کے گیسوئے مشک بار سے جہاں مشک بار ہے۔

حسن نے آپ کے قدموں میں سر رکھ دیا اور عشق آپ کے قد زیبا کا غلام ہے۔

تمام مخلوق آپ کے باغِ بہار کی بلبل ہے بلکہ حق تعالیٰ بھی آپ کا ثناءخواں ہے۔

آپ کے حسن و ملاحت کی نمکینیت جب عالم میں چھڑ کی گئی تو۔

60) (ترجمہ آپالوجی گاڈ فری ہینگس، صفحہ ۸ دفعہ ۱۰، مطبوعہ بریلی ۱۸۷۳ء از فضل الخطاب)

میرے چاند عرب کے چمکتے نیّر میرے بادشاہ عجم کے درخشاں مہر۔

میرے آقا اور عالی نسب سردار میرے رہنما اور امی لقب۔

★ حضرت سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے محبوب سے ملنا چاہتے ہیں اور محبوب (نبی، امی پیغمبر، عربی) کی یوں ثناخوانی کرتے ہیں "میرا محبوب نورانی گندم گوں، ہزاروں میں سردار ہے۔ اس کا سر ہیرے کا سا چمکدار ہے، اس کی زلفیں مسلسل مثل کوے کے کالی ہیں، اس کا چہرہ مانند ماہتاب کے جوان مانند صنوبر کے، اس کا گلا نہایت شیریں اور وہ بالکل محمد یعنی تعریف کیا گیا ہے یہ ہے میرا دوست اور میرا محبوب اے بیٹیو یروشلم کی" (ملتقطاً زبور، غزل الغزلات، باب ۱۵، درس ۱۰ تا ۱۲)

حق کا بول بال دیکھو صاف نامِ نامی بھی موجود ہے۔[61]

اے حضرت سلیمان علیہ السلام! سلام اللہ علیک آپ کا ہر ہر لفظ جو آپ نے اپنے پیارے محبوب کی تعریف میں فرمایا ہے نہایت قیمتی، نہایت باوقعت اور نہایت قابل قدر ہے اور آپ کا کمالِ اخلاص پر جوش محبت، دلی ذوق و شوق اور ولولۂ عشق جو اس سرورِ کائنات، فخر موجودات، معدنِ حسن و جمال، مخزنِ فضل و کمال، محبوبِ خدا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب میں ہے۔

غلامانِ بارگاہِ احمدی و دلدادگانِ جمالِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو نہایت عظمت و احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں اور وہ اس عشق و خَرام میں آپ کے شریک ہیں۔

محبت کا تری بندہ ہر اک کو اے صنم پایا　　　برابر گردن شاہ و گدا دونوں کو خم پایا

یا حضرت سلیمان بن داؤد علیہم الصلوٰۃ والسلام حضور کے محبت بھرے الفاظ نے بے چین کر ڈالا۔ اب چپ نہیں رہا جاتا کیونکہ آتشِ عشق کی سوزش میں سینہ سے جو دھواں اُٹھ رہا ہے وہ الفاظ کی صورت میں منہ سے نکلنا چاہتا ہے۔ حضور! اب بے ادبی معاف ہو:

ہزار علم وادب داشتم من اے خواجہ　　　کنوں کہ مست وخرابم صلائے بے ادبی ست

ترجمہ: اے صاحب میں ہزار عقل و ادب رکھتا تھا اب جبکہ میں مست اور خراب ہوں تو بے ادبی کی صدا ہے۔

اس وقت اتنا ضرور عرض کروں گا کہ جہاں آپ جیسے جلیل القدر پیغمبر اور دو جہان کے تاجور اس محبوب کے عشاق میں ہیں وہاں مجھ سے عاجز، گنہگار، عصیاں شعار، ناکام و بدنام، ننگِ اسلام (اسلام کا عاجز شخص)، فقیر بے نوا، عاشقِ حزیں بے دست و پا بھی اُن کے کمترین حلقہ بگوشاں اور ادنیٰ ترین سگاں (کم تر شخص) میں ہے۔

---

[61]) تعصب و نفسانیت اور حق پوشی و حق ناشناسی کا بُرا ہو کہ اس بشارت میں جو صریح نامِ نامی موجود ہے پہلے تو اس میں معنوی تغیر پیدا کیا اور محمد کے لفظی معنی ستودہ کے لیے گئے پھر اس لفظ کو ہی اُڑا دیا گیا آئے دن ترجموں کی ترمیم و تبدیل اس مقام پر مختلف الفاظ کا ردوبدل ہوتی رہتی ہے مگر اصل عبرانی اور قدیم عربی ترجموں میں اصل نام پاک موجود ہے اور مرقومہ بالا بشارت عہد عتیق مطبوعہ ۱۸۷۰ء میں اس عبارت سے ہے "میرا محبوب سرخ و سفید ہے، دس ہزار آدمیوں کے درمیان وہ جھنڈے کے مانند کھڑا ہوتا ہے، وہ خوبی میں رشکِ سرو ہے، اس کا منہ شیرینی ہے ہاں وہ سراپا عشق انگیز ہے۔ اے یروشلم کی بیٹیو! یہ میرا پیارا یہ میرا جانی ہے۔ (غزل الغزلات)
اس ترجمہ میں اگرچہ جابجا تغیر و تبدیل ہے اور لفظ محمد کو اُڑا کر اس کے بجائے سراپا عشق انگیز ترجمہ کیا ہے مگر پھر بھی حق کا بول بالا ہی ہے کہ دس ہزار آدمیوں کے درمیان جھنڈے کے مانند کھڑے ہونا کس قدر حرف بحرف ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صادق ہے۔ تاریخی دنیا پر خوب روشن ہے اُس دن دس ہزار اسلامی فوج رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمرکاب تھی۔

درورقے که کرده ام نامِ سگانت رارقم　　　　زیرترک نوشته ام ازہمه نامِ خویش را

ترجمہ: اے صفحے پر میرا نام اپنے کتوں میں لکھ دیں تو اپنا نام ترک کر کے ہمیشہ یہی نام رکھ لوں۔

آہ! آہ!

برسرت که سرِزلف توبه سرم سرد گرے نشد　　　　برخت که جزرُخ توگہے برخ دگر نظرے نشد

چوسگم کمینه سگان توو زجمله بے قدرم دلے　　　　بدرت که جزدرپاک تو بدرِدگر گزرے نشد

ترجمہ: آپ کے سرِانور کی قسم، آپ کی زلفیں عنبریں کے پیش میرا سر ہے یہ دوسری طرف نہ ہوا۔ آپ کے رُخ زیبا کی قسم آپ کے چہرۂ تاباں کے علاوہ دوسرے چہرے کی جانب نظر نہ ہوئی۔

آپ کے در کے کتوں میں کمینہ کتا ہوں اور سب سے بڑھ کر بے قدر ہوں لیکن آپ کے درِ اقدس کی قسم آپ کے دربار گھر بار کے علاوہ دوسرے در پر میرا گزر (کبھی) نہ ہوا۔

یا حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام! یہ وہ پاک عشق و محبت ہے جس میں رَقابت کے بجائے ہمدردی کا جوش پیدا ہوتا ہے اس لئے اگرچہ چھوٹا منہ بڑی بات ہے مگر یہ فقیر بے نوا بھی بکمالِ ادب عرض کرتا ہے کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہمدرد اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہم زبان ہے۔

مابلبلیم نالاں گلزار ما محمد (ﷺ)　　　　مانرگسیم حیراں دیدارِ ما محمد (ﷺ)

میں بلبلِ افسردہ ہوں اور میرے باغ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں میں نرگسِ حیراں ہوں میرا دیدار محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں۔

قمری به سرونازد بلبل بگل فریبد　　　　ماعاشقیم بیدل دلدارِ ما محمد (ﷺ)

قمری اپنے سر پر ناز کرتا ہے اور بلبل پھول کے ساتھ دھوکہ کھاتی ہے ہم عاشقِ بے دل ہیں دلدار ہمارے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں۔

ازخویشتن ندانم جز ایں قدرکه گویم　　　　ماقطره ایم وبحرزخارِ مامحمد (ﷺ)

اپنا آپ نہیں جانتے ہیں ہم سوائے اس کے اتنی ہے قدر کہتے ہیں ہم نہیں ہیں قطرہ ہم اور سمندر ہیں ہمارے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔

مارا غم جزاے روزِجزا نباشد　　　　باشد چوروزِمحشر غمخوارِ مامحمد (ﷺ)

کیوں غم ہو روزِ جزاء کا ہمیں ہوں گے جب روزِ محشر غمخوار ہمارے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔

اے نصرؔبرزبانم جزنامِ اونیابد　　　　ما طوطیئم خوشگو گفتارِ مامحمد (ﷺ)

اے نصرؔ ہماری زبانوں پر سوائے اُن کے نام کے نہیں پائے گا تو ہم طوطیٔ خوش کلام ہیں اور ہماری گفتار محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں۔

اے جذبِ اُلفت ہمت کر! اے عشق قدم بڑھااور دِرِ یار تک پہنچا۔اے دردِ دل نالوں میں اثر پیدا کر! اور اے اثر محبوب تک رسائی و گزر پیدا کر۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، یاحبیب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، یاخاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، یارحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

سلام علیک اے نبی مکرم مکرم تراز آدم ونسلِ آدم
جزاک الذی عم برا وجودا وارضاک عنا وصلی وسلم
توی یا رسول اللہ آں ابر رحمت کہ باشد محیطاز عطاے تویک لم
جگر تشنگا نیم از رہ رسیدہ ترحم علینا بماءٍ ترحم

ترجمہ: اے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ پر ہزار ہا درود اور سلام ہوں، آپ حضرت آدم اور کل نسلِ آدم سے مکرم تر ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو وہ جزاء عطا فرمائے جس کی بھلائی اور بخشش عام ہے اور اللہ تعالیٰ آپ کو ہم سے راضی رکھے، آپ پر درود وسلام ہو۔

ہمارے جگر پیاسے ہیں در کی حاضری کے لئے ہم پر (نظر کرم کے) پانی سے رحم فرمایئے رحم فرمایئے۔

اے صاحبِ خُلقِ عظیم، اے رؤف رحیم! اپنے بیمارانِ محبت کی خبر لیجئے اور دردمندانِ محبت کا نظر لطف و کرم سے مداوا فرمایئے۔

اے مرہم ریش درد مندان کرمے چندان کہ بمحنتم دو چندان کرمے
تا چند ز گریہ جیب ودامانم تر یک بار زلطف لعل خندان کرمے

ترجمہ: اے دکھیوں کے زخموں کے مرہم کرم ہو اس طرح کہ (غمِ عشق کی) میری محنت دوگنی ہو جائے کرم ہو۔ یہاں تک کہ محبوب کے فراق میں رونے سے میرا دامن بھی گیلا ہو جائے ایک بار اپنے لُطف لعل خنداں سے کرم ہو۔

اب چند بشارتیں انجیل مقدس سے بھی سن لو۔

حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں: "اگر تم مجھے پیار کرتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو اور اپنے باپ سے درخواست کروں گا اور وہ تمہیں دوسرا تسلی دینے والا بخشے گا کہ ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے۔" (انجیل یوحنا)

نیز فرماتے ہیں: "لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار[62] (تسلی دینے والا) تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر جاؤں گا تو تمہارے پاس بھیج دوں گا اور وہ آکر دنیا کو گناہ اور راست بازی اور عدالت کے بارے میں قصوروار ٹھہرائے گا۔"

(انجیل یوحنا، باب ۱۵، آیہ ۸،۷،۶، مطبوعہ برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی لاہور ۱۹۰۶ء)

دوسری جگہ فرمایا:

---

[62]) فارقلیط کا ترجمہ کسی جگہ تسلی دینے والا اور کہیں مددگار وغیرہ کیا ہے۔

''لیکن وہ جب یعنی سچائی کا روح آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔'' (یوحنا، باب ۱۶، آیت ۱۳)

بتاؤ اس سے زیادہ روشن اور صریح بشارت اور کون سی ہوگی۔ حضرت مسیح (عیسیٰ علیہ السلام) کے بعد وہ تسلی دینے والا کون آیا؟ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کو وہ آگے چل کر صاف صاف یوں یاد کرتے ہیں۔

''بعد اس کے میں تم سے بہت کلام نہ کروں گا اس لئے کہ اس جہان کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کی کوئی چیز نہیں۔'' (انجیل یوحنا باب ۱۵، آیت ۳۰)

بابی انت وامی یا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم، وروحی فداک یا نبی اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم۔

تیرا رتبہ اللہ اکبر! اور تیری شان جل جلالہ تیرا رتبہ ہے اے احمد (ﷺ) مقام اللہ اکبر کا۔

''اے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے رتبہ کو کوئی کیا جان سکتا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کو انسان کب سمجھ سکتا ہے جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام یوں فرماتے ہیں کہ ''اس جہان کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کی کوئی چیز نہیں۔''

سید و سرور محمد (ﷺ) نورِ جاں　　　بہتر و مہتر شفیع مجرماں

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دونوں جہاں کے سردار اور ہم سب کی جانوں کے نور ہیں۔ آپ سب سے بہتر اور سب سے برگزیدہ ہیں اور ہم سب گناہگاروں کی شفاعت فرمانے والے ہیں۔

سنو! حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

پر جبکہ وہ تسلی دینے والا جسے میں تمہارے لئے باپ کی طرف سے بھیجوں گا یعنی روحِ حق جو باپ سے نکلتی ہے آئے تو وہ میرے لئے گواہی دے گا۔ (یوحنا، باب ۱۵، آیت ۲۶)

بھلا حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد سوائے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کون نبی دنیا میں آیا جس نے ان کی تصدیق فرمائی اور ان کے لئے گواہی دی:

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ۔ (پارہ ۲۸، سورۃ الصف، آیت ۶)

اور یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوا اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے۔

اے تسلی دینے والے، اے تشفی بخشنے والے، اے فارقلیط، اے سید عالی وقار، اے جہاں کے سردار، دل تجھ پر قربان، جان تجھ پر نثار۔

اے حسنِ مطلق اے نورِ باری دل تجھ پر صدقے جاں تجھ پر واری
من گدائے تو یارسول اللہ(ﷺ) جاں فدائے تو یارسول اللہ (ﷺ)

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ کی درگاہِ عالیہ کا ایک کمینہ فقیر ہوں اور میری یہ جانِ حقیر آپ پر قربان ہے۔

فارغ از ابتلائے کونین ست مبتلائے ہیں یا رسول اللہ (ﷺ)

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فارغ ہوگئے کونین کے معاملات سے مبتلاہیں آپ کے عشق میں۔

گربیابم بہ دیدہ سرمہ کشم خاک پائے تو یارسول اللہ(ﷺ)

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے دل میں یہ حسرت موجزن ہے کہ اگر مجھ کو حضور والا کے قدمِ ناز کی خاک میسر آجائے تو میں اس کو اپنی آنکھوں میں سرمہ بنا کر لگاؤں۔

کاش ہر موئے من زباں گردد درثنائے تو یارسول اللہ(ﷺ)

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیا اچھا ہوتا کہ میرے ہر رونگٹے آپ کی تعریف و توصیف بیان کرنے کے لئے زبان بن جاتے۔

ازہمہ خلق گشتہ بیگانہ آشنائے تو یارسول اللہ(ﷺ)

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں تمام مخلوق سے بیگانہ ہوجاؤں بس آپ کا آشنا ہوجاؤں۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد ان کے تقدس مآب حواری بھی ہمارے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت دیتے اور حضرت روح اللہ کی تلقین و منادی کے بموجب ظہورِ پیغمبر آخر الزماں کا یقین رکھتے تھے اور ان کا اعتقاد تھا کہ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام اس وقت تک آسمان سے نزول نہ فرمائیں گے جب تک کہ خاتم الانبیاء مبعوث نہ ہوں جن کی سب پیغمبروں نے بشارت دی اور جن کی موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش گوئی فرمائی چنانچہ پطرس مقدس نے بعد سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام یوں منادی کی:

''ضرور ہے کہ آسمان اُسے لئے رہے اُس وقت کہ سب چیزیں جن کا ذکر خدا نے اپنے سب پاک نبیوں کی زبانی سے شروع کیا اپنی حالت پر آویں کیونکہ موسیٰ نے باپ دادوں سے کہا کہ خداوند جو تمہارا خدا ہے تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے ایک نبی میرے مانند اٹھاوے گا جو کچھ وہ کہے اس کی سب سنو۔''

(انجیل۔ کتاب الاعمال، باب ۳۔ آیت ۱۹تا ۲۲)

اور تمام مخلوق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منتظر تھی چنانچہ:

"یوحنا کی گواہی یہ تھی، جبکہ یہودیوں نے یروشلم سے کاہنوں اور لاویوں[63] کو بھیجا کہ اس سے پوچھیں کہ تو کون ہے اور اس نے اقرار کیا کہ مسیح نہیں تب اُنہوں نے اس سے پوچھا تو اور کون ہے کیا تو الیاس ہے؟ اس نے کہا میں نہیں ہوں۔ پس آیا تو وہ نبی ہے اس نے جواب دیا نہیں انہوں نے اس سے سوال کیا اور کہا کہ اگر تو نہ مسیح ہے نہ الیاس اور نہ وہ نبی پس بپتسمہ کیوں دیتا ہے؟" (انجیل یوحنا، باب اول، آیت ۱۹ تا ۲۵)

انصاف شرط ہے لوگوں کو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کس نبی کے آنے کا انتظار تھا اور وہ نبی سے سوائے نبی اکرم، خیر البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کون مراد ہو سکتا ہے۔

خدا کی مخلوق منتظر تھی دلوں میں تھا اشتیاق پیدا ازل سے آنکھیں ترس رہی تھیں وہ کنزِ مخفی دکھائی دیتا (ذکرہ فی الامم)

ڈاکٹر ڈی رائٹ (Dr.D.Wright)) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنی ذات اور قوم کے لئے نہیں بلکہ دنیائے ارضی کے لئے ابرِ رحمت تھے۔ تاریخ میں کسی ایسے شخص کی مثال موجود نہیں جس نے احکامِ خداوندی کو اس مستحسن طریقہ سے انجام دیا ہو۔ (اسلامک ریویو اینڈ مسلم انڈیا، فروری ۱۹۲۰ء)

مسز اینی لبسنٹ (Mrs. Annie Besant)) مسز اینی بسنٹ نے اپنے لیکچر میں رسول کریم (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے حالات بیان کرتے ہوئے کہا کہ "جو شخص ایسے ملک میں پیدا ہوا ہو جس کا میں نے تذکرہ کیا۔ جس کو ایسے لوگوں سے پالا پڑا ہو جس کے ناگفتہ بہ حالات کا نقشہ کھینچا ہے اور جس نے ان کو مہذب ترین اور متقی بنا دیا ہو، ہو نہیں سکتا کہ وہ خدا کا رسول نہ ہو۔ (مدینہ، جولائی ۱۹۳۲ء)

میجر آرتھر گلن لیونارڈ (MajorArthurGlynLeonard)) حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہایت عظیم المرتبت انسان تھے۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایک مفکّر اور معمار تھے۔ انہوں نے اپنے زمانہ کے حالات کے مقابلہ کی فکر نہیں کی اور جو تعمیر کی وہ صرف اپنے ہی زمانہ کے لئے نہیں کی بلکہ رہتی دنیا تک کے مسائل کو سوچا اور جو تعمیر کی وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کی۔ (نقوشِ رسول نمبر ۴)

ڈاکٹر جی ویل (Dr.G.Weil)) آپ کی (یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی) خوش اخلاقی، فیاضی، رحمدلی محدود نہ تھی۔ (نقوشِ رسول نمبر ۴)

مسٹر ایڈورڈ موئٹے (EdwardMote)) آپ نے سوسائٹی کے تزکیہ اور اعمال کی تطہیر کے لئے جو اُسوۂ حسنہ پیش کیا ہے وہ آپ کو انسانیت کا محسنِ اول قرار دیتا ہے۔ (نقوشِ رسول نمبر جلد ۴)

کونٹ ٹالسٹائی (Count Tolstoy)) اس میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایک عظیم المرتبت مصلح تھے جنہوں نے انسانوں کی خدمت کی۔ آپ کے لئے یہ فخر کیا کم ہے کہ آپ امت کو نورِ حق کی طرف لے گئے اور اسے اس قابل بنا دیا کہ وہ امن وسلامتی کی دلدادہ ہو جائے، زہد و تقویٰ کی زندگی کو ترجیح دینے لگے۔ آپ نے اسے انسانی خونریزی سے منع فرمایا۔ اس کے لئے حقیقی ترقی وتمدن کی راہیں کھول دیں اور یہ ایک ایسا عظیم الشان کام ہے جو اس شخص سے انجام پا سکتا ہے جس کی کوئی مخفی قوت ہو اور ایسا شخص یقیناً عام اکرام واحترام کا مستحق ہے۔ (حمایت اسلام لاہور ۱۹۳۵ء)

---

[63]) لاویوں کا لفظ "لاوی" سے ماخوذ ہے، جو کہ بنی اسرائیل کے ایک قبیلے کا نام تھا۔ لاوی قبیلہ حضرت موسیٰ کے بھائی حضرت ہارون کی نسل سے تھا اور یہ قبیلہ خاص طور پر مذہبی فرائض کی انجام دہی کے لیے منتخب کیا گیا تھا۔

ایس مارگولیوتھ((S.Margoliouth) حضور(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی دردمندی کا دائرہ انسان ہی تک محدود نہ تھا بلکہ جانوروں پر بھی ظلم وستم توڑنے کو بہت بُرا کہا ہے۔(نقوشِ رسول نمبر ۴)

کرنل سائکس((Colonel Sykes) کوئی شخص آپ کی خلوصِ نیت، سادگی اور رحم و کرم کا اقرار کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔(نقوشِ رسول نمبر ۴)

ڈاکٹر ای۔ اے فریمن((Dr. E. A. Freeman) اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت محمد(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بڑے پکے اور سچے راست باز ریفارمر تھے۔(معجزات اسلام صفحہ ٦٧)

مسٹر سار مستشرق((Mr. Sar Orientalist) قرونِ وسطیٰ میں جب کہ تمام یورپ میں جہل کی موجیں آسمان سے باتیں کر رہی تھیں۔ عربستان کے ایک شہر سے نیرّ تاباں کا ظہور ہوا جس نے اپنی ضیا باریوں(روشنی) سے علم وہنر اور ہدایت کے چھلکتے ہوئے نوری دریا بہا دیئے۔ اسی کا طُفیل ہے کہ یورپ کو عربوں کے تَوَسُّط سے یونانیوں کے علوم اور فلسفے نصیب ہو سکے۔(صوت الحجاز، ذی قعدہ ۱۳۵۳ھ)

ڈاکٹر اینڈ برمنگھم((Dr. End Birmingham) مجھ کو کسی وقت یہ خیال بھی نہ ہوا کہ اسلام کی ترقی تلوار کی مرہونِ منت ہے بلکہ اسلام کی کامیابی رسول اللہ کی سادہ، بے لوث، ایفائے وعدہ، اصحاب و پیروؤں کی غیر معمولی حمایت، توکل بخدا اور ذاتی جرأت واستقلال سے وابستہ ہے۔ نبی کا کام کبھی آسان نہیں ہوتا۔ اچھے اور دوررس طریقوں کا وضع کرنا نسبتاً آسان ہے لیکن ان پر عمل کرنا ہر ایک کا کام نہیں ہے اور پھر جب کہ یہ عظیم الشان کام اپنے ہی خاندان اور قبیلے سے شروع کرے جس کے لوگ اس کی زندگی کی کمزوریوں سے بھی واقف ہوتے ہیں لیکن محمد(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے کام شروع کر دیا تھا حالانکہ وہ اپنا نام بھی نہیں لکھ سکتے تھے تاہم انہوں نے اس امر میں رہنمائی کی جو انسان کی زندگی میں سب سے زیادہ اہم ہے یعنی بندے اور خدا کے تعلقات۔

ڈاکٹر لین پول((Dr. Lane-Poole) اگر محمد سچے نبی نہ تھے تو کوئی نبی دنیا میں برحق آیا ہی نہیں۔(ہسٹری آف دی مورش ایمپائر یورپ)

مسز اینی بسنٹ((Mrs. Annie Besant) پیغمبر اسلام کی زندگی زمانہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھ سکتی ہے اور تاریخ روزگار شاہد ہے کہ وہ لوگ جو حضور پر حملہ کرنے کے خوگر ہیں جہل مرکب میں مبتلا ہیں۔ حضور کی زندگی سادگی، شجاعت اور شرافت کی تصویر تھی۔(قاسم العلوم، ربیع الاول ۱۳۵۳ھ)

کونٹ ٹالسٹائی((Count Tolstoy) حضرت محمد(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مُتواضع، خَلیق اور روشن فکر اور صاحبِ بصیرت تھے۔ لوگوں سے عمدہ معاملہ رکھتے تھے۔ آپ مدت العمر پاکیزہ خَصَائل(پاک عادات والے) رہے۔(مدینہ، جولائی ۱۹۳۳ء)

سر ولیم میور((Sir William Muir) اہلِ تصنیف محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بارے میں اُن کے چال چلن کی عِصْمَتْ(پاکیزگی) اور اُن کے اَطوار(طریقے) کی پاکیزگی پر جو اہلِ مکہ میں کمیاب تھی متفق ہیں۔(لائف آف محمد)

ایس۔ ایچ لیڈر((S.H. Leeder) جب آپ بوڑھے ہو گئے تو محض رِقّتِ قلب کی وجہ سے جو آپ کو خاص طور پر عطا کی گئی تھی کئی عورتوں کو محض ان کی حالت پر رحم کرنے کے لئے اپنے اَزواج میں داخل کرنا پڑا۔(مدینہ جولائی ۱۹۳۳ء)

میجر آرتھر گلن مورنڈ (Colonel Sykes)) حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بلاشبہ اپنے عصرِ مقدس میں ارواحِ طیبہ میں سے تھے۔ وہ صرف مقتدر راہنما ہی نہ تھے بلکہ تخلیقِ دنیا سے اس وقت تک جتنے صادق سے صادق اور مخلص سے مخلص پیغمبر آئے ان سب سے ممتاز رُتبے کے مالک تھے۔ (استقلال، دیوبند ۱۹۳۶ء)

ڈاکٹر بدھ ویر سنگھ دھلوی (Major Arthur Glen Moreland)) محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایک ایسی ہستی تھے اس میں ذرہ بھر بھی شک نہیں کہ مسلمانوں کو چھوڑ کر جن کے عقیدہ کے لحاظ سے حضرت ایک پیغمبر تھے دوسرے لوگوں کے لئے محمد صاحب کی سوانح عمری ایک نہایت ہی دل بڑھانے والی اور سبق آموز ثابت ہوئی ہے۔ (رسالہ مولوی، ربیع الاول ۱۳۵۱ھ)

بابا جگل کشور کھنہ (بی، اے، ایل، ایل، بی) (Baba Jugalkishore Khanna)) حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی لائف اور آپ کی تعلیم کی بنیادی چیزوں کو دیکھ کر ہر شخص آسانی سے اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے دنیا پر بہت کچھ احسانات کئے ہیں اور دنیا نے بہت کچھ آپ کی تعلیمات سے فائدہ اُٹھایا ہے۔ صرف ملکِ عرب پر ہی حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے احسانات نہیں بلکہ آپ کا فیض تعلیم وہدایت دنیا کے ہر گوشے میں پہنچا۔ غلامی کے خلاف سب سے پہلی آواز حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے بلند کی اور غلاموں کے بارے میں ایسے احکام جاری کئے کہ اُن کے حقوق بھائیوں کے برابر کر دیئے۔

آپ نے عورتوں اور استریوں کے درجہ کو بلند کر دیا، سود کو قطعاً حرام کر کے سرمایہ داری کی جڑ پر ایسا کلہاڑا مارا کہ اس کے بعد سے پھر یہ درخت اچھی طرح سے پھل پھول نہ سکا، سود خواری ہمیشہ دنیا کے لئے ایک لعنت رہی ہے۔ مساوات کی طرف ایسا عملی اِقدام کیا کہ اس سے قبل دنیا اس سے بالکل ناآشنا اور ناواقف تھی۔

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے نہایت پُرزور طریقہ سے تَوَہمات (وہم) کے خلاف جہاد کیا اور نہ صرف اپنے پیرؤوں کے اندر سے اس کی بیخ وبنیاد اُکھاڑ کر پھینک دی بلکہ دنیا کو ایک ایسی روشنی عطا کی کہ تَوَہمات (وہم) کے بھیانک چہرے اور اس کی ہیئت کے خدوخال سب کو نظر آ گئے۔ (حوالہ مذکور)

اعترافات) مُستَشرِقینَ کے بعض سرکردہ (رہنما) افراد اپنے تَعَصُّب و ظلم کا برملا اعتراف کرتے ہیں اور جب ذرا انصاف واعتدال سے کام لیتے ہیں تو اقرار کرتے ہیں کہ ذاتِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر عیب سے منزّہ، ہر الزام سے مبرّہ (پاکیزہ)، خلق و خُلق کی تمام خوبیوں سے مرصّع (آراستہ)، دنیائے انسانیت کا حاصل تھی اور اُن کی کامیابیوں، کامرانیوں اور کارناموں کے حوالے سے اُن کا کوئی مثل نہیں ہے۔ اس موضوع پر اگرچہ دفتر کے دفتر نقل کئے جا سکتے ہیں لیکن ہم یہاں صرف چند نمونوں پر اکتفا کر رہے ہیں۔

★ **اثرانگیز شخصیت**) جسٹینین کی وفات کے چار سال بعد ۹۶۵ء میں مکہ میں وہ آدمی پیدا ہوا جس نے انسانیت پر تمام انسانوں میں سب سے زیادہ اثر ڈالا۔ (★) (ڈریپر، جون ولیم، اے ہسٹری آف دی انٹلیکچوئل ڈیولپمنٹ آف یورپ، لندن ۱۸۷۵ء، جلد ا، صفحہ ۳۲۹)

(⋆) یہاں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اثر انگیزی کا اعتراف ہمیشہ کیا جاتا رہا ہے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شخصیت کی اثر انگیزی کا فَراخ دلانہ اعتراف عہدِ حاضر کا ایک مصنف ڈاکٹر ہارٹ بھی کرتا ہے اور دنیا بھر کی، ہر زمانے کی عظیم ترین اور موثر ترین شخصیات کا مطالعہ کرنے بعد وہ سرکارِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بجا طور پر اولین مرتبہ کا مستحق سمجھتا ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ،

My choice of Muhammad to lead the list of the world's most influential persons may surprise some readers and may be questioned by others, but he was the only man in history who was supremely successful on both the religious and secular levels.[64]

قارئین سے ممکن ہے کہ کچھ لوگوں کو تعجب ہو کہ میں نے دنیا جہان کی موثر ترین شخصیات میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو سرِ فہرست کیوں رکھا ہے اور مجھ سے توجیہ طلب کریں گے حالانکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ پوری انسانی تاریخ میں صرف وہی ایک انسان ایسے تھے جو دینی اور دنیوی دونوں اعتبار سے غیر معمولی طور پر کامیاب، کامران اور سرفراز ٹھہرے۔

ناقابلِ فراموش) اگر مقصد کی عظمت، وسائل کی قلت اور حیرت انگیز نتائج! اِن تین باتوں کو انسانی تَعَقُّل وتَفَکُّر کا معیار بلند مانا جائے تو کون ہے جو تاریخ کی کسی قدیم یا جدید شخصیت کو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے مقابل لانے کی ہمت کر سکے۔ لوگوں کی شہرت ہوئی کہ انہوں نے فوجیں بنا ڈالیں، قوانین وضع کرائے اور سلطنتیں قائم کر ڈالیں لیکن غور طلب یہ ہے کہ انہوں نے حاصل کیا کیا، صرف مادی قوتوں کی جمع پونجی وہ تو ان کی آنکھوں کے سامنے لٹ گئی۔ بس صرف یہی ایک ایسا ہے جس نے یہی نہیں کہ فوجوں کو مرتب کیا، قوانین وَضع کئے اور مملکتیں، سلطنتیں قائم کیں بلکہ اس کی نظر کیمیا اثر نے لاکھوں متنفس ایسے پیدا کر دیئے جو اس وقت کی معلوم دنیا کی ایک تہائی آبادی پر مشتمل تھے اور اس سے بھی آگے بڑھ کر انہوں نے قربان گاہوں کو، خداؤں کو، دین و مذہب کے پیروکاروں کو، خیالات وافکار کو، عقائد و نظریات کو بلکہ روحوں تک کو بدل ڈالا۔ پھر صرف ایک صرف کتاب کی بنیاد پر جس کا لکھا ہوا ہر لفظ قانون تھا ایک ایسی روحانی امت کی تشکیل کر دی گئی جس میں ہر زمانے، وطن، قومیت کا حامل فرد موجود تھا۔ وہ ہمارے سامنے مسلم قومیت کی ایک ناقابلِ فراموش خصوصیت یہ چھوڑ گئے کہ صرف ایک آن دیکھے خدا سے محبت اور ہر معبودِ باطل سے نفرت۔[65] (لامارٹن)

جامعیت کبریٰ) الٰہیات، فصاحت وبلاغت میں یکتائے روزگار، رسول (بانی مذہب) آئین و قانون ساز (شارع) سپہ سالار، فاتح اصول و نظریات، معقول، عقائد کو جلا بخشنے والا، بلا تصویر مذہب کے مبلغ، بیسیوں علاقائی سلطنتوں کے معمار، دینی روحانی حکومت کے مؤسس، یہ ہیں محمد رسول اللہ (جن کے سامنے پوری انسانیت کی عظمتیں ہیچ ہیں) اور انسانی عظمت کے ہر پیمانے کو سامنے رکھ کر ہم پوچھ سکتے ہیں، ہے کوئی جو اُن سے زیادہ بڑا، اُن سے بڑھ کر عظیم ہو؟[66] (لامارٹن)

---

64 ((THE 100 A Ranking of the Most Influential persons in history, page 3, Published by Carol Publishing Group)

65 ((Histoire De La A. DE Lamartine, V ol 2, Turquie, page 276-277)

66 ((Histoire De La A. DE Lamartine, V ol 2, Turquie, page 276-277)

بے مثال کارنامہ) کسی انسان نے اتنے قلیل ترین وسائل کے ساتھ اتنا جلیل ترین کارنامہ انجام نہیں دیا جو انسانی ہمت و طاقت سے اس قدر ماوراتھا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنی فکر کے ہر دائرے اور اپنے عمل کے ہر نقشہ میں جس بڑے منصوبہ کو روبہ عمل لائے اُس کی صورت گری (فن میں) بجز اُن کے کسی کی مرہونِ منت نہ تھی اور مٹھی بھر صحرائیوں کے سوا ان کا کوئی مُعاوِن و مددگار نہ تھا اور آخر کار اتنے بڑے مگر دیرپا انقلاب کو برپا کر دیا جو اس دنیا میں کسی انسان سے ممکن نہ ہو سکا کیونکہ اپنے ظہور سے لے کر اگلی دو صدیوں سے بھی کم عرصہ میں اسلام، فکر و عقیدہ اور طاقت و اسلحہ دونوں اعتبار سے سارے عرب پر اور پھر ایک اللہ کا پرچم بلند کرتے ہوئے فارس، خراسان، ماوراءالنہر، مغربی ہند، شام، مصر، حبشہ، شمالی افریقہ کے تمام معلوم علاقوں پر بحر متوسط کے دریاؤں پر اور اُندلس کے ایک حصہ پر بھی چھا گیا۔[67] (لا مارٹن)

تاریخ کی پوری روشنی میں) یہ صحیح ہے کہ تاریخ کی روشنی میں ہم حیاتِ مسیح کے کچھ واقعات دیکھ سکتے ہیں لیکن اُن تیس سالوں سے کون پردہ اُٹھا سکتا ہے جو اُنہوں نے (نبوت سے پہلے) گزارے۔ جو کچھ ہم جانتے ہیں اس نے اگرچہ دنیا کی معلومات میں کسی حد تک اضافہ کر دیا ہے اور آئندہ مزید انکشافات متوقع ہیں تاہم ایک مثالی زندگی کون جانے کتنی قریب ہے کتنی دور! کتنی ممکن ہے اور کتنی ناممکن! ہم ابھی بہت کچھ نہیں جانتے۔ ہم اُن کی ماں کے بارے میں، ان کی گھریلو زندگی میں، ان کے ابتدائی دوست احباب اور ان کے تعلقات باہم کے بارے میں اور اس سلسلہ میں بھلا کیا جانتے ہیں کہ مسندِ نبوت پر وہ بتدریج فائز ہوئے یا وحی پا کر یکدم خدائی مشن کے عامل بن گئے؟ بہر حال کتنے ہی سوال ایسے ہیں جو ہم میں سے اکثر کے ذہنوں سے ٹکراتے ہیں مگر وہ بس سوالات ہیں جواب کے بغیر! البتہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے معاملہ میں صورت یکسر مختلف ہے۔ یہاں ہمارے پاس اندھیروں کے بجائے تاریخ کی روشنی ہے۔ ہم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بارے میں اتنا ہی جانتے ہیں جتنا کہ لوتھر اور ملٹن کے بارے میں، یہاں واقعات کا دامن، خیال محض، قیاس، تخمین و ظن، ماورائے فطرت روایات اور فسانہ و فسوں سے آلودہ ہونے کے بجائے حقائق سے آراستہ ہے اور ہم بآسانی معلوم کر سکتے ہیں کہ اصل حقیقت کیا ہے؟ یہاں کوئی شخص نہ خود اپنے آپ کو دجلو فریب میں مبتلا کر سکتا ہے نہ دوسروں کو۔ یہاں ہر چیز دن کی پوری روشنی میں جگمگا رہی ہے اس میں شک نہیں کہ اُن کی شخصیت کے بہت سے پَرَت (اجزاء) ہیں اور ان میں سے ہر ایک تک ہماری رسائی ممکن نہیں ہے تاہم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی زندگی کے متعلق ہم ہر چیز جانتے ہیں اُن کی جوانی، اُن کی اُٹھان، اُن کے تعلقات، اُن کی عادتیں، ابتدائی حالات اور پہلی وحی کے نازل ہونے تک کا لمحہ، ذہنی سفر اور اِرتقاء وغیرہ۔ نیز اُن کی داخلی، باطنی زندگی کے متعلق بھی اور یہ کہ جب اعلانِ نبوت کر چکے تو پھر ہم ایک ایسی مکمل کتاب پاتے ہیں جو اپنی ابتداء، اپنی حفاظت اور متن وغیرہ کے کئی پہلوؤں کے لحاظ سے بالکل ممتاز و منفرد ہے اور اب تک ایسی کوئی معقول و مستند وجہ سامنے نہیں آئی جس کی بنیاد پر اس کتاب کے خلاف کوئی شدید اعتراض کیا جا سکے۔[68]

(باسورتھ اسمتھ)

[67] ((Histoire De La A. DE Lamartine, V ol 2, Turquie, page 276-277)

[68] ((MOHAMMED AND MOHAMMEDANISM, R BOSWORTH SMITH, PAGE 16 &17, LONDON 1874)

انقلاب، انقلاب، انقلاب) بہر حال مختصراً عرب کے یہ معاشرتی اور مذہبی حالات تھے جن میں اگر ہمیں والٹیر کی زبان کے استعمال کی اجازت دی جائے عرب کا رُخ بدل گیا، انقلاب آگیا، انقلاب بھی کیسا! ایسا انقلاب کہ آج تک کسی سرزمین پر نہیں آیا۔ مکمل ترین اچانک ترین اور سرتاسر غیر معمولی انقلاب۔ [69] (باسورتھ اسمتھ)

مُنْفَرِدْ مقام) تاریخ مذاہب وآدیان [70] میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ایک مُنفرد مقام حاصل ہے وہ نہ ولی تھے نہ فرشتہ (بقول انگریز کے) اور خاص بات یہ ہے کہ انہوں نے جو کچھ بھی کر کے دکھایا اس میں کوئی مافوق البشریت نہ تھی اور ان کی عظیم شخصیت میں انسانی علم کے اعتبار سے کوئی ایسی چیز نہ تھی جو عام حالات میں اُن کو دوسرے مسلمانوں سے ممتاز و ممیز کر سکے۔ [71] (بوڈلے)

سب سے بڑا انسان) دنیا کا سب سے بڑا انسان وہ ہے جس نے دس برس کے مختصر زمانہ میں ایک نئے مذہب، ایک نئے فلسفہ، ایک نئی شریعت، ایک نئے تمدُّن کی بنیاد رکھی، جنگ کا قانون بدل دیا اور ایک نئی قوم پیدا اور ایک نئی طویل العمر سلطنت قائم کر دی لیکن ان تمام کارناموں کے باوجود وہ اُمی اور ناخواندہ تھا وہ کون؟ محمد بن عبداللہ قریشی، عرب اور اسلام کا پیغمبر! اس پیغمبر نے اپنی عظیم الشان تحریک کی ہر ضرورت کو خود ہی پورا کر دیا اور اپنی قوم اور اپنے پیروؤں (پیروکار) کے لئے اور اس سلطنت کے لئے جس کو اس نے قائم کیا ترقی اور دوام کے اسباب بھی خود مہیا کر دیئے۔ [72]

عظیم ومخلص)

A material as well as a spiritual builder who constructed a great nation, a greater empire, and more even than all these, a still greater Faith. True, moreover, because he was true to him- self, to his people, and above all to his God. Recognizing this, he will thus acknowledge that Islam is a profound and true cult, which strives to uplift its votaries from the depths of human darkness upwards into the higher realm of Light and Truth[73].

عظیم محض اس لئے ہیں کہ وہ ایک روحانی پیشوا تھے انہوں نے ایک عظیم ملت کو جنم دیا اور ایک عظیم سلطنت قائم فرمائی بلکہ ان سب سے آگے بڑھ کر ایک عظیم عقیدہ کا پرچار کیا۔ مزید برآں اس لئے بھی (عظیم تھے) کہ وہ اپنے آپ سے بھی مخلص ووفادار تھے، اپنے اُمتیوں سے بھی مخلص تھے اور اپنے اللہ سے بھی

---

69 ((MOHAMMED AND MOHAMMEDANISM, R BOSWORTH SMITH, PAGE 68 & 69, LONDON 1874)

70) ادیان دین کی جمع ہے۔

71 ((1946 Bodley, R.C.V. The Messenger London Page 338)

72) (سیرتِ النبی ﷺ، جلد چھارم، صفحہ ۶۳۲، اسلامی کتب خانہ، فضل الٰھی مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور)

بیروت کے مسیحی اخبار الوطن نے ۱۹۱۱ء میں لاکھوں عرب عیسائیوں کے سامنے یہ سوال پیش کیا تھا کہ دنیا کا سب سے بڑا انسان کون ہے؟ اس کے جواب میں ایک مسیحی عالم (داود مجاعص) نے یہ تبصرہ لکھا تھا۔

73 ((Islam Her Moral and Spiritual Value, Major Arthur Glyn Leonard, Page 21, Luzac & Co, London 1909)

مخلص ووفادار تھے۔ان باتوں کو تسلیم کرتے ہوئے یہ ماننا پڑتا ہے کہ اسلام ایک کامل، سچا مذہب ہے جو اپنے ماننے والوں کو انسانیت کی تاریک گہرائیوں سے نکال کر نور و صداقت کی رفعتوں سے ہمکنار کرتا ہے۔

مقام ومرتبہ) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایک رسول تھے نہ کہ صوفی۔ یہ حقیقت اتنی واضح ہے کہ کوئی کہہ کر بھی شرمندہ ہو جائے وہ جوان کے گرد جمع ہوئے اور جو ملت اسلامیہ کے اوّلین ارکان تھے وہ قانون کی اِطاعت پر، توحید الٰہی پر راضی تھے اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تعلیمات اور اُن کے اُسوہ کی پیروی پر اکتفا کرنے والے تھے۔ وہ مطمئن تھے کہ وہ ایک سیدھے سادھے اور مضبوط دین کے پیرو تھے جو مختصر عبادات اور چند مراسم (رسومات) پر مشتمل تھا۔[74]

(گاڈفرے ڈی ممبائنز)

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ازخود کبھی معصومیت کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ ایک موقع پر تو ایسی وحی نازل ہوئی جس میں انہیں تنبیہ کی گئی کہ اُنہوں نے ایک باعزت شہری سے بات کرنے میں ایک فقیر سے منہ کیوں موڑا؟ پھر انہوں نے اُس وحی کو شائع بھی کیا۔ یہ وہ آخری دلیل ہے جس کی روشنی میں اس بات کی تردید ہو جاتی ہے کہ وہ (نعوذ باللہ) ایک مدعی کاذب (Imposter) تھے جیسا کہ معصوم مسیحی اُس عظیم عرب کو الزام دیتے ہیں۔[75] (لیتھر)

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنا جو مذہبی نظام قائم فرمایا وہ نہ صرف یہ کہ اُن کے اپنے ہم مشربوں کے فہم و ادراک کے مطابق تھا اور اس ملک میں پائے جانے والے رسوم و رواج اور اُن کے ساتھیوں کے جذبات سے ہم آہنگ (موافق) تھا بلکہ اس سے آگے بڑھ کر وہ عام انسانی حالات و نظریات سے بھی ایسی مناسبت و ہم آہنگی (موافقت) رکھتا تھا کہ جس کے نتیجہ میں تمام انسانوں کی نصف سے زیادہ آبادی نے اسے قبول کیا اور یہ سب کچھ چالیس سال سے بھی کم عرصہ میں ہو گیا۔[76]

(کاونٹ ڈی بولین ولیرز)

روشنی) پس وہ روشنی آگئی عربوں کی تاریک روحوں کو منور کرنے کے لئے۔ ایک ایسی تاریکی میں جو موت کی نقیب تھی چکا چوند (شاندار روشنی) پیدا کرنے والی روشنی، زندگی اور آسمانوں کا جاہ و جلال لئے ہوئے، اُس نے اُسے "وحی" کہا اور لانے والے فرشتہ کو جبرئیل اور ہم ابھی تک سوچ رہے ہیں کہ اسے کیا نام دیں؟ یہ خدائے ذوالجلال کی طرف سے اشارہ ہے ہمارے سمجھنے کے لئے۔ کسی چیز کی سچائی اور حقیقت جاننے کی کوشش دراصل ایک روحانی عمل ہے جس میں بارے میں ہر منطق اور قیاس ہوا میں تیر چلانے کے مترادف ہے بقول نوالی ایک خدا پر اعتقاد کا اعلان، کیا ایک معجزہ سے کم تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا وجودِ کامل، جسم و روح اس حقیقت اور سچائی کے نور سے مستنیر (روشن) تھا۔[77] (کارلائل)

---

74 ((London, page 20, Guadefroy (Muslim Institutions Demombynes)

75) (Mohammadism, Lahore 1893, Page 4, Leither, G.W)

76) (Le counte de Boulainvilliers, La vie de Mahomet, Amesterdam,1731, page 143-44)

77) (Carlyle Thomas, The Hero as Prophet, Islam Service League, Bombay,Page 23-24)

نورھی نور) عرب قوم کو یہی نور ظلمتوں سے نکال کر روشنی میں لایا، عرب کو اِسی کے ذریعہ پہلے پہل زندگی ملی، بھیڑوں بکریوں کے چَرانے والے لوگ جو اَزل سے صحراؤں میں بے کھٹکے، بے روک ٹوک گھومتے پھرتے تھے کہ ایک ''ہیر و پیغمبر''ان کی طرف بھیجا گیا۔ایک پیغام کے ساتھ جس پر وہ ایمان لا سکتے تھے اور پھر سب نے دیکھا کہ جو کسی کے نزدیک قابلِ اعتنا (قابل توجہ) نہ تھے دنیا بھر کے لئے قابلِ ذکر بن گئے۔[78] (کارلائل)

عظیم فاتح) فتحِ مکہ کے اس موقع پر یہ بات اُن کے حق میں جائے گی اور وہ قابلِ تعریف ٹھہریں گے کہ اُس وقت جبکہ اہلِ مکہ کے ماضی کے انتہائی ظالمانہ سُلوک پر اُنہیں جتنا بھی طیش (غضب) آتا کم تھا اور ان کی آتشِ انتظام کو بھڑکانے کے لئے کافی تھا مگر اُنہوں نے اپنے لشکر وسپاہ کو ہر قسم کے خون خرابے سے روکا اور اپنے اللہ کے سامنے انتہائی بندگی و عَبدیّتُ کا مظاہرہ کیا اور شکرانہ بجالائے۔ صرف دس بارہ آدمی ایسے تھے جنہیں پہلے سے ہی اُن کے وحشیانہ رویہ کی وجہ سے جلاوطن کر دیا گیا تھا اور اُن میں سے بھی صرف چار کو قتل کیا گیا لیکن دوسرے فاتحوں کے وحشیانہ افعال و حرکات کے مقابلہ میں اسے بہر حال انتہادرجہ کی شرافت وانسانیت سے تعبیر کیا جائے گا (مثال کے طور پر صلیبیوں کے مظالم کہ ۱۰۹۹ء میں فتح یروشلم کے موقع پر اُنہوں نے ستر ہزار سے زائد مسلمان مرد، عورتوں اور بچوں کو موت کے گھاٹ اتار ا یا وہ انگریز فوج جس نے صلیب کے زیر سایہ لڑتے ہوئے ۱۸۷۴ء میں افریقہ کے سنہری ساحل پر ایک شہر کو نذرِ آتش کر ڈالا) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی فتح درحقیقت دین کی فتح تھی، سیاست کی فتح تھی اُنہوں نے ذاتی مفاد کی ہر علامت کو پس پشت ڈالا اور مذہب کے ہر نشان کو مُنتَزِدُ کر دیا اور جب قریش کے متکبر سرداران کے سامنے سر نگوں ہو کر آئے تو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اُن سے پوچھا کہ تمہیں مجھ سے کیا تَوقُّعُ ہے؟ رحم اے سخی وفیاض برادر وہ بولے۔ جاؤ تم سب آزاد ہو اُنہوں نے فرمایا۔[79] (ارتھر گلین)

صاحبِ خُلقِ عظیم) اخلاق وعادات میں وہ حد درجہ سادہ تھے البتہ اپنے معمولات میں وہ بہت محتاط تھے۔ان کا کھانا پینا، ان کا لباس اور فرنیچر وغیرہ وہی معمولی درجہ کا تھا اور ہمیشہ وہی رہا جبکہ وہ اپنی طاقت و حکومت کی معراج تک پہنچے۔اُنہیں تخیّلُ وتَصور کی بے پناہ قوتیں اور صلاحیتیں ودیعت ہوتی تھیں ان کا ذہن رسا تھا اور نازک سے نازک جذبات واحساسات کا پَرتو (جھلک) قبول کر لیتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ پردے کے پیچھے ایک کنواری سے زیادہ باحیا، عِفّتُ مآب اور شرمیلے تھے۔ اپنے چھوٹوں سے انتہائی رعایت کرتے اور یہ پسند نہ کرتے کہ ان کی کمزوریوں کو تلاش کر کے مذاق اُڑایا جائے ان کے خادم انس کہتے ہیں کہ میں دس سال تک اُن کی خدمت میں رہا لیکن اُنہوں نے کبھی اُف تک نہ کہا۔ اُنہیں بچوں سے بہت محبت تھی وہ انہیں راستے میں روک لیتے اور ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے۔ اُنہوں نے زندگی میں کسی کو نہیں مارا اگر کسی کے بارے میں انتہائی برائی بیان کرتے تو بس اتنا کہتے کہ اُسے کیا ہو گیا ہے؟ اس کی پیشانی خاک آلود ہو۔ جب اُن سے کسی کے بارے میں بد دعا کرنے کی درخواست کی جاتی تو فرماتے میں بد دعا کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا ہوں۔ وہ بیماروں کی عیادت کرتے، کوئی جنازہ ہوتا تو پیچھے چلتے، غلام کی دعوت کو بھی قبول کر لیتے، اپنے کپڑوں کی مرمت خود کر لیتے، بکریوں کا دودھ خود دھو لیتے اور دوسروں کا ہمہ تن انتظار کر لیتے، وہ اپنی ازواج کے ساتھ ایک قطار میں بنے ہوئے چھوٹے چھوٹے معمولی مکانوں میں رہتے تھے وہ آگ خود جلا لیتے، فرش کی جھاڑو دے لیتے، تھوڑا بہت کھانا جو کچھ گھر

---

78) (Carlyle Thomas, The Hero as Prophet, Islam Service League, Bombay,Page 53)

79) (Arther Gilman, The Saraceus London 1887, Page 184-5)

میں موجود ہوتا اس میں وہ لوگ ہمیشہ شریک ہوتے جو وہاں موجود ہوتے۔ان کے باہر کے باہر ایک چھپر (صفہ) تھا جہاں ایسے متعدد غریب افراد موجود رہتے جن کا گزر بسر کا تمام تر انحصار اُنہی کی فیّاضی پر منحصر تھا۔[80] (لین پول)

سنجیدگی، اخلاص، وفاداری) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر کارلائل کے خطبات کے بعد سے مغرب کو یہ اچھی طرح معلوم ہو گیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی سنجیدگی پر یقین کرنے کی معقول وجوہات موجود ہیں۔اپنے ایمان وعقیدہ کی خاطر مظالم سہنے کے لئے ہر وقت تیار رہنا، اُن پر اعتقاد رکھنے والوں کا اعلیٰ اخلاق و کردار اور ان کی طرف امام و پیشوا کی حیثیت سے دیکھنا پھر آخر کار ان کی عظمتیں اور کامیابیاں یہ سب دلیل ہیں ان کے اخلاصِ کامل کی اس لئے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ایک مدعی کاذب (Imposter) قرار دینے سے مسائل حل نہیں ہوتے بلکہ اور پیدا ہو جاتے ہیں۔مزید بر آں تاریخ کی کوئی شخصیت ایسی نہیں ہے جسے مغرب میں اس قدر کم سراہا گیا ہو جتنا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو، اس لئے اگر ہم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو کچھ سمجھنے کی نیت رکھتے ہوں تو ضروری ہے کہ ہم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اپنے مشن میں دیانت دار قرار دیں اور مقصد سے ان کے خلوص اور وابستگی کے قائل ہو جائیں۔اگر ہم اُن غلطیوں کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں جو اپنے ماضی سے ہم نے ورثہ میں پائی ہیں تو ہمیں ہر معاملہ میں اُن کے خُلوص اور دیانت کو بہر حال پیشِ نظر رکھنا ہو گا جب تک کہ کوئی الزام اُن کے خلاف پوری طرح ثابت نہ ہو جائے۔[81]

یہ بات اُن کی زندگی کے ہر واقعہ سے ثابت ہے کہ اُن کی زندگی اَغراض و مفاد پرستی سے کلیۃً خالی تھی۔مزید یہ کہ اس بات میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اپنی نگاہوں کے سامنے دین کے مکمل قیام و استحکام اور لا محدود اختیارات حاصل ہو جانے کے بعد بھی انہوں نے اپنی ذات اور "انا" کی تسکین کا کوئی سامان بہم نہیں پہنچایا بلکہ آخر وقت تک اُسی سادہ طرز و انداز کو برقرار رکھا جو اول دن سے اُن کے بود و باش (رہن سہن) سے نُمایاں تھا۔[82] (ڈیون پورٹ)

مشن کی سچائی) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو بلاشک وشبہ اپنے مشن کی سچائی پر یقین تھا وہ اس پر مطمئن تھے کہ اللہ تعالیٰ کے فرستادہ (رسول) ہونے کی حیثیت سے اُنہوں نے ملک کی تعمیر و اصلاح کی ہے۔اُن کا اپنا مشن نہ تو بے بنیاد تھا اور نہ ہی فریب دہی جھوٹ و افترا پر مبنی تھا۔بلکہ اپنے مشن کی تعلیم و تبلیغ کرنے میں نہ کسی لالچ یا دھمکی کا اثر قبول کیا اور نہ زخموں اور تکالیف کی شدتیں اُن کی راہ کی رکاوٹ بن سکیں وہ سچائی کی تبلیغ مسلسل کرتے رہے۔[83]

(ڈیون پورٹ)

سچے رسول) جہالت جس کا مظاہرہ اکثر و بیشتر مسیحیوں کی طرف سے مسلمانوں کے مذہب کے بارے میں ہوتا رہتا ہے افسوس ناک امر ہے۔محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس وقت کی اَقوام میں ایک خدا پر یقین رکھتے تھے اور دوسرے خداؤں کی نفی کرتے تھے انہوں نے بتاکید راست بازی (دیانتداری) اور دین داری کو کردار کا سرچشمہ قرار دیا اور بدرجۂ فرض متعدد نمازوں کی، حی و قیوم خدا کے لئے ادائیگی، تمام انسانوں کی عزت و احترام اور سب کے ساتھ رحم و شفقت برتنے پر

---

[80]) (The Speeaches and Table Talk of the Prophet Muhammad London Page 27,28)

[81]) (Muhammad at Mecca, Page 52, Watt. W. Montgomery)

[82]) (Apology for Mohammad and the Quran, London 1869, Reprint Lahore 1976, Chap 3, Page 133- 134)

[83]) (Apology for Mohammad and the Quran, London 1869, Reprint Lahore 1976, Chap 3, Page 133- 134)

زور دیا۔ ہر قسم کی نشہ آور چیزوں سے پرہیز، ہر معاملے میں عدل وتوازن اور ہر قسم کی تعلیم حاصل کرنے کی تلقین اُن کے دین ومذہب کا حصہ تھی۔ لہٰذا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایک روحانی قوت کے مالک اور ایک سچے رسول تھے۔ مجھے اس بات میں کوئی شبہ نہیں ہے وہ خدا سے ہم کلام ہوتے تھے اور سرچشمۂ روحانی سے ان پر وحی اترتی تھی۔[84] (لنڈسے)

امتحانِ سخت سے گزرے) اُن سے پہلے کوئی پیغمبر اتنے سخت امتحان سے نہ گزرا تھا جیسا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیونکہ منصبِ نبوت سرفراز ہوتے ہی اُنہوں نے اپنے آپ کو سب سے پہلے اُن لوگوں کے سامنے پیش کیا جو اُنہیں سب سے زیادہ جانتے تھے اور جو ان کی بشری کمزوریوں سے بھی سب سے زیادہ واقف ہو سکتے تھے لیکن دوسرے پیغمبروں کا معاملہ برعکس رہا کہ وہ سب جگہ، سب کے نزدیک معزز ومحترم ٹھہرے اِلّا یہ کہ جو اُنہیں اچھی طرح جانتے تھے۔[85] (گبن)

آسمانوں کی بادشاہت زمین پر) اسلام کے ذریعہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے دس سال کے اندر ہی عربوں کی شدید ترین نفرتوں کو، انتقامی جذبات کو، نراج (افراتفری) وانتشار کو، رَقابت وعداوت (دشمنی) کو نکال پھینکا، لا قانونیت، عورتوں کی ذلت، سود خوری، شراب خوری، قتل وغارت گری، دختر کشی (بیٹیوں کے قتل) کی رسوماتِ قبیحہ کا استیصال (مکمل خاتمہ) کیا اور انسانی قربانیوں، سفیہانہ خیالات وتَوَہمات اور مادیت اشیاء پرستی سے نجات دلائی پھر اسی مذہب کے ذریعہ آسمانوں کی اُس بادشاہت کو اُنہوں نے عملاً اس زمین پر قائم کر دیا جس کی بشارت بڑے ذوق وشوق سے جنابِ مسیح نے دی تھی۔[86] (گبن)

ہمہ گیر اصلاح) ممکن ہے یہ سوچا جائے کہ وہ آدمی جس نے اتنی بہت سی اور تادیر قائم رہنے والی اصلاحات قائم کیں، انواع واقسام کی بُت پرستی کے بدلے جس میں لوگ مدتوں سے مبتلا تھے ایک خدا کی عبادت کا داعی بنا، جس نے دُختر کشی (بیٹیوں کے قتل) کی رسمِ قبیح کو مٹایا، شراب اور دوسری نشہ آور اشیاء کو حرام ٹھہرایا، جوئے کی ممانعت، نسبتاً ایک دائرہ میں رہتے ہوئے تعدادِ ازواج کو محدود کیا وغیرہ وغیرہ۔ کیا ہم یہ تصور کر سکتے ہیں کہ اُس کا خدائی مشن اُس کے ذہن کی محض اِختراع تھی اور کیا وہ جھوٹ کو جانتے بوجھتے نبھاتا رہا؟ نہیں ہر گز نہیں! محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو درحقیقت سچے مذہبی ادراکات اور روحانی احساسات حاصل تھے جن کے سبب انہوں نے اپنے مشن کو انتہائی مستقل مزاجی، پامردی واستقلال سے آگے بڑھایا اور نہ اُس کے جھٹلانے جانے کی پرواہ کی نہ اس کی راہ میں مصائب ومشکلات کی۔ یہ سچائی، یہ حق کی معرفت اُنہیں ابتدا سے انتہا تک حاصل رہی یعنی حضرت خدیجہ کے سامنے پہلی وحی کے نزول سے حضرت عائشہ کی باہوں میں آخری سانس لینے تک۔ (ڈیون پورٹ)

عظمتوں کے نشاں) حالات، مواقع اور وقت سب نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ساتھ دیا اور مختلف عوامل نے مل کر ان کی زندگی میں کامیابیوں کی اور ان کے بعد اسلام کی وسیع وترقی کی راہ ہموار کی........ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ذات میں صفات وکمالات کا جو حسین امتزاج موجود تھا اُس کی تین جہتیں

---

84 (Islam, The Holy Prophet and non muslim world, sind sagar Academay Lahore 1976, Page 79,80" بحوالہ مقالہ Muhammad's viewof a future life مطبوعہ "Two Worlds مانچسٹر ۱۰ اگست ۱۹۴۰)

85 ,(Islam, The Holy Prophet and non muslim world , sind sagar Academay Lahore 1976, بحوالہ زوالِ سلطنت روما، صفحہ ۱۰۸)

86 (Islam, The Holy Prophet and non muslim world, sind sagar Academay Lahore 1976, بحوالہ زوالِ سلطنت روما، صفحہ ۷۹،۸۰)

تھیں۔ایک نبوت کا فیضان.......دوسرے سیاست و حکمرانی میں اُن کی بصیرت........اور تیسرے ایک منتظم کی حیثیت سے اُن کی مہارت و حذاقت اور تمام مناصب پر اہل ترین افراد کا انتخاب.........جب کوئی اسلام کی ابتدائی تاریخ اور سیرتِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر جس حد تک نظر ڈالتا ہے وہ اُسی حد تک اُن کی کامیابیوں اور کامرانیوں پر حیران و ششدر رہ جاتا ہے۔حالات نے اُنہیں کس درجہ سازگاری عطا کی اُس طرح کے مواقع تو کسی کو شاذ و نادر حاصل ہوتے ہیں بالکل وقت کی آواز بن کر،ایک پیغمبر اور ایک منتظم کی حیثیتیں اُنہیں اگر حاصل نہ ہوتیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اُن کے پیچھے ایک خدا پر اُنہیں غیر متزلزل اعتقاد نہ ہوتا اور اگر وہ اس یقینِ محکم (پختہ) سے بہرہ ور نہ ہوتے کہ وہ خدا کے فرستادہ (نبی) ہیں تو شاید تاریخ انسانیت کا ایک اہم اور قابل ذکر باب رقم ہو جانے سے رہ جاتا۔[87] (واٹ)

صدق وصفا) یہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے صدق کی دلیل قاطع ہے کہ اُن سے قُربت رکھنے والے لوگ اُن پر ایمان لائے حالانکہ وہ اُن کے اَسرار و رموز (راز) سے پوری طرح واقف تھے اور اگر اُنہیں اُن کی صَداقت میں ذرہ برابر بھی شُبہ ہوتا تو اُن پر وہ ہرگز ایمان نہ لاتے۔(ایچ جی ویلز)

اتمام واکمال) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی وفات کے وقت اُن کا سیاسی کام غیر مکمل نہیں رہا آپ ایک سلطنت کی جس کا ایک سیاسی و مذہب دارالسلطنت مقرر کیا گیا تھا،بنیاد ڈال چکے تھے۔آپ نے عرب کے منتشر قبائل کو ایک قوم بنا دیا تھا،آپ نے عرب کو ایک مشترک مذہب عطا کیا اور اُن میں ایک ایسا رشتہ قائم کیا جو خاندانی رشتوں سے زیادہ مستحکم (پختہ) اور مستقل تھا۔[88]

پیٹر کی کرسی پر کلمہ طیبہ) پیٹر کی کرسی پر کلمہ طیبہ نقش تھا۔روما کے عجائب گھر کے اندر دو کرسیاں روایتی طور پر موجود رہتی تھیں جن میں سے ایک پیٹر کی کرسی کہلاتی تھی اور وہ ہمیشہ خالی رہتی تھی۔۱۷۹۵ء میں نپولین بوناپارٹ کی فوجوں نے جب روما فتح کیا اور پطرس کی کرسی کا معائنہ کیا گیا تو اس پر اسلامی کلمہ ''لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) عربی حروف میں تراشا ہوا پایا۔اس سے متعلق تاریخ کے اصل الفاظ کچھ اس طرح ہیں:

In 1795 the French under Bonaparte occupied Rome, and the chair was investigated. This time there was found the Mohammedan Confession of Faith, in Arabic letters: "There is no deity but Allah, and Mohammed is his Apostle."[89]

مھابھارت) مہابھارت بھی ہندوؤں کی مقدس کتاب ہے اس میں بھی بعض مقامات پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تذکرہ ملتا ہے۔ایک جگہ درج ہے ''کل جگ کے آخر میں کلکی اوتار پیدا ہونے والا ہے'' (مہابھارت شانتی پرادھانیہ: ۳۴۰)

---

87 ((Mohammad Prophet and statesman, Watt W. Montgomery statesman Oxford University Press London 1961, Page 236,237)

88) (لائف آف محمد. مارگولیوتھ. صفحہ۱۷۸ بحوالہ سیرتِ النبی ﷺ. جلد چہارم. صفحہ ۲۳۶. اسلامی کتب خانہ. فضل الٰہی مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور)

89) (Appenden to Ancient symbol worship by westopp to standard wake.By, Mada W blvatsky)

فائدہ) کل جگ سے مراد وہی زمانہ ہے جو قرآن کی زبان میں ''ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ'' (پارہ۲۱،سورۃ الروم،آیت۴۱)

(چمکی خرابی خشکی اور تری میں) سے تعبیر کیا گیا ہے یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے وقت انبیاء ماسبق (جو گزر چکے) کی تعلیمات کو یا تو بھلا دیا گیا تھا یا ان سے بگاڑ پیدا کر دیا گیا تھا۔ اُفقِ عالم پر اندھیری راتوں اور طاغوتی (شیطانی) طاقتوں کے حصار نے اچھے اور بُرے کی تمیز ختم کر دی تھی، لوگ خود تراشیدہ بتوں کی پوجا کرنے لگے تھے، وہ سچائی کو بھول بیٹھے تھے، حلال و حرام کی تمیز ختم ہو کر رہ گئی تھی، عرب کا یہ حال تھا کہ وہاں نہ کوئی ضابطۂ حیات تھا اور نہ وہاں کے رہنے والوں میں اطاعت امیر کا تصور تھا۔ بتوں کی خوشنودی کے لئے انسانوں کو بھینٹ چڑھانا، لڑکیوں کو زندہ در گور کرنے اور اُنہیں مار ڈالنے کا بھی رواج تھا۔ غرض ہر طرف جنگل کا قانون جاری تھا۔ دھرتی کا گوشہ گوشہ انسانوں کے لہو سے لالہ زار بنا ہوا تھا ایسے لوگوں میں جہاں معاشرتی بُرائیاں عام تھیں رہزنی، لوٹ کھسوٹ اور قتل و غارت گری کا بازار گرم تھا اور پورا معاشرہ انتشار اور فساد کی آماجگاہ بن چکا تھا اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی و رسول محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث کیا۔ کلنکی اوتار سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی ذاتِ اقدس ہے کیونکہ ''نشکلنک اوتار'' بھی ہوگا جو دنیا کی حالت درست کرنے کے لئے پیدا ہوگا۔

بھوبشن پران حصہ ۴ پرتی سرگ بردباب ۲۵ صفحہ ۷۵۹، اشلوک ۸۔۱۰، اس کا تذکرہ ان الفاظ میں بھی کیا گیا ہے ''اے دیوتاؤ! سنبل گرام میں یہ کشب پیدا ہوگا وہ دشنو ایشیاء کے نام سے مشہور ہوگا دشنو کیرتی اس کی چہیتی بیوی ہوگی۔

فائدہ) یعنی عرب میں وہ پیغمبر پیدا ہوں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام سے مشہور ہوں گے ان کی چہیتی بیوی کا نام خدیجہ الکبریٰ (اوشنو کیرتی) ہوگا اگرچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات میں آپ کو بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے زیادہ محبت تھی لیکن چہیتی بیوی حضرت خدیجہ ہی تھیں کہ جن کا ذکر سن کر حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رشک کرتیں تھیں۔

ایک سمرتی میں لکھا ہے کہ کلنکی اوتار (یعنی دنیا کا سب سے بڑا اوتار) کی جائے پیدائش کی نشانی یہ ہے کہ اس ملک میں دست آور پتی بہت ہوتی ہے۔

فائدہ) یہ حقیقت ہے کہ سناء مکی جس کی خاصیت یہی ہے کہ مکہ معظمہ میں کثرت سے پیدا ہوتی ہے۔

اسی مفہوم کی عبارت ہندوؤں کی مقدس کتب میں اور بھی کئی جگہوں پر لکھی ہیں۔ پستک بہادروں کے دسویں اسکنڈ میں آپ کے بارے میں جو معلومات ملتی ہیں وہ یہ ہیں:

''زمین کے بیچوں بیچ سورج کی طرف بڑے بڑے خاندان میں خدا کا اوتار ہوگا اس ملک کا پتہ یہ ہے کہ وہاں دست لانے والی پتی ہوگی لوگ اس کے وسیلہ سے پاک ہوں گے، گناہوں سے نجات حاصل کریں گے، اس کا دامن پکڑ کر بڑے دریا کے پار اتریں گے، اُس سرزمین پر جہاں پیارا لڑکا خدا کے قدموں کو چھوڑ کر ظہور کریگا اِن پہاڑوں پر گھاس نہ ہوگی اس کا قول یہ ہوگا کچھ دیا کرو نہیں تو لڑو یا ہماری بات مانو۔ خدا کا نام ہوگا اس کے پاس وہ ایک دفعہ خدا کے پاس جائے گا پھر اُترے گا کاٹنے والا گناہوں کا'' (سمرت وسما سکنت، شہادت الاقوام)

فائدہ) اس عبارت کا اگر تجزیہ کیا جائے تو اس کا مفہوم یہ نکلتا ہے کہ زمین کی ناف (مکہ) جہاں سناء مکی کی بوٹی پیدا ہوتی ہے وہاں ایک عالی و قار رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہوگا جن کے وسیلے سے لوگوں کو گناہوں سے نجات ملے گی اور اُن کے پیروکار سمندر پار کے علاقے تسخیر (فتح) کریں گے اور اُنہیں بارگاہِ الٰہی میں معراج کی سعادت حاصل ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعوتِ حق اس طرح دیں گے کہ اسلام قبول کرو یا جزیہ (ٹیکس) دو اور ہم تمہاری حفاظت کا ذمہ لیتے ہیں ورنہ تلوار تمہارے درمیان فیصلہ کرے گی۔

تائیدِ ربانی) اس تحریر سے صاف واضح ہو جاتی ہے کہ زیرِ غور شخصیت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب نے سلطنتِ روم اور سلطنتِ ایران میں پرچمِ اسلام لہرایا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سفرِ معراج پر لے جایا گیا۔ قرآن کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ط اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ O (پارہ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل، آیت۱)

ترجمہ پاکی ہے اسے جو راتوں رات اپنے بندے کو لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے ارد گرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں بیشک وہ سنتا دیکھتا ہے۔

ہندوؤں کی ایک اور مقدس کتاب پوتھی راما سنگھ را مصنفہ بیاس جی و مترجمہ تلسی داس کانڈ ۱۲ سکنڈ ۲۱۲ میں ہے

وید پران ست مت بھاکوں   نہ پرنہ کچھ بات من راکھوں
برکھ سس دس سندرم ہوئی   نہ کی بعد نہ پاوے کوئی
عرب دیش بھر کتا سہائی   سوتھل بھوم کت سکھ رائی
سمجھو سمت تاکو ہوئی   سندرم دیش تستہ کوئی
سمبت بکرم دووان کا   مہاکوک لسنس چتر پتگا
راج نیت بھوت پریت دھمکارے   این مت سب کو سمجھاوے
چتر سندرم ست چاری   تکنے بتش ہوادے بھوبھاری
تب لگ سندرم چھچھکوئی   بنا محمد(ﷺ)پارنہ ہوئی
تب ہوئے سنگ لنگ اوتارا   مہدی کہے سکل سنسارا
سندرم تمام پھر نہیں ہوئے   تلسی بچن ست مت کورا

فائدہ) یعنی ویدوں اور پرانوں میں لکھا ہے وہی کہوں گا طرفداری اور جانبداری میں کچھ نہیں کہوں گا۔ دس ہزار برس تک ولایت ہوگی اس کے بعد پھر یہ مرتبہ کسی کو نہ ملے گا (نبوت ختم ہو جائے گی) ملکِ عرب میں ایک خوشنما ستارہ ہوگا۔ اچھی شان کی زمین ہوگی، اس سے معجزات کا ظہور ہوگا، سمت بکرماجیت میں سمندروں کی تعداد کے برابر صدی میں پیدا ہوگا، سمندر سات میں اس لئے کہ ساتویں صدی بکرمی میں اندھیری رات میں آفتاب کی مانند چمکے گا، بہت عمدہ

حکمرانی کرے گا، اپنا عقیدہ(دین) سب کو سمجھائے گا، اس کے چار خلفاء ہوں گے، اس کی نسل سے بڑا رعب پیدا ہوگا، اس کے دین کے جاری ہونے سے جو کوئی خدا تک پہنچے گا وہ بغیر محمد(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے وسیلے سے پار نہ ہوگا۔ پھر ایک کامل شخص ہوگا(اس کی اولاد سے) جسے تمام دنیا(اس کو) مہدی کہے گی اس کے بعد پھر ولایت نہ گی یعنی وہ قریب قیامت کے نزدیک آئیں گے۔ تلسی داس سچ کہتا ہے۔

بدھ مت مذہب میں بشارات) ہندوستان بلکہ ایشیائے قدیم کا سب سے قدیم مذہب بدھ مت ہے۔ اس کے بانی گوتم بدھ ہے جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ ۴۸۳ق۔م(قبل مسیح) میں پیدا ہوئے اور ۵۶۳ق۔م(قبل مسیح) میں اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔ گوتم بدھ کے پرستار آج بھی دنیا کے مختلف علاقوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ بدھوں کے پاس کوئی روحانی کتاب نہیں جو کچھ بھی ہے وہ گوتم بدھ کے مکالموں اور خطبات کی صورت میں ہے۔ گوتم بدھ کے بارے میں ایک مشہور واقعہ ہے کہ جب وہ اس دنیا سے جانے لگا تو اس کے ایک بھکشو(شاگرد) نے پوچھا کہ اس کے بعد دنیا کو کون تعلیم دے گا؟ اس کے جواب میں گوتم بدھ نے کہا" نندہ! میں پہلا بدھ نہیں ہوں جو زمین پر آیا نہ آخری بدھ ہوں اپنے وقت پر دنیا میں ایک بدھ آئے گا، پوتر، سندر، پردے والا، کرم کار، بے مثال، جو زندگی کے حقائق میں ظاہر کرتا ہوں وہ بھی ظاہر کریگا اور میری طرح ایک مکمل نظریۂ حیات کا پرچار کرے گا"

بھگ شوندہ نے پوچھا اس کو کس طرح پہنچانیں گے؟ بدھ نے کہا" متریا کے نام سے موسوم ہوگا" (اقتباس اخبار لیڈر الہ آباد، ۱۲۶ کتوبر ۱۹۳۰ء)

فائدہ) متریا سنسکرت کا لفظ ہے جس کے لغوی معنی ہیں دوستی، خیر خواہی، رحم والا، محبت والا، ہمدردی والا، شفقت والا، مخلوق کی خیر خواہی کرنے والا اور رحمت والا۔ یہ تمام صفات ہادی اعظم حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بدرجۂ اتم پائی جاتی ہیں۔ رحمت والا جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک لقب ہے قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ○ (پارہ۱۷، سورۃ الانبیاء، آیت۱۰۷)

یعنی اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔

اس کے علاوہ بھی اس پیشین گوئی میں جو الفاظ ہیں وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پوری طرح صادق آتے ہیں نیز مکمل نظامِ حیات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی نے دیا جبھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اقوامِ عالم کو وہ پیغام دے چکے جس سے ان کی دنیوی اور اُخروی فلاح وابستہ تھی اور یہ پیغام مکمل نظامِ حیات کی صورت میں تھا تو یہ آیت نازل ہوئی:

اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلٰمَ دِیۡنًا۔ (پارہ۶، سورۃ المائدہ، آیت۳)

یعنی آج میں تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔

پارسی مذہب میں بشارات) پارسیوں کی مذہبی کتاب "دساتیر" جو ان کے نزدیک مُستند کتاب ہے اس کے دو حصے ہیں "خورد دساتیر" اور "کلاں دساتیر" ان دساتیر کی جلدوں میں ۱۶ خطوط ہیں جو علیحدہ علیحدہ پارسیوں کے پیشواؤں کی طرف منسوب ہیں اس میں ساسانِ اول کے نامہ مبارک میں یہ لکھا ہے:

نامہ شت ساسان نخست آیۃ (۵۴)(بہ زبان ژند) کے مطابق:

★چم چم کا جام کند ہرتوارجیام درتارہ ہتبال ہلورچوں چنیں(۵۴)

★یوہزارتسامام ہوتاک و نیزتاک ومیراک سردم ارتدکہ از پیردان(۵۵)

★بیر ن فرشائے تیماروسیماروگوار آبادلی جوارہدہ ستا بنید بجائے پیکر(۵۶،۵۷)

★دتدراہند شائے سیمارام مدیر دانتورام ہام دنیفوویتواک دشابام شنما درباز ستانند جائے آتش کدہ ہائے دگردہائے ان توس وبلخ وبابائے دبابائے بزرگ(۵۸،۵۹)

اس نامہ مبارک کا فارسی میں بھی ترجمہ ہوا جو یوں ہے:

چوں ایرانباں چنیں کارہا کنند ازتازیان مردے پیداشود ازپردان اودیہیم وتخت وکشورو آئین ہمہ بر افتد دشوند سرکشان زیروستان بینند بجائے پیکرگاؤ آتش کدہ آبادے بے پیکرشدہ نمازبروں سووبازستانند جائے آتش کدہ ہائے مدائن دگرد ہائے آں وطوس وبلخ وجائے بزرگ۔

یعنی جب ایرانیوں میں خرابیاں پیدا ہوں گی اور وہ بُرے افعال کریں گے تو عرب میں ایک مردِ کامل (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پیدا ہوگا جن کے پیروکار ایران کے تاج وتخت اور قوانین کو مٹا دیں گے اور بڑے بڑے سرکش زبردست لوگ زیرِ دست (تابع) ہو جائیں گے۔ تم دیکھو گے کہ بُت خانہ اور آتش کدہ کی جگہ پر بے تصویر خانہ کعبہ ہوگا اور اس کی جانب نماز پڑھی جائے گی یہی نہیں (لوگ، مسلمان) شہروں کے آتش کدے اور ان کے قرب وجوار میں اور طوس اور بلخ اور بڑے بڑے مقامات اپنے قبضہ میں کرلیں گے۔ (سفرنگ دساتیر، صفحہ۱۸۸ مطبوعہ ۱۲۸۰ھ، آیت ۵۴تا۶۰)

زرتشت مذہب کے ایک بڑے عالم حکیم جاپاس نامی گزرے ہیں جنہیں ستارہ شناسی میں خاص ملکہ حاصل تھا انہوں نے گشتاشب شاہِ ایران کے حکم سے نجوم کی ایک کتاب "جاپاس نامہ" تیار کی اس کتاب میں وہ لکھتے ہیں:

"جب ستارے خانہ آتشی برج حمل میں جمع ہو جائیں گے زہرہ برج حمل میں ہوگا، آفتاب برج ثور اور برج جوزا دونوں میں اور مریخ برج دلو میں ہوگا تو اس وقت ایک مردِ کامل سرزمین عرب سے نکلے گا جو نسل ہاشمی سے ہوگا۔ بزرگ سر مقدس وجود جو اپنے جد کے مذہب پر ہوگا اور سپاہِ کثیر کے ہمراہ ایران پر حملہ کرے گا اور گویا ایران کو از سرِ نو آباد کرے گا۔ زمین اس کے انصاف سے بھر جائے گی حتّٰی کہ بھیڑئے بکری کے ساتھ پانی پئیں گے۔

فائدہ) اس سے زیادہ واضح الفاظ میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت مبارکہ کی پیشین گوئی اور کیا ہو سکتی ہے۔

حضرت عبدالمطلب کی نسل سے نبی کا پیدا ہونا) خارجۃ بن عبداللہ بن کعب بن مالک از پدر خود روایت کردہ است کہ جمعے ازپیران قوم ما گفتند کہ بقصد عمرہ بمکہ میرفتیم یہودی باسم تجارت باماہمراہ شدچون بمکہ رسیدیم آن یہودی عبدالمطلب رادید گفت مادرکتب خودکہ تغیروتبدیل رابدان راہ نیست یافتہ ایم کہ ازنسل این مرد پیغمبرے بیرون آید کہ وے وقوم وی مارا بکشند ہمچون کشتن قوم عاد[90]

[90] (شواھد النبوۃ، رکن اول درشواھد ودلائل کہ پیش از ولادت ظاہر شد، صفحہ۱۷و۱۸، مطبع نولکشور لکھنؤ)

یعنی خارجہ بن عبداللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ ہماری قوم کے چند بزرگوں نے بیان کیا کہ ہم مکہ مکرمہ میں بغرضِ عمرہ جارہے تھے کہ ایک یہودی تجارت کے بہانے ہمارے ساتھ ہولیا۔ جب ہم مکہ پہنچے تو اس یہودی نے حضرت عبدالمطلب کو دیکھ کر کہا ہم نے اپنی کتابوں میں جن میں تغیر و تبدل کا شائبہ تک نہیں یہ چیز دیکھی ہے کہ اس شخص کی نسل سے ایک پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوگا وہ خود اور اُس کی قوم ہمیں قومِ عاد کی طرح قتل کرے گی۔

ورقہ بن نوفل اور زید بن عمر کا طلبِ دین کے لئے سفر) حضرت ورقہ بن نوفل اور زید بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے دین کی طلب کے لئے سفر کیا یہاں تک کہ وہ موصل (علاقہ) کے ایک راہب کے پاس پہنچے۔

راھب: (حضرت زید کو مخاطب کرکے) تم کہاں سے آئے ہو؟

زید: (جواب دیتے ہوئے) بیت ابراہیم یعنی مکہ مکرمہ سے۔

راھب: یہاں کیسے آئے ہو؟

زید: دینِ حق کی تلاش میں

راھب: اِرْجِعْ فَإِنَّهٗ يُوْشِكُ اَنْ يَظْهَرَ الَّذِىْ تَطْلُبُ فِىْ أَرْضِكَ۔

واپس چلے جاؤ جس کی تم کو تلاش ہے اس کے ظہور کا وقت قریب آگیا ہے اور اس کی بعثت تمہاری سرزمین میں ہی ہوگی۔[91]

ھارون علیہ السلام کی اولاد کا مدینہ منورہ میں قیام کرنا) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب بنی اسرائیل بختِ نصر کے قہر و غصہ سے ڈر کر منتشر ہوگئے تو ان سے حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد سے ایک ایسی جماعت تھی **"درکتابهای خود نعت رسول را صلی الله علیه وآله وسلم خوانده بودند"** جنہوں نے ہمارے آقا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت و توصیف اپنی کتابوں میں پڑھی تھی ان کو معلوم ہوگیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور عرب کے اس گاؤں میں ہوگا جہاں کھجوروں کے درخت کثرت سے ہوں گے اُنہوں نے شام کے علاقہ کو خیرباد کہا اور شام اور یمن کے درمیان جتنے قصبے واقعہ تھے ان کو دیکھتے جاتے لیکن ان کو کھجوروں کے درخت یثرب (مدینہ منورہ) کے سوا کسی جگہ بھی نظر نہ آئے پس وہ وہاں پر ہی اِقامت گزیں ہوگئے اس اُمید پر کہ نبی آخرالزمان محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوں اور ان کی اتباع کریں لیکن اُنہیں اس یقین اور ایمان کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے ہی موت آگئی۔ اُنہوں نے اپنی اولاد کو وصیت

---

91) (دلائل النبوة للبيهقى. باب ماجاء فى اخبار الأخبار والرهبان قبل أن يبعث الله النبى ﷺ رسولًا الخ. ذكر حديث زيد بن عمرو بن نفيل الخ. السفر الثانى. الصفحة ١٢٤، دار الريان للتراث القاهرة)

(الخصائص الكبرى. باب أخبار الاحبار والرهبان به قبل مبعثه. الجزء الاول. الصفحة ٤٤. دار الكتب العلمية بيروت)

(الوفا بأحوال المصطفى. الباب الرابع فى بيان ذكره فى التوراة والانجيل وذكر أمته واعتراف علماء الكتاب بذلك. الصفحة ٣٩. دار الكتب العلمية بيروت)

(شواهد النبوة. ركن ثانى دربيان انچه از مولد تا مبعث ظاهر شده است. صفحه ٣٢. مطبع نولكشور لكهنؤ)

کردی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائیں اور آپ کی متابعت کریں لیکن بدقسمتی سے ان کے بعض فرزند حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ پانے اور ان کو پہچاننے کے باوجود بھی ایمان نہ لائے۔[92]

کعب بن لوی کا خطبہ میں ذکر مصطفی کرنا) حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کعب بن لوی بن غالب نے جس کی موت نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پانچ سو ساٹھ سال پہلے ہوئی اہلِ تورات وانجیل سے ذکر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت اور تعریف بیان کیا کرتا تھا اُس کے کلام میں یہ شعر بھی جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کا ذکر ہے موجود ہے،

علی غفلة یأتی النبی محمد　　　فیخبر أخبارا صدوق خبیرھا[93]

ترجمہ: جب لوگ غفلت اور جمود میں ہوں گے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائیں گے جن کے صادق اور خبیر ہونے کی خبر سابقہ کتابوں نے بھی دی ہے۔

تورات میں سیرتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نامِ نامی اسم گرامی تورات میں ان الفاظ میں موجود تھا:

الضحوک القتال یرکب البعیر ویلبس الشملة ویجتزی بالکسرة سیفه علی عاتقه

''ضحوک'' کا معنی یہ ہے کہ ہمیشہ متبسم نظر آئیں گے کریم النفس ہوں گے اور جو بھی ان کے سامنے آئے گا اِس سے اُن کی طبیعت مُنْقَبِض (تنگ) نہ ہوگی اور کبھی ایسا ہوگا کہ تبسم فرماتے ہوئے ان کے آخری دانت ظاہر ہو جائیں گے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں مزاح بھی کرتا ہوں لیکن صرف سچی بات ہی بیان کرتا ہوں۔ ''قتال'' کے معنی یہ ہیں کہ آپ دشمنانِ خدا پر حریص تھے اور ''سیفه علی عاتقه'' کے یہ معنی ہیں کہ آپ اپنی شجاعت کی وجہ سے ہمیشہ تلوار بدوش ہوں گے اور اپنے نفس سے جہاد کریں گے۔[94]

یہودیوں کا اپنے بچوں کو شانِ محمدی بتانا) ابن ابو نملۃ نے روایت کی ہے کہ

---

92) (شواھد النبوۃ، رکن اول دربیان شواھد ودلائل کہ پیش از ولادت آنحضرت ظاھر شدہ است، صفحہ۱۵، مطبوعہ نولکشور لکھنؤ)

(الخصائص الکبری، باب أخبار الاحبار والرھبان بہ قبل مبعثہ، الجزء الاول، الصفحة۴۴، دار الکتب العلمیة بیروت)

93) (الخصائص الکبری، باب أخبار الاحبار والرھبان بہ قبل مبعثہ، الجزء الاول، الصفحة۴۶، دار الکتب العلمیة بیروت)

(الوفا باحوال المصطفی، الباب الخامس فی اعلام کعب بن لؤی بن کعب بن غالب ببعثة رسول اللہ ﷺ لما کان یسمع من أهل الکتاب، صفحہ۶۸، دار الکتب العلمیة بیروت)

(شواھد النبوۃ، رکن اول دربیان شواھد ودلائل کہ پیش از ولادت آنحضرت ظاھر شدہ است، صفحہ۱۶، مطبوعہ نولکشور لکھنؤ)

94) (شواھد النبوۃ، رکن اول در شواہد ودانائی کہ پیش از ولادت ظاہر شدہ، صفحہ۹، مطبع منشی نولکشور لکھنؤ)

كانت يهود بنى قريظة يدرسون ذكر رسول الله (صلى الله عليه وسلم) فى كتبهم ويعلمونه لولدان بصفته واسمه ومهاجره إلينا المدينة فلما ظهر رسول الله (صلى الله عليه وسلم) حسدوا وبغوا وأنكروا[95]

یعنی بنو قریظہ قبیلہ کے یہودی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر مبارک کا جو ان کی کتابوں میں ہے درس دیا کرتے تھے اور اپنے بچوں کو آپ کی صفات، اسم مبارک اور مدینہ منورہ میں ہجرت کے متعلق بتاتے تھے مگر جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوئے تو اُنہوں نے حسد کی وجہ سے انکار کر دیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت گاہ)

عن محمد بن سلمة قال لم يكن فى بنى عبد الاشهل الا يهودى واحد يقال له يوشع فسمعته يقول وإنى لغلام قد أظلكم خروج نبى يبعثمن نحو ہذا البيت ثم شار بيده إلى مكة فمن أدركه فليصدقه فبعث رسول الله (صلى الله عليه وسلم) فأسلمنا وہو بين أظهرنا فلم يسلم حسدا أو بغيا[96]

یعنی حضرت محمد بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ بنی عبدالاشہل میں ایک یوشع نامی یہودی تھا۔ میں نے بچپن میں اس کی زبان سے بیت اللہ شریف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سنا کہ یہاں سے ایک نبی عنقریب مبعوث ہو گا جو اس نبی کو دیکھے گا اُس کی تصدیق کرے گا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ افروز ہوئے تو ہم سب مسلمان ہو گئے لیکن وہ یوشع حسد اور نافرمانی کی وجہ سے مسلمان نہ ہوا۔

یہودیوں کا ذکر رسول کرنا) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ابو مالک بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ اُنہوں نے کہا میں قبیلہ بنو قریظہ کے یہود کے پاس آیا: فأخذوا جميعا فتذا كروا النبى (صلى الله عليه وسلم)[97]

یعنی تو وہ سب (یہود) نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر خیر کر رہے تھے۔

ابو عامر راہب کا شانِ مصطفی بیان کرنا)

عن عمارة بن خزيمة بن ثابت عن أبيه قال ما كان فى الأوس والخزرج رجل أوصف لمحمد (صلى الله عليه وسلم) من أبى عامر الراہب كان يألف اليهود ويسائلهم عن الدين ويخبرونه بصفة رسول الله (صلى الله عليه وسلم) وأن ہذه دار ہجرته ثم خرج إلى يهود تيماء فأخبروه بمثل ذلك ثم خرج إلى الشام فسأل النصارى فأخبروه بصفة النبى (صلى الله عليه

---

95) (الخصائص الكبرى، باب أخبار الاحبار والرهبان به قبل مبعثه، الجزء الاول، الصفحة۴۶، دار الكتب العلمية بيروت)
(الطبقات الكبير لابن سعد، ذكر علامات النبوة فى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قبل أن يوحى اليه، الجزء الاول، الصفحة ۱۳۴، مكتبة الخانجى بالقاهرة)
(الوفا بأحوال المصطفى، الباب الرابع فى بيان ذكره فى التوراة والانجيل وذكر أمته واعتراف علماء الكتاب بذلك، الصفحة ۳۵، دار الكتب العلمية بيروت)

96) (الخصائص الكبرى، باب أخبار الاحبار والرهبان به قبل مبعثه، الجزء الاول، الصفحة۴۶، دار الكتب العلمية بيروت)
(الوفا بأحوال المصطفى، الباب الرابع فى بيان ذكره فى التوراة والانجيل وذكر أمته واعتراف علماء الكتاب بذلك، الصفحة ۳۶، دار الكتب العلمية بيروت)

97) (الخصائص الكبرى، باب أخبار الاحبار والرهبان به قبل مبعثه، الجزء الاول، الصفحة۴۶، دار الكتب العلمية بيروت)
(الوفا بأحوال المصطفى، الباب الرابع فى بيان ذكره فى التوراة والانجيل وذكر أمته واعتراف علماء الكتاب بذلك، الصفحة ۳۶، دار الكتب العلمية بيروت)

وسلم) وأن مهاجره يثرب فرجع أبو عامر وہو يقول أنا على دين الحنيفية فأقام مترہبا ولبس المسوح وزعم انه على دين ابراہیم عليه السلام وأنه ينتظر خروج النبی (صلی اللّٰه عليه وسلم) [98]

یعنی حضرت عمارہ بن خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اُوس اور خَزرج قبائل میں سب سے زیادہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات بیان کرنے والا ابو عامر راہب تھا۔ یہ یہودیوں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عقیدت اور محبت کا اظہار کرتا تھا اور اُن کو اُن کے دین کے متعلق بتاتا تھا نیز بتایا کہ مدینہ منورہ اُن کی ہجرت گاہ ہے پھر وہ تیما کے یہودیوں کے پاس گیا اور ان کو بھی یہی باتیں بتائیں پھر وہ ملکِ شام میں گیا اور ان کو بھی یہی بتایا۔ ابو عامر جب واپس آیا تو اُس نے کہا میں سیدھے دین پر ہوں اور وہ راہب بن کر ہی زندگی گزارتا رہا اور کھدر کے کپڑے پہنتا تھا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کا انتظار کر رہا تھا۔

★ابو عامر دولتِ ایمان سے محروم رہا۔ حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غسیل الملائکہ ابو عامر کے لڑکے تھے۔[99]

یہودی ہمسایہ کا بیان) سلمہ بن سلامہ بن وقش بیان کرتے ہیں کہ بنی عبد الاشہل یہودیوں کے قبیلہ میں سے ایک یہودی ہمارا ہمسایہ تھا وہ ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے قبل ہمارے پاس آیا میں ان دنوں جوان تھا۔ اُس یہودی نے قیامت، حساب، میزان، جنت اور دوزخ کا ذکر کیا نیز کہا کہ مشرکین اور بت پرستوں کو معلوم نہیں کہ ایک دن مرنے کے بعد زندہ ہونا ہے اور بارگاہِ الٰہی میں پیش ہونا ہے۔ مشرکین نے اُس سے پوچھا کہ کیا تمہارا یہ عقیدہ ہے کہ مرنے کے بعد لوگوں کو زندہ کیا جائے گا اور ان کو اپنے اعمال کی وجہ سے جنت اور دوزخ کے مقام میں بھیجا جائے گا تو اس یہودی نے کہا ہاں یہ سب کچھ ہوگا تو مشرکین نے پوچھا کہ یہ سب کچھ کب ہوگا۔

''قَالَ نَبِیٌّ یُبْعَثُ مِنْ نَحْوِ هٰذِهِ الْبَلَادِ وَاَشَارَ بِيَدِهٖ نَحْوَ مَكَّةَ وَالْيَمَنِ''

ترجمہ: تو یہودیوں نے مکہ مکرمہ اور یمن کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ جب ایک نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان شہروں میں مبعوث ہوں گے۔

اس پر مشرکین نے پوچھا کہ اُس نبی کو ہم کب دیکھیں گے تو اُس نے میری (سلمہ بن سلامہ) کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ جب یہ لڑکا بڑھاپے کو پہنچ جائے گا۔ سلمہ بن سلامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کچھ عرصہ گزرا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور وہ خبر دینے والا یہودی بھی اُس وقت زندہ تھا تاہم آپ پر ایمان لائے مگر وہ محروم ہی رہا۔[100]

---

98) ((الخصائص الکبری، باب اخبار الاحبار والرہبان به قبل مبعثه، الجزء الاول، الصفحة ۴۸، دار الکتب العلمية بيروت)

(الوفا باحوال المصطفیٰ، الباب الرابع فی بيان ذكره فی التوراة والانجيل وذكر امته واعتراف علماء الكتاب بذلك، الصفحة ۳۶، دار الکتب العلمية بيروت)

(مدارج النبوت، باب چهارم در ذکر آنحضرت ﷺ درکتب سابقه وتعظیم الخ، جلد اول، صفحه ۱۲۳، در مطبع فیض منشی نولکشور بهار)

99) (مدارج النبوت، باب چهارم در ذکر آنحضرت ﷺ درکتب سابقه وتعظیم الخ، جلد اول، صفحه ۱۲۴، در مطبع فیض منشی نولکشور بهار)

100) (الوفا باحوال المصطفیٰ، الباب الرابع فی بيان ذكره فی التوراة والانجيل وذكر امته واعتراف علماء الكتاب بذلك، الصفحة ۴۰، دار الکتب العلمية بيروت)

یہودی کا حلیہ مصطفی بیان کرنا) علامہ ابن جریر طبری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:

عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ يَقُولُ أَنَا أَنْتَظِرُ نَبِيًّا مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ، ثُمَّ مِنْ بَنِي عَبْدِ المطلب ولا أراني ادركه، وانا أومن بِهِ وَأُصَدِّقُهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، فَإِنْ طَالَتْ بِكَ مُدَّةٌ فَرَأَيْتَهُ، فَأَقْرِءْهُ مِنِّي السَّلامَ، وَسَأُخْبِرُكَ مَا نَعْتُهُ حَتَّى لا يَخْفَى عَلَيْكَ! قُلْتُ هَلُمَّ، قَالَ هُوَ رَجُلٌ لَيْسَ بِالْقَصِيرِ وَلا بِالطَّوِيلِ، وَلا بِكَثِيرِ الشَّعْرِ وَلا بِقَلِيلِهِ، وَلَيْسَتْ تُفَارِقُ عَيْنَيْهِ حُمْرَةٌ، وَخَاتَمُ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ، وَاسْمُهُ أَحْمَدُ، وَهَذَا الْبَلَدُ مَوْلِدُهُ وَمَبْعَثُهُ، ثُمَّ يُخْرِجُهُ قَوْمُهُ مِنْهَا، وَيَكْرَهُونَ مَا جَاءَ بِهِ، حَتَّى يُهَاجِرَ إِلَى يَثْرِبَ فَيَظْهَرُ أَمْرُهُ، فَإِيَّاكَ أَنْ تُخْدَعَ عَنْهُ، فَإِنِّي طُفْتُ الْبِلادَ كُلَّهَا أَطْلُبُ دِينَ إِبْرَاهِيمَ، فَكُلُّ مَنْ أَسْأَلُ مِنَ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى وَالْمَجُوسِ يَقُولُونَ هَذَا الدِّينُ وَرَاءَكَ، وَيَنْعِتُونَهُ مِثْلَ مَا نَعَتُّهُ لَكَ، وَيَقُولُونَ: لَمْ يَبْقَ نَبِيٌّ غَيْرُهُ قَالَ عَامِرٌ فَلَمَّا أَسْلَمْتُ أَخْبَرْتُ رَسُولَ اللَّهِ قول زيد ابن عَمْرٍو وَأَقْرَأْتُهُ مِنْهُ السَّلامَ، (فَرَدَّ عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰه، وَتَرَحَّمَ عَلَيْهِ، وَقَالَ قَدْ رَأَيْتُهُ فِي الْجَنَّةِ يَسْحَبُ ذُيُولا)[101]

یعنی عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مجھ سے زید بن عمرو بن نفیل کہا کرتا تھا کہ میں اولادِ اسماعیل میں ایک نبی مبعوث ہونے کا منتظر ہوں اور ان میں سے بھی عبدالمطلب کی اولاد میں سے ہو گا مجھے علم ہے کہ میں اتنی دیر تک زندہ نہ رہوں گا کہ ان کو پاسکوں اور ان پر ایمان لاؤں اور ان کی نبوت کی شہادت دوں اور ان کی تصدیق کر سکوں البتہ اگر تم اُس وقت تک زندہ رہو اور ان کو دیکھو تو ان کو میرا اسلام کہنا۔ میں ان کا حلیہ تم کو بتائے دیتا ہوں تاکہ تم کو ان کی شناخت کرنے میں کوئی دشواری نہ ہو تو میں نے کہا حلیہ بتایئے تو اُس نے کہا کہ وہ نہ کوتاہ قامت ہوں گے نہ دراز قامت، نہ اُن کے سر کے بال بہت گھنے ہوں گے اور نہ جھڑ یے، ان کی آنکھوں میں سرخی ہو گی، مہر نبوت ان کے شانوں کے بیچ میں ہو گی، نام احمد ہو گا، اسی شہر میں وہ پیدا اور مبعوث ہوں گے، پھر ان کی قوم ان کو یہاں سے نکال دے گی اور اُن کی تعلیم کو پسند نہ کرے گی پھر وہ یثرب کو ہجرت کر جائیں گے وہاں ان کی بات بن جائے گی دیکھو تم ان کے متعلق دھوکہ میں نہ آجانا۔ میں دینِ ابراہیم کی تلاش میں دنیا بھر میں پھرا ہوں جس یہودی، عیسائی اور مجوسی سے میں نے دینِ ابراہیم کے متعلق پوچھا تو اُس نے مجھ سے یہی کہا کہ وہ تو تمہارے وطن میں ہے اور اُنہوں نے آنے والے نبی کی وہی صفات عیاں کیں جو میں نے تم کو بتائی ہیں وہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اب صرف وہی نبی ہی مبعوث ہوں گے۔

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ راوی ہیں فرماتے ہیں کہ جب میں اسلام لایا تو زید بن عمرو کا قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا اور اس کا سلام عرض کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا جواب دیا اس کے لئے رحمت کی دعا فرمائی نیز فرمایا کہ میں نے زید بن عمر کو جنت میں خوب راحت کے ساتھ دیکھا ہے۔

[101] (الطبقات الکبیر لابن سعد، ذکر علامات النبوۃ فی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم قبل أن یوحی الیہ، الجزء الاول، الصفحۃ ۱۳۶، مکتبۃ الخانجی القاھرۃ)

حضرت عاصم بن قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بنو قریظہ کے ایک عمر رسیدہ شخص نے مجھ سے کہا کہ کیا تم کو ثعلبہ بن سعید، اسد بن سعید، اسد بن عبید اور بنی ہزل کی ایک جماعت کے مسلمان ہونے کے سبب کے متعلق کچھ علم ہے۔ میں نے اس کا نفی میں جواب دیا تو اُس شخص نے مجھے اُن کے اسلام لانے کا سبب یہ بتایا کہ شام کے یہود میں سے ابن الہیبان ایک شخص تھا۔ زمانۂ اسلام سے کچھ عرصہ پہلے وہ آیا اور ہمارے پاس آکر ٹھہرا اُس کی نیکی، پرہیزگاری اور بزرگی کا یہ عالم تھا کہ ہم نے اس سے بڑھ کر کسی شخص کو پانچ نمازیں اس خُضوع اور خُشوع سے پڑھتے نہیں دیکھا۔ جب کبھی بارش کا قحط پڑتا تو ہم اس کے پاس آتے اور وہ بارش کے لئے دعا کرتا تو بارش ہو جاتی۔ جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اُس نے کہا:

يامعشر يهود ماترون أخرجني الى أرض الجوع والبؤس؟

یعنی اے گروہ یہود کیا تم جانتے ہو کہ مجھے کون سی چیز اس بھوک اور تکلیف والی سرزمین پر لائی؟

ہم نے اس کو جواب دیا کہ تم بہتر جانتے ہو تو اس نے کہا:

فانى قدمت هذه البلدة أتوكف خروج نبى قد أظل زمانه هذه البلدة مهاجره وكنت أرجو أن يبعث فأتبعه وقد أظلكم زمانه فلا تسبقن اليه يامعشر اليهود فانه يبعث بسفك الدماء وسبى الذرارى والنساء مما خالفه. فلا يمنعكم ذلك منه

یعنی میں اس شہر میں صرف اس لئے آیا تھا کہ یہ شہر اس نبی آخر الزمان کی ہجرت گاہ ہے جو عنقریب ہجرت فرمانے والے ہیں مجھے اُمید تھی کہ شاید وہ میری زندگی میں ہی مبعوث ہو جائیں گے تو میں ان پر ایمان لا کر ان کی اتباع کروں گا مگر ایسا نہ ہوا۔ اب تمہارے لئے وہ موقع آئے گا دیکھنا ان پر ایمان لانے میں کوئی تم سے پہل نہ کر جائے بلاشبہ ان کو اپنے دشمنوں سے جنگ بھی کرنا پڑے گی اور ان کو عورتوں اور بچوں کو قید بھی کرنا پڑے گا مگر ان کا یہ برتاؤ اور رویہ تمہیں ان پر ایمان لانے سے روک نہ دے۔

فلما بعث الله رسوله ﷺ وحاصر بنى قريظة قال هؤلاء الفتية وكانوا شباناً أحداثاً يابنى قريظة والله انه النبى الذى عهد اليكم فيه ابن الهيبان فنزلوا فأسلموا وأحرزوا دمائهم وأموالهم وأهليهم[102]

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے اور وہ وقت آیا کہ آپ نے بنو قریظہ کا محاصرہ فرمایا تو ثعلبہ بن سعید، اسد بن سعید، اسد بن عبید نے کہا اے بنو قریظہ خدا کی قسم بیشک یہ وہ نبی ہیں جس کے متعلق تم نے ابن الہیبان سے وعدہ کیا تھا پس وہ قوم سے نکلے اور مسلمان ہو گئے اور اپنی جانوں اور مالوں کی حفاظت کرنے لگے۔

102) (الطبقات الكبير لابن سعد، ذكر علامات النبوة فى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قبل أن يوحى اليه. الجزء الاول. الصفحة ١٣٤، مكتبة الخانجى القاهرة)

(الوفا باحوال المصطفى. الباب الرابع، فى بيان ذكره فى التوراة والانجيل وذكر أمته واعتراف علماء الكتاب بذلك، صفحه ٤٩، دار الكتب العلمية بيروت)

یهودی کے بچے کا تورات میں شانِ مصطفوی کا اقرار کرتے ہوئے مسلمان ہوجانا) ابو صخر العقیلی فرماتے ہیں کہ اَعرابیوں (دیہاتیوں) میں سے ایک اَعرابی (دیہاتی) نے مجھے بتایا کہ امام الانبیاء محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک یہودی کے پاس سے گزرے اس کے پاس ایک رجسٹر ڈ تھا جس میں تورات لکھی ہوئی تھی۔ اس یہودی کا لڑکا جو کہ بیمار تھا وہ اُس کو تورات پڑھ کر سنا رہا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اوہ یہودی تجھے اس کی قسم جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل فرمائی: أتجد فی توراتک نعتی وصفتی ومخرجی

یعنی کیا تو نے اس تورات میں میری نعت، صفت اور بعثت کو پایا ہے؟

اُس یہودی نے اپنے سر سے اشارہ کرتے ہوئے کہا نہیں تو اُس کے بیٹے نے فوراً کہا:

لکنی أشهد بالذی أنزل التوراة علی موسی انه لیجد نعتک وزمانک وصفتک ومخرجک فی کتابه

یعنی لیکن میں گواہی دیتا ہوں اس ذات کی قسم کے ساتھ جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات کو نازل فرمایا یقینا ہم نے اس کی کتاب تورات میں آپ کی نعت، آپ کا زمانہ، آپ کی صفات اور آپ کی بعثت کو پایا ہے۔

وأنا اشهد ان لا إله إلا اللّٰه وانک رسول اللّٰه

تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اقیموا الیهودی عن صاحبکم وقبض الفتی فصلی علیه النبی (صلی اللّٰه علیه وسلم) [103]

یعنی اس یہودی کو اپنے ساتھی (بیٹے) سے ہٹا دو اور وہ نوجوان اُسی وقت انتقال کر گیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر) حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ،

مَكْتُوبٌ فِي التَّوْرَاةِ صِفَةُ مُحَمَّدٍ وَصِفَةُ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ يُدْفَنُ مَعَهُ [104]

یعنی تورات میں حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات درج ہیں اور یہ بھی درج ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام ان کے ساتھ دفن ہوں گے۔

---

[103] (خصائص الکبریٰ، باب ذکرہ فی التوراة والانجیل وسائر کتب اللّٰه المنزلة، الجزء الاول، الصفحة ۲۶، دار الکتب العلمیة بیروت)
(حجة اللّٰه علی العالمین فی معجزات سید المرسلین، مارواه أئمة الحدیث بأسانیدهم المعتمدة عمن نقله من الثقات عن الکتب السماویة من البشائر به وعلامات نبوته وأوصافه الخ، الصفحة ۹۵، دار الکتب العلمیة بیروت)

[104] (سنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللّٰه، باب فی فضل النبی صلی اللّٰه علیه وآله وسلم، حدیث ۳۶۱۷، الصفحة ۸۲۳، مکتبة المعارف الریاض)
(الخصائص الکبری، باب ذکرہ فی التوراة والانجیل وسائر کتب اللّٰه المنزلة، الجزء الاول، الصفحة ۳۱، دار الکتب العلمیة بیروت)
(مشکاة المصابیح، کتاب الفضائل والشمائل، باب فضائل سید المرسلین صلوات الله وسلامه علیه، الفصل الثانی، حدیث ۵۷۷۲، الجزء الثالث، الصفحة ۱۶۰۷، المکتب الاسلامی بیروت)
(حجة اللّٰه علی العالمین فی معجزات سید المرسلین، مارواه أئمة الحدیث بأسانیدهم المعتمدة عمن نقله من الثقات عن الکتب السماویة من البشائر به وعلامات نبوته وأوصافه الخ، الصفحة ۹۵، دار الکتب العلمیة بیروت)

حضورِاکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن اسی طرح پڑھتے ہیں جیسے تورات میں ذکر ہے)

علامہ یوسف بن اسماعیل النبھانی قدس سرہ الربانی تحریر فرماتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ یہودیوں کا ایک جید عالم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ اُس وقت سورۃ یوسف کی تلاوت فرمارہے تھے تو اُس عالم نے عرض کیا ''یَا مُحَمَّدُ مَنْ عَلَّمَکَهَا'' اے محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو اس سورۃ کی کس نے تعلیم دی ہے؟ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ آپ کے اس ارشاد پر یہودی عالم نے تعجب کیا جب وہ یہودی عالم اپنے یہودیوں کی طرف گیا تو واضح الفاظ میں ان سے کہنے لگا ''واللّٰہ ان محمدا لیقرأ القرآن کما أنزل فی التوراۃ'' اللہ تعالیٰ کی قسم بے شک حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآنِ پاک کو اسی طرح پڑھتے ہیں جیسا کہ توراۃ میں نازل ہوا ہے۔ یہ سن کر ان یہودیوں میں سے ایک گروہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا۔ گروہ نے آپ کی صفات کو پہچانا اور مہر نبوت کو جو آپ کے کندھوں کے درمیان تھی دیکھا اور آپ کے دستِ اقدس پر اسلام قبول کر لیا۔[105]

تورات وانجیل میں نعت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حضرت فلتان بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک شخص آیا تو اُس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

کیا آپ نے تورات پڑھی ہے؟ ''أَتَقْرَأُ التَّوْرَاۃَ'' تو اُس نے عرض کیا ہاں۔ آپ نے فرمایا انجیل کو بھی پڑھا ہے؟ تو اُس نے عرض کیا ہاں۔ فرمایا ''فَنَاشِدُهُ هَلْ تَجِدُنِيْ فِي التَّوْرَاۃِ وَالْاِنْجِيْلِ'' کیا تو نے تورات اور انجیل میں میرے متعلق پڑھا ہے؟ تو اُس نے عرض کیا ہاں ''نَجِدُ نَعْتًا مِثْلِ نَعْتَکَ وَمِثْلِ هَيْئَتِکَ وَمَخْرِجَکَ'' ہم نے آپ کی صفات تورات اور انجیل میں پڑھی ہیں آپ کی شکل وصورت اور آپ کی ہجرت کرنے کی جگہ کے متعلق بھی پڑھا ہے۔ ہم اُمید کرتے ہیں کہ وہ ہم میں سے ہوں گے جب آپ کی تشریف آوری ہوئی تو ہم کو اندیشہ ہوا کہ آپ کہیں وہ ہی نہ ہوں۔ پس ہم نے غور کیا تو اندازہ لگایا کہ آپ وہ نہیں ہیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ میں کیسے وہ نہیں ہوں؟ تو اُس نے کہا اس نبی کے ساتھ اس کی اُمت سے ستر ہزار ایسے افراد ہوں گے جن پر حساب اور عذاب نہیں ہے اور آپ کے ساتھ اتنی تعداد نہیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَأَنَا هُوَ اِنَّهُمْ لَأُمَّتِيْ وَاِنَّهُمْ لَأَكْثَرُ مِنْ سَبْعِيْنَ أَلْفًا'' اور مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں ہی وہی ہوں اور وہ میری امت ہے اور تحقیق وہ ستر ہزار سے بھی زیادہ تھے۔[106]

انگوٹھے چومنے سے یہودی کی نجات) علامہ جلال الدین سیوطی، محدث ابونعیم، علامہ حلبی، علامہ یوسف نبھانی اور علامہ اسماعیل حقی جیسے جلیل القدر محدثین اور مفسرین نے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے دو

---

[105] (حجۃ اللّٰہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین. مارواہ أئمۃ الحدیث بأسانیدهم المعتمدۃ عمن نقلہ من الثقات عن الکتب السماویۃ من البشائر بہ وعلامات نبوتہ وأوصافہ الخ. الصفحۃ ۹۰. دار الکتب العلمیۃ بیروت)

[106] (خصائص الکبریٰ. باب ذکرہ فی التوراۃ والانجیل وسائر کتب اللّٰہ المنزلۃ. الجزء الاول. الصفحۃ ۲۶. دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(حجۃ اللّٰہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین. مارواہ أئمۃ الحدیث بأسانیدهم المعتمدۃ عمن نقلہ من الثقات عن الکتب السماویۃ من البشائر بہ وعلامات نبوتہ وأوصافہ الخ. الصفحۃ ۹۳. دار الکتب العلمیۃ بیروت)

سو سال تک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی پھر وہ مر گیا تو لوگوں نے اس کی میت کو مزبلہ (روڑی، کوڑا کرکٹ والی جگہ) پر پھینک دیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کے ذریعہ حکم فرمایا کہ اس شخص کا جنازہ پڑھو تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ قومِ بنی اسرائیل کے متعلق یہ شہادت دیتی ہے کہ دو سو سال تک یہ شخص تیری نافرمانی کرتا رہا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کے متعلق جو کہا جاتا ہے بالکل ٹھیک ہے :

إِلَّا إِنَّهُ كَانَ كُلَّمَا نَشَرَ التَّوْرَاةَ وَنَظَرَ إِلٰى اِسْمِ مُحَمَّدٍ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَبَّلَهُ وَوَضَعَهُ عَلٰى عَيْنَيْهِ وَصَلّٰى عَلَيْهِ فَشَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ وَ غَفَرْتُ ذُنُوْبَهُ وَزَوَّجْتُهُ سَبْعِيْنَ حُوْرَاءَ(107)

یعنی مگر وہ جب تورات کھولتا اور میرے محبوب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام دیکھتا تو وہ اس نام مبارک کو چومتا اور اپنی آنکھوں پر لگاتا اور اس پر درود بھیجتا۔ پس اس کے بدلے میں نے اس کے گناہ بخش دیئے اور ستر حوروں سے اس کا نکاح کر دیا۔

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ(108) نے اپنی مثنوی شریف(109) میں لکھا ہے کہ ،

بود در انجیل نامِ مصطفی۔آن سر پیغمبران بحر صفا

بود ذکر حلیه ہا وشکل او۔بود ذکر غزوه وصوم اکل او

طائفه نصر انیان بہرثواب۔چون رسیدندی بدان نام وخطاب

بوسه دادندی بران نام شریف۔روبہادندی بران وصف لطیف(110)

---

107) (حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء ،وھب بن منبه،الجزء الرابع، الصفحة۴۲،دار الفکر بیروت)

(الخصائص الکبریٰ،باب ذکرہ فی التوراۃ والانجیل وسائر کتب اللّٰہ المنزلۃ، الجزء الاول،الصفحۃ۲۹،دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(انسان العیون فی سیرۃ المامون المعروفۃ بالسیرۃ الحلبیۃ،بابتسمیته صلی اللّٰہ علیه وسلم محمداوأحمد،الجزء الاول، الصفحۃ ۱۱۰،مطبع العامرۃ الزاھرۃ مصر)

(حجۃ اللّٰہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین، ماروا ہ أئمۃ الحدیث بأسانیدھم المعتمدۃ عمن نقله من الثقات عن الکتب السماویۃ من البشائر به وعلامات نبوته وأوصافه الخ، الصفحۃ۹۵،دار الکتب العلمیۃ بیروت)

108) وہابیہ کے آرکن اہلحدیث دہلی میں درج ہے کہ یہ حقیقت ہے کہ مولانا جلال الدین رومی ایک زبردست عارف باللہ اور باکمال انسان تھے۔ بحر تصوف کے شناور تھے آپ نے اپنی مثنوی میں اسلام کو اس کی اصلی صورت میں پیش کیا ہے آپ نے منظوم شکل میں شریعت کے بڑے بڑے نکات بیان کئے ہیں اس حقیقتِ حال سے کسی مسلمان کو انکار نہیں۔(پندرہ روزہ اخبار اہلحدیث دہلی، صفحہ ۱۴،کالم ۱)

109) مولوی اشرف علی تھانوی مثنوی شریف کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ اس رُتبہ کی کتاب ہے جس کی نسبت مولانا جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

مثنوی مولوی ہست قرآن درزبانِ پہلوی

نیز حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے متعلق لکھتے ہیں کہ آپ نے سفر وحضر میں کلام اللہ شریف ودلائل الخیرات شریف ومثنوی معنوی حضرت مولانا کو ضرور پاس رکھتے تھے اور جو عالم ان کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوتا تو اُس کو ضرور مثنوی شریف کا درس دیتے اور اس کو پڑھنے کی نصیحت فرماتے تھے۔(التذکیر ، جلدسوم ، صفحہ ۱۱۶، امداد المشتاق، صفحہ ۳۳، ۳۷)

قاسم نانوتوی نے مثنوی کے بارے میں کہا ہے کہ تین کتاب البیلی، قرآن شریف، بخاری شریف، مثنوی شریف۔ اشرف علی تھانوی کا خیال ہے کہ بعض مذاق کے لئے مثنوی شریف بمنزلہ ذکر اللہ ہے۔ عبدالغنی پھولپوری دیوبندی کی رائے ہے کہ مثنوی سینے میں عشقِ خداوندی کی آگ لگا دیتی ہے۔(معارف مثنوی صفحہ ۳ مولوی محمد اختر دیوبندی) مزید مثنوی شریف کے متعلق فقیر کی ''شرح مثنوی'' کا مطالعہ کریں۔ اُویسی غفرلہ

110) (مثنوی معنوی، دفتر اول،نعت تعظیم مصطفی که درانجیل بود،صفحہ ۶۲،تیج کمار وارث نولکشور پریس لکھنؤ)

مولوی اشرف علی تھانوی) ان اشعار کا ترجمہ اور تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "انجیل میں جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ مبارک لکھا تھا جو پیغمبروں کے سردار اور دریائے صفا ہیں آپ کا حلیہ شریف بھی اُس میں مذکور تھا اور آپ کی صورت و شکل کا اور آپ کے جہاد اور روزہ اور اکل و شرب کا ان سب امور کا اُس میں بیان تھا۔ نصرانیوں میں سے ایک گروہ کی یہ عادت تھی کہ جب اُس مبارک نام و خطاب پر (تلاوت کرتے وقت) پہونچتے تو ثواب حاصل کرنے کو آپ کے اسم شریف پر بوسہ دیتے تھے اور آپ کے اوصافِ لطیف پر رُخسار ملتے (محبت و تعظیم سے)۔ [111]

اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم چومنے کی برکت) مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ نصرانیوں کے اس عمل کہ نامِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چومنا اور آنکھوں پر رکھنے کی برکت سے جو فائدہ اور نفع حاصل ہوا اس کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ایمن از شر امیران ووزیر۔ درپناہ نام احمد مستجیر   نسل ایشان نیز ہم بسیار شد۔ نور احمد ناصر آمد یار شد [112]

اس کا ترجمہ اور تشریح کرتے ہوئے دیوبندیوں کے رہنما اور مقتداء مولوی اشرف علی تھانوی لکھتا ہے:

وہ لوگ (اس عمل کی برکت سے) فتنہ (وزیر) اور خوف (محاربہ امراء) سے مامون رہے نہ اُمراء کا شر (جنگ کہ ہلاک جسمانی تھا) اُن کو پہونچا اور نہ وزیر کا فتنہ (اضلال کہ ہلاک روحانی تھا) ان تک آیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم مبارک کی پناہ میں اُن کو پناہ مل گئی اوروں سے اُن کی نسل بھی بہت بڑھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک اُن کا ناصر اور رفیق ہو گیا۔ [113]

اس کا نتیجہ بیان کرتے ہوئے مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

نامِ احمد چون چنین یاری کند۔ تاکہ نورش چون مددگاری کند

نامِ احمد چون حصاری شد حصین۔ تاچہ باشد ذات آن روح الامین [114]

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتا ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ مبارک ایسی رفاقت کرتا ہے تو آپ کا نور (ذات مبارک) تو کیسی مدد کرتا ہوگا (شعر اول کی شرح ہے کہ) جب حضور کا نامِ مبارک ایسا قلعہ مستحکم ہے کہ شرور کو نہیں آنے دیتا تو آپ کی ذاتِ مبارک (جس کو اوپر نور کہا تھا) کیسی کچھ ہو گی۔ آپ کو روح اس واسطے کہا کہ آپ کا اتباع باعث حیات روحانی ہے اور روایاتِ سیر میں حضور کا باعث ایجاد خلق ہونا بھی مذکور ہے تو اس اعتبار سے آپ حیاتِ ظاہری کے بھی سبب ہیں۔ [115]

---

[111] (کلید مثنوی، دفتر اول، صفحہ ۱۴۲، ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، بیرونِ بوھڑ گیٹ ملتان)

[112] (مثنوی معنوی، دفتر اول، نعت تعظیم مصطفی کہ در انجیل بود، صفحہ ۲۶، تیج کمار وارث نولکشور پریس لکھنؤ)

[113] (کلید مثنوی، دفتر اول، صفحہ ۱۴۲، ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، بیرونِ بوھڑ گیٹ ملتان)

[114] (مثنوی معنوی، دفتر اول، نعت تعظیم مصطفی کہ در انجیل بود، صفحہ ۲۶ و ۲۷، تیج کمار وارث نولکشور پریس لکھنؤ)

[115] (کلید مثنوی، دفتر اول، صفحہ ۱۴۳، ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، بیرونِ بوھڑ گیٹ ملتان)

سچ ہے۔

یہ نام کوئی کام بگڑنے نہیں دیتا۔ بگڑے کو بھی لیتا ہے بنانام محمد

وان گروه دیگر از نصر انیان۔نامِ احمدداشتندی مستہان

مستہان وخوارگشتند آن فریق۔گشته محروم از خودوشرط طریق

ہم مخبط دین شان وحکم شان۔از پے طومارہای کژبیان[116]

مولوی اشرف علی تھانوی اس کا ترجمہ اور تشریح کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ اُن نصرانیوں میں دوسرا گروہ اور تھا کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نامِ مبارک کی بے قدری کرتے وہ لوگ اُس منحوس وزیر کے سبب فتنوں سے ذلیل وخوار ہوگئے اور اپنی ہستی سے محروم ہوئے (کہ قتل کئے گئے) اور دین سے بھی محروم ہوئے (کہ وزیر نے عقائد خراب کر دیئے) اور اُن کا مذہب اور احکام بھی اُن طوماروں کی وجہ سے مخبوط ہوگیا (یہ ضرر ان کی نسل میں باقی رہا)۔[117]

یھودی راھبوں کا اقرار) علامہ ابوالحسن البکری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا جان حضرت ہاشم عرب قبائل کے ہمراہ جارہے تھے کہ ایک مقام پر یہود اور ان کے اکابر علماء بیٹھے ہوئے تھے۔ جب یہودیوں کے راہبوں نے حضرت ہاشم کو دیکھا تو ان کو نورِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی مبارک پیشانی میں نظر آیا تو وہ بہت سٹ پٹائے کیونکہ وہ نور ان کو گراں گزرا اور زور زور سے رونے لگے تو دوسرے یہودیوں نے اپنے راہب سے پوچھا ''مَالَكُمْ تَبْكُوْنَ'' اے ہمارے سردار تم کیوں روتے ہو؟ توراہبوں نے جواب دیا ''بُكَاؤُنَا وَحُزْنُنَا مِنْ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِيْ يَظْهِرُ'' ہمارا رونا اور غمگیں ہونا اس ہستی سے ہے جو اس شخص ہاشم سے ظاہر ہوگی نیز کہا ''اِنَّ هٰذَا الرَّجُلَ يَظْهِرُ مِنْ ذُرِّيَّتِهٖ رَجُلٌ يَكُوْنُ مِنْهُ بَوَارِكُمْ وَخَرَابَ دِيَارِكُمْ'' یعنی بے شک اس شخص حضرت ہاشم کی اولاد سے ایک ایسا شخص پیدا ہوگا جو تمہاری اور تمہارے شہروں کی تباہی اور بربادی کا باعث ہوگا جس کا تذکرہ ہماری کتابوں میں بھی درج ہے اور اس کا نام ماحی درج ہے۔ جب یہودیوں نے سنا تو ان میں بھی کہرام مچ گیا اور رونا شروع کر دیا اُنہوں نے اپنے راہبوں سے پوچھا اس کا خاتمہ کس طرح کیا جاسکتا ہے؟ تو اُنہوں نے جواباً کہا کہ اس کے خاتمہ اور مٹانے کے لئے تمہارا کوئی حیلہ کارگر ثابت نہ ہوگا اللہ تعالیٰ اِس پر آسمان سے وحی نازل فرمائے گا۔[118]

رفعت ذکر ہے تیرا حصہ دونوں عالم میں ہے تیرا چرچا مرغِ فردوس پس از حمد خدا تیری ہی مدح وثنا کرتے ہیں

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یھودی عالم کی گفتگو) محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت نقل فرمائی ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن یہود کے مدرسہ میں تشریف لے گئے اور یہودیوں کو

---

[116] (مثنوی معنوی۔ دفتر اول۔ نعت تعظیم مصطفی کہ در انجیل بود۔ صفحہ ۲۶۔ تیج کمار وارث نولکشور پریس لکھنؤ)

[117] (کلید مثنوی۔ دفتر اول۔ صفحہ ۱۴۲۔ ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ۔ بیرونِ بوھڑ گیٹ ملتان)

[118] (الأنوار ومصباح السرور والأفكار۔ الصفحة ۱۲۔ مصطفى البابي مصر)

فرمایا جو تمہارا سب سے بڑا عالم ہے اس کو میرے پاس لاؤ تو یہود نے عبداللہ بن صوا یا کو بارگاہِ نبوی میں پیش کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے علیحدگی میں حلفاً (قسم اٹھا کر) پوچھا "أتعلمون أني رسول اللّٰه" کیا تجھ کو علم ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں؟ تو عبداللہ بن صوریا نے کہا ہاں! واللہ، (اللہ کی قسم) میں جانتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں "أن القوم ليعرفون ما أعرف وإن صفتك ونعتك لمبين في التوراة ولكنهم حسدوك" بے شک یہ قوم سب میری طرح آپ کو رسولِ خدا مانتے ہیں آپ کی صفات اور تعریف کا توریت میں واضح طور پر بیان ہے لیکن یہ لوگ آپ کا انکار حسد کے طور پر کرتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن صوریا کو فرمایا کہ مجھ پر ایمان لا، تجھے کون سی چیز مانع ہے تو اس نے عرض کیا میں اپنی قوم سے مخالفت نہیں کر سکتا مجھے اُمید ہے کہ یہ لوگ آپ کے مُتَّبِعْ (پیروکار) ہو کر اسلام لے آئیں گے اور پھر میں بھی مسلمان ہو جاؤں گا۔ [119]

سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہود کا قتل کرنے کا ارادہ) محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب سنِ بلوغت کو پہنچے تو ہر عورت اور رؤساءِ قریش (قریش کے سرداروں) میں سے ہر ایک کی جانب سے پیغامِ نکاح کی درخواستیں آنے لگیں یہاں تک کہ ہر گھر میں عورتوں کے مابین ان کا ہی تذکرہ ہونے لگا پھر جب اِس کا تذکرہ اُن کے والد حضرت عبدالمطلب سے کیا گیا تو اُنہوں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا! اے میرے فرزند تم بغرضِ شکار یہاں سے چلے جاؤ تاکہ تم عوتوں سے نجات پا سکوں۔ چنانچہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہب زہری کے ساتھ شکار کے لئے چلے گئے۔ حضرت وہب بیان کرتے ہیں "فَبَيْنَمَا نَحْنُ فِي طَرِيْقِ الْبَرِّيَّةِ وَاِذَا بِعَسْكَرٍ مِنَ الْيَهُوْدِ شَاهِرِيْنَ سُيُوْفِهِمْ وَهُمْ نحو سَبْعِيْنَ فَارِسًا" ہم جنگل میں شکار کی جستجو میں تھے کہ اچانک ستر یہودیوں کا لشکر گھوڑے پر سوار تلوار سونتے ہوئے نمودار ہو گیا۔ اُن سے وہب نے ملاقات کر کے دریافت کیا کہ کس قسم کا ارادہ ہے؟ تو یہودیوں نے کہا "نَقْتُلُ عَبْدَاللّٰهِ" ہم عبداللہ کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت وہب نے پوچھا "مَاذَنْبُهٗ" حضرت عبداللہ کا کیا قصور ہے؟ تو یہودیوں نے کہا "لَيْسَ لَهٗ ذَنْبٌ وَلٰكِنْ فِيْ ظَهْرِهٖ نَبِيٌّ دِيْنُهٗ نَاسِخٌ جَمِيْعُ الْأَدْيَانِ وَمِلَّتُهٗ مَا حِيَةٌ لَجَمِيْعِ الْمِلَلِ فَنَحْنُ نَقْتُلُ عَبْدَاللّٰهِ حَتّٰى لَايَظْهَرَ مُحَمَّدٌ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)" عبداللہ کا کوئی قصور نہیں ہے لیکن اس کی پشت سے ایسا رسول ہو گا جس کا دین تمام دینوں کو منسوخ کرنے والا اور جس کی ملت تمام ملتوں کو ختم کرنے والی ہو گا۔ ہم سرے سے عبداللہ ہی کو قتل کر ڈالنا چاہتے ہیں تاکہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ظہور نہ ہو۔ حضرت وہب فرماتے ہیں کہ "فَبَيْنَمَا نَحْنُ وَاِيَّاهُمْ فِي الْحَدِيْثِ وَاِذَا بِعَسْكَرٍ مِّنَ السَّمَآءِ فَقَتَلُوا الْيَهُوْدَ" ہم اُن سے ابھی باتیں ہی کر رہے تھے کہ اچانک آسمان سے ایک لشکر اُترا اس نے ان تمام یہودیوں کو قتل کر ڈالا۔ [120]

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پھوپھی کا بیان) حضرت عبداللہ سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چرچا سُنا اور حضور کی صفات کی باتوں کو ہم حضور کے لئے توقّع کر رہے تھے سب پہچان لیں تو میں نے خاموشی کے ساتھ اسے دل میں رکھا یہاں تک کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے۔ مجھے خبر پہنچی میں نے تکبیر کہی میری پھوپھی بولی اگر تم

---

[119] (تلبیس ابلیس، الباب الخامس، ذکر تلبیسه علی الیهود، الصفحة ۷۰، دار القلم بیروت)

[120] (بیان المیلاد النبوی لابن جوزی قلمی)

موسیٰ بن عمران علیہ السلام کا آنا سنتے تو اس سے زیادہ کیا کرتے۔ میں نے کہا اے پھوپھی خدا کی قسم یہ موسیٰ بن عمران کے بھائی ہیں جس پر موسیٰ علیہ السلام بھیجے گئے تھے اُسی پر یہ مبعوث ہوئے ہیں وہ بولی "یا ابن أخی ھو النبی الذی کنا نخبر بہ، أنہ یبعث مع بعث الساعۃ؟"[121]

یعنی اے میرے بھتیجے کیا یہ وہی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جن کی ہم خبر دیئے جاتے تھے کہ وہ قیامت کے ساتھ مبعوث ہوں گے؟ میں نے کہا ہاں۔

بنی اسرائیل سے نبوت چلی گئی) ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مکہ مکرمہ میں ایک ساہوکار یہودی تھا۔ جس شب کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ گر ہوئے تو وہ ساہوکار یہودی گھر گھر پوچھتا پھرتا تھا کہ "یا معشر قریش ھل ولد فیکم اللیلۃ مولود"(اے گروہِ قریش کیا آج رات تمہارے یہاں کوئی فرزند پیدا ہوا ہے؟) لوگ لاعلمی کا اظہار کرتے تو اُس نے کہا "ولد فی ھذہ اللیلۃ نبی ھذہ الأمۃ الأخیر بین کتفیہ علامۃ" آج اس امت کا نبی تشریف لایا ہے جس کے کندھوں کے درمیان ایک علامت ہے۔

اُس کے کہنے کے مطابق لوگ مختلف مکانوں پر معلومات حاصل کرنے کے لئے گئے۔ آخر کار اُن کو معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے گھر بچہ پیدا ہوا ہے اُس کا نام اُنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکھا ہے۔ لوگوں نے یہودیوں کو خبر دی تو اُس نے کہا میرے ساتھ چلو تاکہ اُس بچہ کو دیکھیں پس وہ سیدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر پر حاضر ہوئے۔ یہودی نے کہا کہ میں بچہ کو دیکھنا چاہتا ہوں جب اُس یہودی نے حبیب کبریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا اور آپ کی پشت انور کو دیکھا تو وہ یہودی بیہوش ہو کر گر پڑا جب اُس کو ہوش آیا تو اُس نے کہا۔

واللّٰہ ذھبت النبوۃ من بنی اسرائیل أفرحتم بہ یا معشر قریش أما واللّٰہ لیسطون بکم سطوۃ یخرج خبرھا من المشرق إلی المغرب[122]

خدا کی قسم بنی اسرائیل سے نبوت چلی گئی اے گروہِ قریش کیا تم اس سے خوش ہو؟ سنو بخدا تم پر وہ ضرور غلبہ پائے گا اور اس کے غلبہ کی خبر مشرق و مغرب تک پھیل جائے گی۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کا بیان) حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں تھا اور اُس وقت میری عمر سات یا آٹھ سال کی تھی لیکن اتنی عقل ضرور تھی کہ جو بھی سُنتا تھا اُس کو سمجھ لیتا تھا۔ ایک دن اچانک میرے کان میں ایک آواز آئی۔ جب میں نے اُس آواز کو غور سے سُنا تو دیکھا کہ ایک یہودی مدینہ منورہ کے ایک بلند پہاڑ پر چڑھ کر زور زور سے پکار رہا ہے کہ اے یہود! دوڑو دوڑو۔ میں نے

---

121) (دلائل النبوۃ للبیہقی، باب ماجاء فی دخول عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی رسول اللہ ﷺ، السفر الثانی، الصفحۃ ۵۳۰، دار الریان للتراث القاھرۃ)

122) (دلائل النبوۃ للبیہقی، باب تزوج عبداللہ بن عبدالمطلب الخ، السفر الاول، الصفحۃ ۱۰۹، دار الریان للتراث بیروت)

(الخصائص الکبری، باب ماظھر فی لیلۃ مولدہ ﷺ من المعجزات والخصائص، الجزء الاول، الصفحۃ ۸۵، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(المواھب اللدنیۃ، المقصد الاول، من عجائب ولادتہ ﷺ، الجزء الاول، الصفحۃ ۱۳۱، المکتب الاسلامی بیروت)

(شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ، المقصد الاول، من عجائب ولادتہ ﷺ، الجزء الاول، الصفحۃ ۲۱۴، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(انوار المحمدیۃ من المواھب اللدنیۃ، المقصد الاول، الصفحۃ ۱۹، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

دیکھا کہ یہودیوں کی جماعت اُدھر دوڑی جارہی ہے۔ میں بھی اُن کے پیچھے دوڑ پڑا۔ جب لوگ اُس کے پاس پہنچے تو اُس سے کہنے لگے تجھے کیا ہوگیا ہے تو وہ چیخ کر کہنے لگا ''طَلَعَ نَجْمُ أَحْمَدَ الَّذِیْ وُلِدَ بِهٖ فِیْ هٰذِهِ اللَّیْلَةِ''[123] آج احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ستارہ طلوع ہوگیا ہے اور آج کی رات وہ پیدا ہوگیا ہے۔

عیص نامی راہب کا ولادت، بعثت اور انتقال کا بتانا) امام اجل علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد ماجد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ''مر ظہران'' میں ایک شامی راہب رہتا تھا جس کا نام عیص تھا۔ وہ ہمیشہ اپنے صومعہ (گرجاگر) میں رہتا تھا اور کبھی کبھی مکہ مکرمہ آتا تھا اور مکہ والوں کو کہتا تھا کہ اے اہلیانِ مکہ! تم میں ایک بچہ پیدا ہوگا سارا عرب جس کے ماتحت اور تابع ہوگا اور عجم کا وہ مالک ہوگا اور یہ زمانہ اس کے ظہور کا زمانہ ہے جو شخص اُس کے زمانہ کو پالے اُس کی اتباع اور اطاعت کرے گا وہ بہت خوش بخت اور سعادت مند ہے اور جو اُس کی مخالفت کرے گا وہ بدنصیب اور بدقسمت ہے۔ نیز اُس نے کہا کہ میں نے اُس کی تلاش میں خدا کی قسم شراب کی زمین کو خیر باد کہا اور بھوک اور خوف کی زمین کو اختیار کیا ہے جب مکہ مکرمہ میں کوئی بچہ پیدا ہوتا تو وہ اُس کے گھر میں آتا ہے اُس کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے بعد کہتا کہ ابھی اُس نے ظہور نہیں فرمایا ہے۔ جس دن سرورِ کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیات والتسلیمات پیدا ہوئے تو حضرت عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (اپنے گھر سے) نکلے اور عیص کے پاس گئے اور اُس کو آواز دی تو اُس نے کہا کہ آپ کون ہیں اُنہوں نے فرمایا میں عبد المطلب ہوں تو اُس نے کہا آپ اُس کے جدّ امجد (دادا) ہیں:

فَقَدْ وُلِدَ ذٰلِکَ الْمَوْلُوْدُ الَّذِیْ کُنْتُ أُحَدِّثُکُمْ بِهٖ عَنْهُ یَوْمَ الْأِثْنَیْنِ وَهُوَ یُبْعَثُ یَوْمَ الْأِثْنَیْنِ وَیَمُوْتُ یَوْمَ الْأِثْنَیْنِ وَأَنَّ نَجْمَهٗ طَلَعَ الْبَارِحَةَ۔[124]

بے شک وہ لڑکا جس کے متعلق میں تمہیں باتیں سناتا تھا آج سوموار کے دن پیدا ہوچکا ہے اور بحیثیت نبی ان کی بعثت بھی سوموار کو ہوگی اور ان کا انتقال بھی سوموار کو ہوگا اور آج کی رات ان کا ستارہ طلوع کرچکا ہے۔

حضرت عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خواب) حضرت عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حطیم کعبہ میں سویا ہوا تھا کہ میں نے خواب دیکھا کہ ایک عظیم الشان درخت زمین سے اگا اور بڑھتے بڑھتے آسمان تک پہنچ گیا اور اُس کی شاخیں مشرق و مغرب میں پھیل گئیں۔ اُس درخت سے روشنی ہی روشنی نکل رہی تھی بلکہ اُس کی روشنی اور نور سورج کی روشنی سے بھی ستر گنا زیادہ تھی۔ میں نے دیکھا کہ عرب و عجم والے سب اس

---

[123] (دلائل النبوۃ للبیہقی، باب تزوج عبد اللہ بن عبد المطلب الخ، السفر الاول، الصفحۃ ۱۱۰، دار الریان للتراث بیروت)

(انسان العیون فی سیرۃ المامون المعروفۃ بالسیرۃ الحلبیۃ، باب ذکر مولد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وشرف وکرم، الجزء الاول، الصفحۃ ۹۰، مطبع العامرۃ الزاہرۃ مصر)

(الخصائص الکبری، باب ماظہر فی لیلۃ مولدہ ﷺ من المعجزات والخصائص، الجزء الاول، الصفحۃ ۷۸، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(المواہب اللدنیۃ، المقصد الاول، من عجائب ولادتہ ﷺ، الجزء الاول، الصفحۃ ۱۳۰، المکتب الاسلامی بیروت)

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ، المقصد الاول، من عجائب ولادتہ ﷺ، الجزء الاول، الصفحۃ ۲۲۶، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(انوار المحمدیۃ من المواہب اللدنیۃ، المقصد الاول، الصفحۃ ۸۱، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(الوفا بأحوال المصطفی، الباب التاسع عشر فی ذکر مولد نبینا ﷺ، لصفحۃ ۸۷، المکتبۃ العلمیۃ بیروت)

[124] (الخصائص الکبری، باب ماظہر فی لیلۃ مولدہ ﷺ من المعجزات والخصائص، الجزء الاول، الصفحۃ ۸۶ و ۸۵، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

درخت کے سامنے سر بسجود ہوگئے۔ روشنی آہستہ آہستہ بڑھتی جارہی تھی میں نے دیکھا کہ قریش کے کچھ لوگ اُس درخت کی شاخوں سے لپٹ گئے اور بعض حضرات کو دیکھا کہ وہ اس کو کاٹنا چاہتے ہیں لیکن جو کاٹنے کی نیت سے اس درخت کے قریب ہوتے ہیں تو ایک خوبصورت نوجوان اُن کو روکتا ہے۔ میں نے اس نوجوان سے زیادہ حسین و جمیل انسان کوئی نہیں دیکھا تھا اور نہ ہی اُس سے زیادہ خوشبو میں نے کسی جسم سے ظاہر ہوتی دیکھی میں نے چاہا کہ میں بھی اُس درخت کے ساتھ لپٹ جاؤں مگر نہ لپٹ سکا۔ میں نے اُس حسین نوجوان سے اِس کی وجہ پوچھی تو اُس نے کہا کہ آپ کی قسمت میں نہیں ہے۔ میں نے پوچھا کن کی قسمت میں ہے؟ تو اُس نے جواب دیا کہ جن حضرات نے آگے بڑھ کر شاخوں کو تھام لیا ہے۔

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیدار ہوئے اور اپنا خواب ایک کاہنہ کے پاس جاکر سُنایا تو خواب سنتے ہی اس کاہنہ کا چہرہ متغیر ہو گیا اور اُس نے کہا:

لئن صدقت رؤیاک لیخرجن من صلبک رجل یملک المشرق والمغرب وتدین له الناس[125]

یعنی اگر آپ نے خواب سچ سنایا ہے تو آپ کی پشت سے ایک ایسی ہستی پیدا ہوگی جو مشرق اور مغرب کی مالک بن جائے گی اور لوگ اس کے راستے یعنی دین پر چلیں گے۔

حضرت کعب بن زہیر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما کے دادا کا بیان) علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی قدس سرہ النورانی نے تحریر فرمایا ہے کہ زہیر بن ابو سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ حضرت زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ہیں فرماتے ہیں کہ اہلِ کتاب کی ایک مجلس میں میں بیٹھا ہوا تھا اور اہلِ کتاب کہہ رہے تھے ''قد قرب مبعثه صلی اللّٰه علیه وآله وسلم'' نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کا زمانہ قریب ہے تو میں نے ان کو اپنا خواب سنایا کہ آسمان سے ایک رسی ظاہر ہوئی اور میں نے اس رسی کو پکڑنے کے لئے اپنے ہاتھوں کو بڑھایا مگر میں اس رسی کو نہ پکڑ سکا ''فأول ذلک بالنبی الذی یبعث فی آخر الزمان وانه لا یدرکه'' تو اُنہوں نے اس کی تعبیر یہ بتائی کہ نبی آخرالزمان مبعوث ہونے والے ہیں اور یہ شخص اُن کو نہیں پاسکے گا پس میں نے اپنے بیٹوں کو یہ خواب سنایا اور تعبیر بھی بتائی ''وأمرهم وأوصاهم ان أدرکوه ان یسلموا'' اور ان کو حکم اور وصیت کی کہ اگر نبی کو پائیں تو اس پر اسلام لائیں۔

اُن کے بیٹوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ پایا اور ان کے بیٹے زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ اقدس پر اسلام قبول کیا پھر اُس کے بیٹے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اقدس میں مشہور قصیدہ "بانت سعاد" لکھا اور بارگاہِ نبوی میں پڑھا تو رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوش ہو کر ان کو چادر مبارک عنایت فرمائی۔[126]

موجودہ انجیل میں شانِ مصطفوی) فقیر اُویسی غفرلہ اب عیسائی علماء نے جو اپنی کتب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت اور توصیف لکھی اس کو درج کرتا ہے۔

---

125) (انسان العیون فی سیرة الامین المامون المعروفة بالسیرة الحلبیة، باب تسمیته ﷺ محمد واحمد، الجزء الاول، الصفحة ۱۰۵، مطبع العامرة الزاهرة مصر)

126) (حجة اللّٰه علی العالمین، الباب السابع فی بعض بشائر متفرقة بنبوته ﷺ، الصفحة ۱۵۶ و ۱۵۷، دار الکتب العلمیة بیروت)

نجران پادری کا بیان) ایک دن سیدنا عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حجرہ میں تشریف فرما تھے کہ نجران کا پادری اُن کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ ،

"مامی بینم درکتب خود صفت پیغمبرے کہ باقی ماندہ از اولاد اسماعیل علیہ السلام کہ این زمان ولادت اوست صفت وے چنین و چنان است"

میں نے اپنی کتب میں ایک آخری پیغمبر کی صفات پڑھی ہیں اور وہ نبی اولادِ اسماعیل علیہ السلام سے ہوگا اور یہ زمانہ اس کی ولادتِ شریفہ کا ہے اور اس کی یہ صفات ہیں۔

ابھی یہ بات کر ہی رہا تھا کہ ،

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آنجا رسید اسقف بوے نظرکرد وچشم وپشت وقدم وے را احتیاط نمود گفت آن پیغمبرکہ می گفتم این است"[127]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں تشریف لے آئے۔ پادری نے آپ کو دیکھا اور خاص کر آپ کی چشمِ مبارک، پشت مبارک اور قدم مبارک کو احتیاط سے دیکھا پھر کہا کہ میں نے جس نبی کی آمد کا ذکر کیا ہے وہ یہی ہیں۔

یہ کس کے فرزند ارجمند ہیں؟ حضرت عبدالمطلب نے فرمایا یہ میرے پوتے ہیں ابھی یہ اپنی والدہ کے شکمِ اطہر میں تھے۔ کہ اُن کے والد ماجد انتقال فرما گئے تھے۔

عیسائی علماء کے پاس سرکارِ دوعالم صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کی تصاویر) حضرت جبیر بن مُطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قریش کی ایذا رسانی (تکلیف پہنچانا) مجھے سخت ناپسندیدہ تھی۔ مجھے گمان ہوا کہ میں ملکِ شام کی طرف چلا گیا ہوں۔ جب میں ایک صومعہ (بُت خانہ) میں پہنچا تو وہاں کے راہب اپنے سردار کے پاس گئے اور میرے متعلق اس کو بتایا سردار نے اُن کو کہا کہ تین دن تک اس کی مہمان نوازی کرو۔ تین دن کے بعد کہا کہ اس کو ضرور کوئی خاص واقعہ درپیش آیا ہے جاؤ اِس سے پوچھو کہ کیا واقعہ پیش آیا ہے۔ حضرت جُبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ میرے پاس آئے اور پوچھا تو میں نے اُن کو جواب دیا کہ اور تو کوئی بات نہیں صرف اتنی بات ہے کہ ،

أَنَّ فِيْ قَرْيَةِ إِبْرَاهِيْمَ اِبْنِ عَمِّيْ يَزْعَمُ أَنَّهٗ نَبِيٌّ. فَآذَاهُ قَوْمُهٗ فَخَرَجْتُ لِئَلَّا أَشْهَدَ ذٰلِكَ

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وطن مکہ مکرمہ میں میرے چچازاد بھائی کا خیال ہے کہ وہ نبی ہے۔ اِس پر اُن کی قوم نے اُن کو ایذا (تکلیف) دینی شروع کی ہے یہ دیکھ کر میں وہاں سے چلا آیا ہوں تاکہ میں اپنی آنکھوں سے اُن واقعات کو نہ دیکھ سکوں۔

اُن راہبوں نے میری ساری داستان اپنے سردار کو سنائی۔ سن کر سردار نے اُن کو حکم دیا کہ اس کو میرے پاس لاؤ میں اُس کے پاس چلا گیا اور اپنا سارا ماجرا کہہ سنایا تو اُس نے کہا کہ تم کو یہ ڈر ہے کہ وہ لوگ اس کو قتل کر ڈالیں گے میں نے کہا ہاں۔ اُس سردار نے مجھے کہا کہ کیا تم ان کی صورت پہچان لو گے میں نے کہا ابھی ابھی

[127] (شواھد النبوۃ، رکن ثانی دربیان انچہ از مولد تا مبعث ظاھر شدہ است، صفحہ ۳۲، مطبع نولکشور لکھنؤ)

توان کے پاس سے آرہاہوں۔ بعدازیں اُس نے چند تصویریں دکھائیں جو غلاف کے اندر رکھی ہوئی تھیں۔ میں نے ان کو دیکھ کر کہا کہ یہ تصویر ان سب تصویروں میں ان کے مشابہ ہے بس وہی قد و قامت، وہی جِسامت اور وہی آپ کے شانوں کے درمیان فاصلہ ہے۔اُس نے کہاتم کو یہ ڈر ہے کہ وہ ان کو قتل کردیں گے۔ میں نے کہامیرا یہ یقین ہے وہ توان کو قتل کر چکے ہوں گے تو راہبوں کے سردار نے کہا:

وَاللّٰهِ لَا يَقْتُلُوهُ وَلَيَقْتُلَنَّ مَنْ يُرِيدُ قَتْلَهُ، وَإِنَّهُ لَنَبِيٌّ وَلَيُظْهِرَنَّهُ اللّٰهُ[128]

یعنی اللہ کی قسم وہ ان کو قتل نہیں کر سکتے بلکہ جو اُن کی قتل کا ارادہ کرے گا اُسی کو وہ قتل کریں گے یقیناوہ نبی ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو ضرور ظاہر کر کے رہے گا۔

ایضاً) حضرت جُبیر بن مُطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی بیان فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایااور مکہ مکرمہ میں آپ کی شُہرت ہوئی تو اتفاق سے میں ملک شام کی طرف نکلاجب بصریٰ میں پہنچاتو میرے پاس نصاریٰ کی ایک جماعت آئی اور اُس نے مجھ سے پوچھا:

من أہل الحرام أنت؟ کیاتم حرم کے رہنے والے ہو؟

میں نے جواب دیاہاں اُنہوں نے مجھ سے پوچھا: ہل تعرف ہذا الذی تنبأ فیکم؟

کیاتم اس شخص کو بھی پہچانتے ہو جس نے تم میں نبوت کادعویٰ کیاہے؟

میں نے کہاہاں! ان کو جانتاہوں۔ بعدازاں وہ میراہاتھ پکڑ کر مجھے ایک گرجامیں لے گئے جس میں کچھ تصویریں تھیں اور مجھے کہا:

انظُرْ، هَلْ ترى صورة هذا الذى بعث؟ غور سے دیکھنا کہ ان تصاویر میں اس نبی کی سی کوئی شکل صورت ہے جو نبی تم میں مبعوث کئے گئے ہیں؟

میں نے دیکھاتواُن میں کوئی شکل وصورت آپ جیسی نہ ملی میں نے ان کو کہا کہ کوئی نہیں ہے پھر وہ مجھے اس سے بڑے گرجے میں لے گئے جس میں پہلے سے زیادہ تصویریں تھیں اور مجھ سے کہادیکھواُن میں سے کسی کی صورت ان سے ملتی جُلتی نظر آتی ہے۔ میں نے غور کیا تو ایک تصویر بالکل آپ کے مشابہ تھی بلکہ ایک تصویر سیدناابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی بھی تھی۔اُس تصویر میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاؤں مبارک پکڑے ہوئے تھے۔اُنہوں نے کہا کہ خوب غور سے دیکھنا یہ تصویر تم کو بالکل آپ کی معلوم ہوتی ہے یا کہ نہیں۔ میں نے کہاہاں! پھر آپ کی تصویر کی طرف اشارہ کر کے اُنہوں نے کہایہ تصویر، میں نے کہاجی ہاں یہی۔ میں اس کا گواہ ہوں کہ یہ آپ کی ہی تصویر ہے پھر اُنہوں نے کہا:

نَشْهَدُ اَنَّ هذَا صَاحِبُكُمْ، وَأَنَّ ہٰذَا الْخَلِيْفَةَ مِنْ بَعْدِہٖ[129]

---

128) (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب علاماتِ النبوۃ، باب ماکان عند أھل الکتاب من أمر نبوتہ ﷺ، الجزء الثامن، الصفحة۳۰۲، رقم الحدیث۱۳۸۸۹، دار الکتب العلمیة بیروت)

(المعجم الکبیر، علی بن رباح اللخمی عن جبیر بن مطعم، الجزء الثانی، الصفحة۱۴۵، مکتبة ابن تیمیة القاھرۃ)

(الوفاباحوال المصطفی، الباب الرابع فی بیان ذکرہ فی التوراۃ والانجیل وذکر امتہ واعتراف علماء الکتاب بذلک، الصفحة ۱۵، دار الکتب العلمیة بیروت)

129) (دلائل النبوۃ للبیھقی، باب ما وجد من صورۃ نبینا محمد ﷺ مقرونة بصورۃ الانبیاء قبلہ بالشام، السفر الاول، الصفحة۳۸۴ و ۳۸۵، دار الریان للتراث بیروت)

ہم سب گواہی دیتے ہیں کہ تمہارے نبی یہی ہیں اور جو شخص ان کے پاؤں کے پاس ہیں یہ ان کے بعد خلیفہ ہیں۔

ابن تیمیہ کی گواھی) دیوبندیوں اور غیر مقلدین وہابیوں کے مجدد ابن تیمیہ نے اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد یہ بھی لکھا ہے کہ ،

وقال فیه قال الذی أراه الصور لم یکن نبی إلا کان بعده نبی إلا هذا النبی [130]

اس نے کہا کہ جو نبی گزرا ہے اُس کے بعد دوسرا نبی ضرور پیدا ہوا ہے۔ مگر یہ نبی (محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایسے ہیں کہ ان کے بعد کوئی اور نبی پیدا نہیں ہوگا۔

ایضاً) دیوبندیوں اور غیر مقلدین وہابیوں کے مجدد ابن تیمیہ نے ایک روایت درج کی ہے کہ حضرت مُغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب وہ مَقُوقِس شاہِ مصر اور اسکندریہ کے شاہ نصاری کے پاس گئے تو اس نے اُن کو انبیاء کرام علیہم السلام کی تصویریں دکھائیں اور ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت بھی دکھائی جس کو دیکھ کر فوراً اُنہوں نے پہچان لیا۔[131]

مقوقس شاہ مصر کا بیان) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مَقُوقِس کے پاس گیا تو اُس نے مجھے کہا:

إن محمداً نبی مُرْسل، ولو أصاب القبط والروم اتبعوه۔[132]

بے شک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی اور خدا کے بھیجے ہوئے رسول ہیں اگر قبطی اور رومی حضرات کو بھی آپ کی خبر پہنچے تو وہ بھی ان کی اتباع کریں۔

اُن کی آمد تھی کہ ھر بت تھرتھرا کر گر گیا) حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ "سطیح غسانی" ایک ایسا کاہن ہوا ہے کہ جس کا اپنی تمام اولاد میں مثل پیدا نہیں ہوا۔ اس کے بدن میں سوائے سر کی کھوپڑی اور ہاتھ کی ہتھیلی کے کوئی ہڈی اور پٹھے نہ تھے اور اُس کی زبان کے سوا کوئی عضوِ بدن مُتحرک نہ تھا۔ اس کے لئے کھجور کے پتوں اور شاخوں کا ایک تخت بنا ہوا تھا جس میں پائنتی (پاؤں کا تلہ) سے لے کر بالوں تک چھوٹے چھوٹے سوراخ تھے جیسے کپڑے میں ہوتے ہیں اُسے اس تخت پر بٹھا کر جہاں چاہتے لے جاتے تھے۔ ایک دفعہ اسے مکہ معظمہ لائے تو قریش میں سے چار آدمی تَحائِف لے کر اُسے دیکھنے کے لئے آئے۔ اُنہوں نے تحائف کو اور اپنے حسب نسب کو اس سے پوشیدہ رکھا اور کسی دوسرے حیلے سے اپنی نسبت ظاہر کر دی۔ اس نے کہا تم اِس قبیلہ سے تعلق نہیں رکھتے بلکہ تمہارا تعلق قریش سے ہے اُنہوں نے اپنے تحائف اس کے سامنے پیش کئے اور اس سے مستقبل کی باتیں پوچھنے لگے اُس نے بہت سی باتیں بتائیں:

---

[130] (الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح، طرق العلم ببشارة الانبیاء بمحمد علیهم الصلاة والسلام، الجزء الخامس، الصفحة ۱۸۳، دار العاصمة الریاض)

[131] (الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح، طرق العلم ببشارة الانبیاء بمحمد علیهم الصلاة والسلام، الجزء الخامس، الصفحة ۱۸۵، دار العاصمة الریاض)

[132] (الوفا بأحوال المصطفی، الباب الرابع فی بیان ذکره فی التوراة والانجیل وذکر أمته واعتراف علماء أهل الکتاب بذلک، الصفحة ۳۸، دار الکتب العلمیة بیروت)

"درآخر گفت که درمکه جوانے بیرون آید ازعبدمناف که براہ راست خواند واصنام رانگونسار گرداند وخدائے یگانه راپرستد وویراخلفاباشند ونشان ہریک رابه تفصیل بازگفت وہمچنین ازملوکے که بعدازایشان باشد خبرداد وتفصیل آن درکتب مبسوطه مسطوراست"[133]

یعنی آخر کار کہا کہ عبد مناف کی پشت سے ایک ایسا جوان پیدا ہوگا جو از خود پڑھا لکھا ہوگا۔ بتوں کو سر نگوں کر کے خدائے واحد کی عبادت و بندگی کرے گا۔ اُس کے خلفاء ہوں گے۔ پھر اُن خلفاء کی نشانیاں تفصیل سے بتائیں اور اس طرح جو جو بادشاہوں کے بعد ہونے والا ہے خبر دی دی کی تفصیل بڑی کتابوں میں موجود ہے۔

سطیح کی گواهی نبی کریم صلی الله علیه وآله وسلم کی نبوت تاقیامت هوگی) یمن کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ نے خواب دیکھا جس سے وہ بہت پریشان ہو گیا۔ اُس نے کاہنوں اور نجومیوں کو جمع کیا اور اُن سے اپنا خواب اور اُس کی تعبیر کے متعلق دریافت کیا۔ کاہنوں اور نجومیوں نے بادشاہ سے کہا کہ تم اپنا خواب بیان کرو تاکہ ہم اس کی تعبیر بیان کریں۔ بادشاہ نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تم خود ہی میرا خواب بیان کرو تاکہ مجھے اطمینانِ قلبی ہو تو اُنہوں نے کہا کہ یہ ہم سے نہیں ہو سکتا ایسا کام تو سطیح غسانی اور شق کاہن ہی کر سکتے ہیں۔ بادشاہ نے سطیح سمیت تمام نجومیوں کو بلا بھیجا۔ پہلے سطیح آیا اور بادشاہ کا خواب خود ہی اُس نے بیان کیا کہنے لگا تو نے یہ دیکھا ہے کہ کوئی چیز راکھ کی طرح جلی ہوئی اندھیرے سے باہر نکلی ہے اور اُسے سب نے کھایا ہے۔ اس کی تعبیر یہ ہے کہ تیری سلطنت پر حبشہ والے غالب ہو جائیں گے۔

بادشاہ نے پوچھا کب ہوں گے؟

سطیح نے کہا ساٹھ یا ستر سال بعد۔

بادشاہ نے پوچھا کہ کیا اُن کی یہ سلطنت ہمیشہ رہے گی؟

سطیح نے جواب دیا کہ سیف بن ذی یزن اُنہیں بھگا دے گا۔

بادشاہ نے پوچھا ابن زی یزن کے خاندان میں سلطنت ہمیشہ رہے گی؟

سطیح نے جواب دیا کہ نہیں۔

بادشاہ نے پوچھا اس کی سلطنت کون ختم کرے گا۔

[133] (شواہد النبوۃ، رکن اول در شواہد ودلائل که پیش از ولادت ظاہر شد، صفحه۱۶، مطبع نولکشور لکھنؤ)

(الخصائص الکبری، باب اخبار الکهان به قبل مبعثه، الجزء الاول، الصفحة۶۰، دار الکتب العلمیة بیروت)

(حجة الله علی العالمین، الباب الرابع فی بعض ماورد علی ألسنة الکهان من البشائر به ﷺ، الصفحة۱۲۵، دار الکتب العلمیة بیروت)

سطیح نے جواب دیا ''نَبِيٌّ زَكِيٌّ يَأْتِيْهِ الْوَحْيِ مِنْ قَبْلَ الْعُلٰى ''یعنی ایک ایسا بھی اُس کی سلطنت کو ختم کرے گا جوزکی ہو گا اور اللہ تعالیٰ بلند و بالا کی طرف سے اُس کے پاس وحی آتی ہو گی۔

بادشاہ نے پوچھا وہ بادشاہ کن سے ہو گا؟

سطیح نے جواب دیا ''رُجُلٌ مِنْ وَلَدِ غَالِبُ بْنُ فَهَرَ بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّضْر . يَكُوْنُ الْمُلْكُ فِيْ قَوْمِهٖ إِلٰى آخِرِ الدَّهْرِ '' وہ غالب بن فہر بن مالک بن نضر کی اولاد میں سے ہو گا۔اس کی بادشاہت اور حکومت اس کی قوم میں رہتی دنیا تک رہے گی۔

بادشاہ نے پوچھا کیا دنیا بھی آخیر (ختم) ہو گی؟

سطیح نے جواب دیا: ''نَعَمْ يَوْمَ يَجْمَعُ فِيْهِ الْأَوَّلُوْنَ وَالْآخِرُوْنَ وَيَسْعَدُ فِيْهِ الْمُحْسِنُوْنَ وَيَشْقِيْ فِيْهِ الْمُسِيْؤُنَ''

یعنی ہاں ایک دن ایسا آئے گا جس میں اولین و آخرین زمانے کے نیک و بد جمع ہوں گے نیک اپنی نیکیوں کی جزا اور بد اپنی برائیوں کی سزا پائیں گے۔

شق کی گواھی) جب سطیح بادشاہ سے فارغ ہو کر چلا گیا تو شق کاہن آیا تو بادشاہ نے اُس سے خواب کا تذکرہ کیا تو "شق "کاہن نے بھی وہی کچھ بتایا جو کچھ سطیح نے بتایا تھا نیز کہا: ''ثم یاتی رَسُوْلٌ يَأْتِيْ بِالْحَقِّ وَالْعَدْلِ. يَكُوْنُ الْمُلْكُ فِيْ قَوْمِهٖ إِلٰى يَوْمِ الْفَصْلِ''[134] ایک رسول حقّانیّت اور انصاف کے ساتھ تشریف لائے گا اور اُس کی حکومت اپنی قوم میں قیامت تک قائم رہے گی۔

اوس کے اشعار) علامہ عبدالرحمن جامی رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ نے روایت نقل کی ہے کہ جب اوس بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمر بن عامر بسترِ مرگ (موت کے بستر) پر تھا تو اُس کی قوم کے افراد اُس کے پاس آئے اور کہا کہ عالمِ شباب (جوانی) میں تم نے عُروسی (شادی) نہیں کی مالک کے بغیر تیرا کوئی بچہ نہیں لیکن تیرے بھائی خَزرج کے پانچ بیٹے ہیں۔کہنے لگا کون مالک پر جاں سپاری (جاں نثاری) کرے وہ خدا جو پتھر سے آگ پیدا کر سکتا ہے اس کے لئے کیا مشکل ہے کہ مالک کی نسل کو روزافزوں ترقی دے اس کے بعد مالک کی طرف رُخ کر کے اُسے بہت سی منظُوم وصیتیں کیں جن کے آخری دو بیت یہ ہیں:

إِذَا بَعَثَ الْمَبْعُوْثُ مِنْ آلِ غَالِبٍ — بِمَكَّةَ فِيْمَا بَيْنَ زَمْزَمَ وَالْحَجَرِ

هُنَالِكَ فَابْغُوْا نُصِرَتْ بِهٖ بِلَادُكُمْ — بَنِيْ عَامِرٍ إِنَّ السَّعَادَةَ فِي النَّصْرِ[135]

[134] (الوفا باحوال المصطفی، الباب السادس فی ذکر منام رآہ نصر بن ربیعۃ اللخمی یدل علی وجود نبیناﷺ، الصفحۃ ۷۰، دار الکتب العلمیۃ بیروت)
(الخصائص الکبری، باب اخبار الکهان به قبل مبعثه الجزء الاول، الصفحۃ ۱۶، دار الکتب العلمیۃ بیروت)
(شواهد النبوۃ، رکن اول در شواہد دانائے کہ پیش از ولادت ظاہر شدہ است، صفحہ ۱۶ و ۱۷، مطبع نولکشور لکھنؤ)

[135] (شواهد النبوۃ، رکن اول در شواہد دانائے کہ پیش از ولادت ظاہر شدہ است، صفحہ ۱۲، مطبع نولکشور لکھنؤ)

جب مکہ مکرمہ میں جس میں چاہِ زمزم اور حجرِ اسود ہیں۔ آلِ غالب (حضور) صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوں تو اس وقت اس کی مدد نُصرَت کے لئے کمربستہ ہو جانا کیونکہ تمام سعادت اس کی مدد و نُصرَت میں ہے۔

شاہ ھِرَقَلُ کے پاس تصویر مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) حضرت ہشام بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ امیرا لمومنین سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خلافت میں مجھے ایک شخص کے ہمراہ شاہِ روم ہِرَ قَل کے پاس اس غرض سے بھیجا کہ ہم اسے سلام پیش کریں۔ جب ہم غوطہ میں پہنچے تو جبلہ غسانی جو ہِرَ قَل کے اُمرَاءُ (سرداروں) میں سے تھا وہاں موجود تھا ہم نے اسے دیکھنا چاہا۔ ہِرَ قَل نے ہمارے پاس ایک پیغام رساں بھیجا اور کہا کہ جو گفتگو چاہو اس سے کرلو۔ ہم نے کہا بخدا ہم گفتگو نہیں کرتے مگر وہ ہمیں جبلہ (ہر قل کا درباری) کے روبرو لے آئے۔ وہ بولا جو کہنا چاہتے ہو کہو۔ حضرت ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اُس سے باتیں کیں اور اُسے اسلام پیش کیا۔ میں نے دیکھا وہ سیاہ لباس زیبِ تن کئے ہوئے تھا میں نے پوچھا سیاہ لباس کیوں پہنے ہوئے ہو؟ اس نے کہا اس لئے کہ میں نے قسم کھا رکھی ہے جب تک تمہیں ملکِ شام سے نہ نکال دوں اِسے جسم سے نہ اُتاروں گا۔ میں نے کہا بخدا جس سرزمین پر ہم بیٹھے ہیں اس پر تو ہم قبضہ کرلیں گے بلکہ تمہارے ملک کا بہت سا حصہ بھی انشاءاللہ فتح کرلیں گے کیونکہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اُس کی فتح کی خوشخبری دے دی ہے۔ اُس نے کہا کہ تم وہ قوم نہیں جو اس ملک پر قبضہ کرلے بلکہ وہ ایسی قوم ہے جو صبح کو روزے رکھتے ہیں اور شام کو اَفطار کرتے ہیں۔ اس کے بعد اس نے ہمارے روزوں کے متعلق پوچھا ہم نے اُسے بتایا تو اُس کا رنگ سیاہ ہو گیا پھر کہا اُٹھو ہم اُٹھے تو ہمارے ساتھ ایک سفیر روانہ کیا جو ہمیں ہِرَ قَل کے پاس لے جائے۔ جب ہم اس کے شہر کے نزدیک پہنچے تو اس سفیر نے ہم سے کہا کہ تمہاری سواریوں جیسی سواریاں لوگ اس شہر میں نہیں لاتے اگر چاہو تو تمہیں دوسری سواریوں پر سوار کردیں۔ ہم نے کہا نہیں، خدا کی قسم اِنہی سواریوں پر شہر میں داخل ہوں گے۔ اِن کی یہ بات بادشاہ تک پہنچی تو ہمیں اُنہی سواریوں پر تلواریں حمائل کئے ہوئے شہر میں لے آئے۔ جب وہاں پہنچے تو ہم نے اپنی سواریاں دریچے (روشن دان/عمارت) کے نیچے ٹھہرادیں۔ بادشاہ ہمیں دیکھ رہا تھا ہم نے "لاالہ الا اللّٰہ" اور "اللّٰہ اکبر" کا وِرد کیا تو خدا جانتا ہے دریچہ ہوا سے ہلنے والے کھجور کے درخت کی طرح ہلنے لگا۔ بادشاہ نے ایک گُماشتے (ملازم) کے ہاتھوں پیغام بھیجا کہ تمہیں ہمارے سامنے اپنے دین کا اظہار نہیں کرنا چاہیے۔ اس کے بعد اندر آنے کی اجازت دی۔ ہم اندر گئے تو وہ سُرخ کپڑوں میں ملبوس فرش پر بیٹھا تھا وہاں کا ہر دریچہ سُرخ رنگ کا تھا اور اس کے پاس اُمراء و اعیانِ سلطنت (سردارانِ سلطنت) کی ایک جماعت بھی تھی۔ جب ہم اُس کے نزدیک پہنچے تو وہ ہنس دیئے اور کہنے لگے کہ تمہارا کیا جاتا ہے اگر تم ہمیں رِواج کے مطابق دعا و سلام کہتے۔ ہم نے کہا جو سلام ودعا ہم ایک دوسرے پر بھیجتے ہیں تم پر بھیجنا جائز نہیں سمجھتے۔ جس قسم کی دُعا تم ایک دوسرے کو دیتے ہو ہم اُسے بھی روا (درست) نہیں سمجھتے۔ بادشاہ نے کہا تمہاری دعا و سلام کس طرح کی ہوتی ہے؟ ہم نے کہا "السلام علیکم" کہنے لگا اپنے بادشاہ کو کس طرح سلام ودعا کہتے ہو؟ ہم نے کہا اسی طرح۔ کہنے لگا وہ جواب کس طرح دیتا ہے؟ ہم نے اسی کلمہ سے پھر کہا۔ تمہارا سب سے بڑا کلام کون سا ہے؟ ہم نے "لاالہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر" کہا تو دریچہ جنبش میں آگیا جب اس نے اپنا سر اُٹھایا تو وہ بھی ہلنے لگا۔ اس نے پوچھا جب تم اس کلمہ کو اپنے گھروں میں پڑھتے ہو تو کیا تمہارے گھروں کے دریچے بھی اسی طرح جُنبش (حرکت) کرتے ہیں؟ ہم نے کہا بخدا ہم نے تو اس جگہ کے سوا ایسا کبھی نہیں دیکھا۔ اس نے کہا مجھے یہ بات پسند ہے کہ تم جس جگہ اس کلمہ کو پڑھتے ہو وہی جُنبش (حرکت) میں آجاتی اور میرے ملک کا کچھ حصہ میرے ہاتھ سے نکل جاتا۔ ہم نے کہا کیوں؟ کہنے لگا اگر ایسا ہوتا تو یہ نبوت کا تقاضا نہ ہوتا بلکہ محض کسی شخص کا حیلہ ومکر وفریب ہوتا۔ اِس کے بعد اُس نے مختلف سوالات کئے اور ہم جواب دیتے رہے بعد میں اُس نے ہم سے نماز وروزہ کے متعلق بھی پوچھا تو ہم نے جواب دیا

پھر کہا اُٹھو تمہارے لئے ایک اچھا سا مکان تعمیر کر دیا گیا ہے جہاں جُملہ اسبابِ مہمانی مہیا ہیں۔ چونکہ ہم وہاں تین دن تک قیام پذیر رہے اس لئے وہ ہمیں ہر رات طلب کرتا اور جن چیزوں کے متعلق ہم سے پوچھ چکا تھا دوبارہ پوچھتا اور ہم بھی اعادہ جواب کرتے جاتے۔ پھر اس نے کوئی چیز طلب کی تو ایک چار گوشہ صندوق لایا گیا جو زیور و جواہرات سے بھرا ہوا تھا اور اس میں چھوٹے چھوٹے بہت سے خانے تھے۔ ہر خانے کا ایک دروازہ تھا اور ہر دروازے پر ایک ایک تالا تھا اُس نے ایک تالا کھولا اور ایک سیاہ ریشمی کپڑے کا ٹکڑا باہر نکالا اُس کو کھولا تو اُس پر ایک شخص کی تصویر تھی جس کا رنگ سرخ، آنکھیں کشادہ اور گردن دراز (لمبی) تھی اور ایسی دراز کہ ایسی گردن پہلے نہیں دیکھی تھی لیکن بے ریش تھا اور اُس کے گیسو ایسے عمدہ تھے گویا دستِ قدرت نے خود بنایا ہے کہنے لگا اسے پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا نہیں کہنے لگا کہ یہ آدم علیہ السلام ہیں۔ اس کے بعد دوسرا دروازہ کھولا اور سیاہ پارچہ (کالے کپڑے) کا ٹکڑا نکالا تو اُس پر ایک سفید رنگ سُرخ چشم اور ایک بڑے سر والے آدمی کی تصویر تھی یہ شخص اپنے محامِد اور محاسنٗ (اچھے اوصاف) میں یکتا نظر آتا تھا کہنے لگا اِسے پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا نہیں۔ اُس نے کہا یہ نوح علیہ السلام ہیں۔ پھر ایک دروازہ کھولا اور دوسرا قطِعَہ حریر سیاہ (ریشمی کالے کپڑے کا ٹکڑا) نکالا اُس پر ایک شخص کی تصویر تھی جس کا رنگ نہایت سفید، نہایت عمُدہ جسم، پیشانی روشن، کشیدہ رُخسار (بڑا گال)، سفید داڑھی گویا وہ زندہ تھا اور ہنس رہا تھا کہنے لگا کہ اسے پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا نہیں۔ کہا یہ ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ پھر ایک دروازہ کھولا ایک سیاہ ریشمی کپڑے کا ٹکڑا نکالا تو اس پر ایک سفید رنگ کی تصویر تھی جب ہم نے دیکھا کہ یہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصویر تھی ہم پر گریہ طاری ہو گیا اور ہم تعظیماً اُٹھ کھڑے ہوئے اور پھر بیٹھ گئے اُس نے کہا تمہیں تمہارے پروردگار کی قسم سچ بتاؤ کہ یہ تمہارے پیغمبر ہیں؟ ہم نے کہا ہاں۔ یہ ہمارے پیغمبر ہیں جنہیں ہم اب بھی دیکھتے ہیں وہ کچھ دیر ہمارے طرف بھی دیکھتا رہا پھر کہا اس صندوق کا آخری خانہ بھی ہے لیکن میں نے تمہیں دکھانے میں عُجْلَتْ (جلدی) کی ہے کہ تم کیا کہتے ہو۔ بعد ازاں ایک اور دروازہ کھولا جس میں پہلے کی طرح پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر کی تصویر تھی۔ آخر میں ایک ایسے جوان شخص کی تصویر تھی جس کے محاسن نیک تھے جسم پر بہت سے سیاہ بال تھے، خوبصورت چہرہ تھا۔ بادشاہ نے کہا کہ اِسے پہچانتے ہو ہم نے کہا نہیں کہا یہ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام ہیں۔ پھر ہم نے پوچھا یہ تصویریں کہاں سے آئی ہیں؟ جو انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حُلیوں کے موافق ہیں اور ہمارے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصویر بالکل اُن کے حلیہ کے موافق تھی۔ اُس نے کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے خدا سے درخواست کی تھی کہ اِن کی اولاد سے جتنے نبی ہوں گے ان کی شکلیں اُنہیں دکھائے تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی تصویریں اُن کے پاس بھیج دیں اور خزانہ آدم علیہ السلام میں مغربِ شمس (سورج کے مغرب کے حصے) کے نزدیک تھیں۔ ذُوالقرنین علیہ السلام اِن تصویروں کو مغربِ شمس سے لے آئے اور دانیال علیہ السلام کو دے دیں۔ پھر کہا میں یہ چاہتا ہوں کہ اپنے ملک سے نکل جاؤں اور تمہارا ادنیٰ غلام بن کر رہوں جب مروں تو نیک سُلوک کیا جائے اور مجھے واپس لوٹا دیا جائے۔ واپسی پر جب ہم امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوئے تو ہم نے گفتگو کا اِعادہ کیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سُن کر رو پڑے اور فرمایا خداوندِ تعالیٰ نے اس کے لئے کسی چیز کا ارادہ فرمایا ہے تو جو وہ چاہتا ہے کر دے گا۔ پھر فرمایا ہمارے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خبر دی تھی کہ تورات وانجیل میں یہود اور نصاریٰ آپ کی مدح و نعت پڑھتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ اپنے ہاں تورات وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔[136]

---

[136] (شواھد النبوۃ، رکن اول در شواہد دانائے کہ پیش از ولادت ظاہر شدہ است، صفحہ ۱۰ تا ۱۲، مطبع نولکشور لکھنؤ)

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصی کا بیان) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگِ قادسیہ کے دوران میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خط لکھا کہ آپ نضلہ بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حلوان بھیج دیں۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں بھیج دیا جب حضرت نضلہ بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حلوان کے مضافات پر حملہ کیا تو بہت سے قیدی اور مالِ غنیمت ہاتھ لگا۔ ظہر کی نماز ادا کرنے کے لئے آپ نے ایک پہاڑ کے دامن میں اقامت اختیار کی۔ جب نماز کے لئے اذان کے دوران میں اللہ اکبر کہا تو پہاڑ سے آواز آئی اے نضلہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! تو نے بڑے کی بڑائی بیان کی جب اُنہوں نے ''اشھدان لا الٰہ الا اللّٰہ'' کہا تو آواز آئی اے نضلہ! تو نے زبان سے کلمۂ اخلاص نکالا ہے جب ''اشھدان لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ'' کہا تو آواز آئی ''هُوَ الَّذِیْ بَشَّرَنِیْ بِهٖ عِیْسٰی بْنُ مَرْیَمَ وَعَلٰی رَأْسِ اُمَّتِهٖ تَقُوْمُ السَّاعَةُ'' یعنی یہی دین ہے اور عیسیٰ علیہ السلام نے اسی عظیم رسول کی بشارت دی ہے اور اس کی امت پر قیامت طاری ہوگی۔ پھر جب ''حی علی الصلوٰۃ'' کہا تو آواز آئی ''طُوْبٰی لِمَنْ مَشٰی اِلَیْهَا وَوَاظِبٌ عَلَیْهَا'' یعنی مبارک ہیں وہ لوگ جو چل کر نماز کے لئے جاتے ہیں اور اسے پابندی سے پڑھتے ہیں۔ جب ''حی علی الفلاح'' کہا تو آواز آئی ''قد افلح من اجاب'' جس نے اس صدا پر لبیک کہی وہ فلاح (کامیابی) پا گیا۔ جب ''اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر'' کہا تو آواز آئی اے نضلہ تو نے کلمۂ اخلاص ادا کیا ہے جب وہ اذان سے فارغ ہوئے تو کہنے لگے اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے تو کون ہے جب تو نے اپنی آواز ہمیں سنوادی ہے تو اپنی شکل بھی دکھادے کیونکہ ہم بھی بندگانِ خدا اور اس کے رسول کی امت ہیں اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جماعت ہیں۔ اس کے بعد پہاڑ میں اچانک شگاف آیا اور اس میں سے ایک بہت بڑا سر نکلا جس پر سفید بال اور پرانی پشمینہ کا کپڑا تھا وہ بولا ''السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ'' اُنہوں نے ''وعلیکم السلام ورحمۃ اللّٰہ'' کے بعد پوچھا تو کون ہے؟ کہنے لگا میں زریب بن برثملی بندہ نیکوکار حضرت عیسیٰ بن مریم صلوٰۃ اللہ علیہما کا وصی ہوں اُنہوں نے مجھے اس پہاڑ پر بٹھا رکھا ہے اور اس وقت تک میری زندگی کے لئے دعا کی ہے جب وہ آسمان سے اُتریں، خنزیر کو قتل کریں اور صلیب کو توڑ کر عیسائیوں کے بہتان وافتراء سے بریت کا اظہار کریں پھر اس نے کہا جنابِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میری ملاقات نہیں ہوئی میرا اسلام حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچادیجئے اور ان سے کہیے کہ اے عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! ''سَدِّدُوْ وَقَارِبْ فَقَدْ دَنَا الْاَمْرُ'' (امورِ سلطنت سیدھے رکھو اور عدل وانصاف پر کاربند رہو اس لئے کہ قیامت قریب آ گئی ہے) اس کے علاوہ اور بہت سی باتیں کیں اور غائب ہو گئے۔ حضرت نضلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ واقعہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا اور حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جوابی خط لکھا کہ مہاجرین وانصار کی جماعت کے ساتھ اس پہاڑ پر جایئے اگر اسے وہاں پاؤ تو اس سے میرا اسلام کہنا کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خبر دی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصیوں میں سے کوئی ایک اس پہاڑ میں اقامت گزیں ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ چار ہزار مہاجر وانصار کی معیت میں چالیس روز تک اس پہاڑ پر رہے۔ ہر نماز کے وقت اذاں کہتے رہے مگر کوئی جواب نہ آتا۔[137]

---

[137] (حجۃ اللّٰہ علی العالمین. الباب الثالث فی بعض ما أخبر بہ رھبان النصاری غیر ما تقدم من البشائر بہ ﷺ. الصفحۃ ۱۲۰ و ۱۲۱. دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(شواھد النبوۃ. رکن اول در شواہد دانائے کہ پیش از ولادت ظاہر شدہ است. صفحہ ۱۳ و ۱۴. مطبع نولکشور لکھنؤ)

حضرت مُغیرہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ اور گِرجا کا پادری) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اِسکندریہ شہر میں گیا اور وہاں کے پادریوں سے میں نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات کے بارے میں سوالات کئے۔ ابویحنس گرجا کا بہت بڑا پادری تھا۔ لوگ اس کے پاس تحائف لے کر آتے اور وہ اُن کے لئے دعائیں کرتا۔ میں نے اُس کو پانچ نمازیں بڑے ذوق و شوق اور اہتمام سے پڑھتے بھی دیکھا اُس سے میں نے سوال کیا؟ ''هَلْ بَقِيَ أَحَدٌ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ؟'' یعنی کیا انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی نبی کا آنا باقی ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ ہاں! ''لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ عِيْسٰى بْنِ مَرْيَمَ أَحَدٌ'' یعنی اس آخری نبی اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوگا۔ ''وَهُوَ نَبِيٌّ قَدْ أَمَرَنَا عِيْسٰى بِاتِّبَاعِهِ'' یعنی اور وہ اس شان کے نبی ہیں کہ ہم کو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے ان کی اتباع کا حکم فرمایا ہے۔ ''وَهُوَ النَّبِيُّ الْأُمِّيُّ الْعَرَبِيُّ، اِسْمُهٗ أَحْمَدُ'' یعنی اور اس نبی اُمی عربی کا نام نامی اسم گرامی احمد ہے، ''لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ، فِيْ عَيْنَيْهِ حُمْرَةٌ وَلَيْسَ بِالْأَبْيَضِ وَلَا بِالْآدَمِ'' یعنی نہ زیادہ طویل القامت ہیں نہ بالکل کوتاہ، ان کی آنکھوں میں باریک سرخ دھاریاں ہیں نہ بالکل سفید ہیں اور نہ خالص گندم گوں (گندمی)۔ ''وَمَعَهٗ أَصْحَابُهٗ يَفْدُوْنَهٗ بِأَنْفُسِهِمْ، هُمْ لَهٗ أَشَدُّ حُبًّا مِنْ أَوْلَادِهِمْ وَآبَائِهِمْ، يَخْرُجُ مِنْ أَرْضِ الْقَرْظِ وَمِنْ حَرَمٍ يَأْتِيْ إِلٰى حَرَمٍ، وَيُهَاجِرُ إِلٰى أَرْضٍ ذَاتَ سَبَاخٍ وَنَخْلٍ، يُدِيْنُ بِدِيْنِ إِبْرَاهِيْمَ علیہ السلام'' یعنی اور آپ کے ساتھ وہ ساتھی ہوں گے جو آپ پر جانثاری کریں گے اور آپ سے اپنے آباء و اجداد اور اولاد سے زیادہ محبت رکھتے ہوں گے اور ایک کھجور والی اور پتھروں والی زمین کی طرف ہجرت فرمائیں گے اور ابراہیم علیہ السلام کے دین مبارک پر ہوں گے۔

حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس پادری سے کہا کہ اُن کی اور صفات بھی بیان کرو تو اس نے کہا: ''يُخِصُّ بِمَا لَا يُخِصُّ بِهِ الْأَنْبِيَاءُ قَبْلَهٗ'' یعنی ان کو اللہ تعالیٰ ایسی خصوصیت سے نوازے گا جو پہلے نبیوں میں سے کسی نبی کو بھی عطا نہیں ہوئی۔

''كان النبي يبعث إلى قومه وبعث إلى الناس كافة، وجعلت له الأرض مسجدا وطهورا أينما أدركته الصلاة تيمم ويصلي، ومن كان قبله مشدّدٌ عليه لا يُصلون إلا في الكنائس والبيع''[138]

یعنی وہ اپنی قوم کی طرف اور سب لوگوں کی طرف مبعوث ہوں گے اور ان کے لئے تمام زمین کو سجدہ گاہ اور پاک بنادیا جائے گا تاکہ جہاں کہیں نماز کا وقت آجائے تو تیمم کریں اور نماز پڑھ لیں اور جو لوگ آپ سے پہلے تھے ان پر سختی تھی وہ گرجوں اور عبادت خانوں کے علاوہ دوسری جگہ نماز نہیں پڑھ سکتے تھے۔

شاہ حبش اور حضرت عبد المطلب رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ) علامہ عبدالرحمن تحریر فرماتے ہیں کہ جب سیف بن ذی یزن حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے بعد حبشہ پر غالب آیا اور وہاں اس کی سلطنت قائم ہوگئی تو عبدالمطلب وہب بن عبد مناف اور قریش کے تمام سرکردہ (ممتاز) افراد اُسے مبارکباد دینے کے لئے یمن میں صَنْعَاء (یمن کے دارالحکومت) میں گئے اور اجازت لے کر اندر گئے تو عبدالمطلب اس کے نزدیک بیٹھ گئے اور بات چیت کے لئے اجازت چاہی۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہایت فصیح اور بلیغ انداز میں دعا و ثناء اور مبارکباد دی۔ بادشاہ کو یہ انداز بہت اچھا لگا تو پوچھا آپ کون ہیں؟ حضرت عبدالمطلب نے فرمایا میں ہاشم کا بیٹا ہوں۔ بادشاہ نے ان کو اپنے پاس بُلایا اور تمام شُرفائے قریش کی تعظیم کی اور اُنہیں دارالضیافت (مہمان گھر)

---

138) (الوفا بأحوال المصطفٰى، الباب الرابع في بيان ذكره في التوراة والانجيل وذكر أمته واعتراف علماء أهل الكتاب ذلك، الصفحة ٣٨و٣٩، دار الكتب العلمية بيروت)

(شواهد النبوة، رکن ثالث در بیان انچه از بعثت تاہجرت واقع شده، صفحه ۴۴، مطبع نولکشور لکهنؤ)

میں لے گیا اور ان کی شایانِ شان دو کمرے مختص کر دیئے وہاں ایک ماہ تک رہے۔ اُنہوں نے اس کو دیکھا نہ واپس جانے کی رُخصت چاہی۔ ایک ماہ بعد اسے ان کا حال پوچھنے کی سوجھی ایک آدمی کو عبدالمطلب کے پاس بھیجا تاکہ اُنہیں بلالائے وہ گئے تو اُس نے اُنہیں خَلوت میں اپنے سامنے بٹھایا اور کہا اے عبدالمطلب میں تجھے اپنے علم کے مطابق کچھ بتاتا ہوں اگر تیری جگہ کوئی اور ہوتا تو میں ہر گز اس سے نہ کہتا لیکن چونکہ تم اس چیز کے معدن ہو اس لئے میں صرف تمہیں مُطلع کرتا ہوں۔ تمہیں چاہیے کہ اسے پوشیدہ ہی رکھو جب اس کے ظاہر کرنے کا وقت آئے گا تو اللہ تعالیٰ اسے ہر شخص پر ظاہر کر دے گا۔ پھر کہا ہم نے کتابِ مکنون اور علمِ مخزون میں ایک بہت بڑی خبر پائی ہے جس میں تمہاری اور تمام مخلوق کی خیریت وعافیت ہے اور وہ خبر یہ ہے کہ ایک لڑکا تہامہ یعنی مکہ مکرمہ میں یا تو پیدا ہو چکا ہے یا ہونے والے ہے جس کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوگا اور اس کے والدین انتقال کر جائیں گے اور چچا اور دادا اس کی کفالت کریں گے اللہ تعالیٰ اُسے رسول بنا کر بھیجے گا اور ہمیں اس کا مددگار اور مُعاوِن بنائے گا۔ وہ اپنے دوستوں کو عزیز رکھے گا، دشمنوں کو نزدیک نہ آنے دے گا۔ اس کے بعد وہ اپنے دوستوں کی ہر طرح مُعاوَنَت کرے گا اور جسے بھی چاہے گا اچھی چیزوں کا مالک بنادے گا، اس کے سبب سے آتشِ کفر (کفر کی آگ) بجھ جائے گی، ہر شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کا طریقہ اختیار کرے گا، شیاطین مرحوم ومَقْہُور ہو جائیں گے اور بت پرستش بند ہو جائے گی اور وہ ٹوٹ پھوٹ جائیں گے، آپ کا فرمان قولِ فصیل (آخری فیصلہ) ہوگا اور خود اس پر عمل پیرا ہوگا اور "نہی عن المنکر" کرے گا اور خود اس سے گریز کرے گا۔ جب حضرت عبدالمطلب نے یہ باتیں سُنیں تو دعا وثناء کے بعد فرمایا اے بادشاہ! اِس راز کو ذرا وضاحت سے بیان کرو۔ ابن ذی یزن نے اس عظیم ہستی کی قسم کھائی اور کہا اے عبدالمطلب آپ اِس کے بلاشبہ دادا ہیں۔ جب حضرت عبدالمطلب نے سُنا تو فوراً سجدہ ریز ہوئے۔ اِبن ذی یَزَن نے کہا اے جانِ بردار! آپ کا دِل مطمئن ہوا اور آپ کا کام ترقی پذیر ہو کیا تجھے کچھ پتہ چلا ہے کہ وہ کون ہے؟ اُنہوں نے کہا کہ میں سمجھ گیا وہ میرا ایک لائق وفائق بیٹا تھا جس کا میں نے اپنے خاندان کی لڑکی سے نکاح کیا اُن سے ایک بیٹا ہے جس کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رکھا، اس کے والدین انتقال فرما گئے ہیں، میں اور اس کا چچا اس کی تربیت کرتے ہیں۔ ابن ذی یزن بولا جو بھی میں نے تمہیں کہا ہے اس لئے کہا ہے کہ تم اِس کے حالات یہودیوں سے پوشیدہ رکھو کیونکہ وہ اُس کے دشمن ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اُن کو ان پر غالب نہ ہونے دے گا اور دیکھئے یہ باتیں اپنے ساتھیوں کو نہ بتایئے کیونکہ اُن کے مکر وفریب سے بھی میں ڈرتا ہوں۔ مبادا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے تمہیں اُن پر سیادت وسرداری حاصل ہو جائے تو وہ یا اُن کے بچے حضور ﷺ کو ہلاک کر دیں پھر کہا اگر مجھے پتہ چل جائے کہ اُن کی ولادت سے پہلے مجھے موت نہ آئے گی تو میں ہر طرح سے سوار یا پیادہ یثرب جاتا اور اُسے اپنا دارالحکومت بناتا اور آپ کی مُعاونت ونُصرت پر کمربستہ ہو جاتا۔ کیونکہ میں نے سابقہ علوم کی کُتبِ ناطقہ میں پڑھا ہے کہ آپ کا دارالملک مدینہ منورہ ہوگا اور اسی جگہ آپ کا سلسلہ کار مستحکم (مضبوط) ہوگا اور اسی شہر سے آپ کے اَعوان واَنصار اُٹھیں گے اور آپ کا مدفن بھی وہی ہوگا ورنہ اُن پر مصائب کے طوفان سے ڈرتا اور آپ کے حال سے دوسروں کو آگاہ کرتا اور عرب کو آپ کا مطیع ومُنْقَاد بناتا لیکن ایک حقیقت تم پر واضح کر دوں تم سے کوئی تقصیر (کمی) نہ ہوگی یعنی تم اپنے فرائض سے اچھی طرح عہدہ برآ ہو (سرانجام دے) سکو گے۔

اس کے قریش کے ہر فرد کو دس دس غلام، دس دس کنیزیں، دو دو چادریں، سو سو اُونٹ اور پانچ پانچ رِطل سونا، دس دس رِطل چاندی اور عنبر سے بھرے ہوئے برتن دیئے اور عبدالمطلب کو ان تمام کے برابر چیزیں دیں اور کہا آئندہ سال بھی آئے گا لیکن وہ اِسی سال مر گیا۔ اس کے بعد حضرت عبدالمطلب قریش سے کہا

کرتے تھے کہ مجھ سے نہ بڑھا کرو کیونکہ بادشاہ کی عطا اس نسبت بزرگی و شرف سے کمتر ہے جو مجھے میرے فرزندوں سے ہے۔ جب ابو طالب سے اُن فرزندوں کے بارے میں پوچھا تو آپ اُن کے نام ظاہر نہ کرتے۔[139]

امیہ ابن الصلت کا واقعہ) حضرت ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ امیہ ابن الصلت مجھ سے عتبہ بن ربیعہ کے اخلاق و احوال کے متعلق پوچھا کرتا تھا میں اسے جواب دیا کرتا تھا وہ میرے جواب کو بہت پسند کیا کرتا تھا۔ جب اس نے اُس کی عمر پوچھی تو میں نے کہا وہ عمر رسیدہ ہے۔ اس نے کہا خاموش ہو جاؤ میں تمہیں اس کا بھید (راز) بتاتا ہوں ہم نے کتابوں میں پڑھا تھا کہ ہماری سرزمین سے ایک پیغمبر مبعوث ہو گا اور مجھے یقین تھا کہ وہ میں ہوں گا جونہی میں نے اہلِ علم حضرات سے اس بارے میں عتبہ بن ربیعہ کے سوا کسی کو اس لائق نہ پایا جب تو نے یہ کہا کہ وہ عمر رسیدہ ہے تو مجھے معلوم ہو گیا کہ جو شخص چالیس سال کی عمر سے تجاوز کر گیا ہے اور ابھی مبعوث نہیں ہوا وہ پیغمبر نہیں ہو سکتا۔ جب یہ بات زبانِ زدِ خاص و عام ہو گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہو گئے۔ میں تجارت کی غرض سے ملکِ یمن میں جایا کرتا تھا میں امیہ ابن ابی الصلت کے پاس جا کر ازراہِ مذاق کہنے لگا کہ جس پیغمبر کا تجھے انتظار تھا مبعوث ہو گیا ہے۔ اس نے کہا وہ برحق ہے اور سچ کہتا ہے کہ اس کی متابعت کرو۔ میں نے کہا تم اس کی متابعت کیوں نہیں کرتے؟ کہنے لگا مجھے اپنے قبیلہ سے شرم آتی ہے کیونکہ میں اُن سے ہمیشہ یہی کہا کرتا تھا کہ وہ پیغمبر میں ہوں گا لیکن اب یہ نظر آتا ہے کہ میں بنی عبد مناف کے ایک لڑکے کی متابعت کروں گا اور اے ابو سفیان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! مجھے یہ نظر آتا ہے کہ اگر تو اس کی مخالفت کرے گا تو تیری گردن میں بکری کی طرح رسی ڈال کر اُس کے سامنے لے آئیں گے اور وہ تمہارے خلاف جیسا چاہے گا حکم دے گا۔

کہتے ہیں کہ اُمیہ بن ابی الصلت حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کا قصیدہ پڑھا۔ ابتدا میں زمین و آسمان کے اوصاف بیان کئے پھر تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے حالات بیان کئے۔ قصیدہ کے اختتام پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مِدحَت سرائی کی جس میں آپ کی رسالت کی تصدیق کی تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے سورۂ طٰہٰ پڑھ کر سنائی وہ بولا کہ میں گواہی دیتا ہوں یہ بشر کا کلام نہیں ہے لیکن میں اپنے بھائی بندوں کے مشورہ کے بغیر کوئی کام نہیں کر سکتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے اللہ تجھے نیکی دے گا مجھ پر ایمان لے آؤ اور صراطِ مستقیم اختیار کرو۔ وہ کہنے لگا جناب میں جلدی واپس آتا ہوں پھر وہ گھوڑے پر سوار ہو کر جتنی جلدی ہو سکتا تھا شام پہنچا ایک گرجے میں جہاں بہت سے راہب مشغولِ عبادت تھے اُن سے صورتِ حال بیان کی اُن میں سے ایک نے کہا جس کے متعلق تم نے یہ گفتگو کی ہے اُسے دیکھ کر پہچان سکتے ہو؟ اُس نے کہا ہاں وہ راہب یا پادری اسے اپنے گھر لے گیا جس کی دیواروں پر انبیاء کرام علیہم السلام کی تصویریں بھی ہوتی تھیں۔ اُس نے امیہ کو اندر لے جا کر ایک تصویر دکھائی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصویر دیکھی تو اُمیہ نے کہا وہ یہ ہیں۔ راہب نے کہا اللہ تعالیٰ تجھے نیکی دے جلدی سے واپس چلے جاؤ اور اس پر ایمان لے آؤ کیونکہ وہی رسولِ خدا ہیں اور خاتم النبیین ہیں۔[140]

[139] (شواهد النبوة، رکن ثانی در بیان انچه از مولود تا مبعث ظاہر شده است، صفحه ۳۰ و ۳۱، مطبع نولکشور لکھنؤ)

[140] (شواهد النبوة، رکن ثالث در بیان انچه از بعثت تا ہجرت واقع شد، صفحه ۴۰ و ۴۱، مطبع نولکشور لکھنؤ)

حضرت جابر بن عبداللہ بارگاہِ رسالت میں) غیر مقلدین کے مولوی سلیمان منصور پوری نے خصائص الکبریٰ کے حوالہ سے روایت درج کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ملکِ یمن کے سب سے بڑے عیسائی عالم (حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تھے آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دستِ حق پر اسلام قبول کیا تو اُنہوں نے کہا:

''وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِ لَقَدْ وَجَدْتُ وَصْفَکَ فِی الْاِنْجِیْلِ وَلَقَدْ بَشَّرَبِکَ ابْنُ الْبُتُوْلِ''[141]

یعنی اُس خدا کی قسم ہے جس نے حضور کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے کہ میں نے آپ کا وصف انجیل میں دیکھا ہے اور بتولِ مریم کے فرزند (عیسیٰ) نے آپ کی بشارت دی ہے۔

حضرت سلمان فارسی کے اسلام لانے کا واقعہ) اُسدُ الغَابہ میں ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مجوسیہ میں کوشش کرتا تھا اور مجھ کو آتش کدہ کا محافظ اور نگہبان بنا رکھا تھا کہ کسی وقت بھی آگ بجھنے نہ پائے۔ ایک مرتبہ میرا باپ تعمیر کے کام میں مشغول تھا اس لئے مجبوری میں مجھ کو کسی زمین اور کھیت کی خبر گیری کے لئے بھیجا اور یہ تاکید کی کہ دیر نہ کرنا۔ میں گھر سے نکلا راستہ میں ایک گرجا (بت خانہ) پڑتا تھا اندر سے کچھ آواز سنائی دی۔ میں دیکھنے کے لئے اندر داخل ہو گیا دیکھا تو ایک نصاریٰ کی جماعت ہے جو نماز میں مشغول ہے مجھ کو ان کی یہ عبادت پسند آئی اور اپنے دل میں کہا کہ یہ دین ہمارے دین سے بہتر ہے۔ میں نے اُن لوگوں سے دریافت کیا کہ اس دین کی اصل کہاں ہے ان لوگوں نے کہا ملکِ شام میں۔ اسی میں آفتاب غروب ہو گیا۔ باپ نے انتظار کر کے تلاش میں قاصد دوڑائے جب گھر واپس آیا تو باپ نے دریافت کیا کہ کہاں تھا؟ میں نے تمام واقعہ بیان کیا باپ نے کہا اِس دین (یعنی نصرانیت) میں کوئی خیر نہیں تیرے ہی باپ دادا کا دین (یعنی آتش پرستی) بہتر ہے۔ میں نے کہا ہر گز نہیں خدا کی قسم نصرانیوں کا دین ہمارے دین سے بہتر ہے۔ باپ نے میرے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دیں اور گھر سے باہر نکلنا بند کر دیا جیسے فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا:

قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهاً غَیْرِیْ لَاَ جْعَلَنَّکَ مِنَ الْمَسْجُوْنِیْنَ ○ (پارہ ۱۹، سورۃ الشعراء، آیت ۲۹)

ترجمہ: بولا اگر تم نے میرے سوا کسی اور کو خدا ٹھہرایا تو میں ضرور تمہیں قید کر دوں گا۔

(جیسا کہ عام اہل باطل کا طریق ہے) میں نے پوشیدہ طور پر نصاریٰ سے کہلا بھیجا کہ جب کوئی قافلہ شام کو جائے تو مجھ کو اطلاع کرنا چنانچہ اُنہوں نے مجھ کو ایک موقع پر اطلاع دی کہ نصاریٰ کے تاجروں کا ایک قافلہ شام واپس جانے والا ہے۔ میں نے موقعہ پا کر بیڑیاں اپنے پاؤں سے نکال دیں اور گھر سے نکل کر اُن کے ساتھ ہو لیا۔ ملکِ شام پہنچ کر دریافت کیا کہ عیسائیوں کا سب سے بڑا عالم کون ہے؟ لوگوں نے ایک پادری کا نام بتایا میں اس کے پاس پہنچا اور اس سے اپنا تمام واقعہ بیان کیا اور یہ کہا کہ میں آپ کی خدمت میں رہ کر آپ کا دین سیکھنا چاہتا ہوں مجھ کو آپ کا دین مرغوب اور پسند ہے۔ آپ اجازت دیں تو آپ کی خدمت میں ہی رہ جاؤں اور دین سیکھوں، آپ کے ساتھ نمازیں پڑھوں تو پادری نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ وہاں رہنے پر چند دنوں کے بعد یہ واضح ہو گیا کہ وہ اچھا آدمی نہ تھا۔ بڑا حریص، لالچی اور طالع تھا، دوسروں کو صدقات اور خیرات کا حکم دیتا تھا اور جب لوگ روپیہ لے کر آتے تھے تو خود جمع کر کے رکھ لیتا فُقراء اور مساکین کو نہ دیتا

[141] (رحمۃ للعالمین، باب پنجم، حصہ دوم، صفحہ ۵۲۰، دار الاشاعت، اردو بازار، کراچی)

تھا۔اسی طرح اس نے اشرفیوں کے سات مٹکے جمع کر لئے تھے جب وہ مر گیااور لوگ حسنِ عقیدت کے ساتھ اس کی تجہیز و تکفین کے لئے جمع ہوئے تو میں نے لوگوں کو اس کا حال بتایااور اُس کے اشرفیوں کے جمع کئے ہوئے سات مٹکے بھی دکھائے۔لوگوں نے یہ دیکھ کر کہا کہ خدا کی قسم ہم ایسے شخص کو ہر گز دفن نہیں کریں گے۔آخر کار اس پادری کو سولی پر لٹکا کر سنگسار کر دیااور اس کی جگہ اور عالم کو بٹھایا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اس نئے مسند نشین عالم سے بڑھ کر عالم، عابد اور زاہد دنیا سے بے تعلق کسی کو نہیں دیکھا۔ مجھے اس سے حد سے زیادہ عقیدت ہو گئی۔میں اس کی خدمت کرتا رہا جب وہ قریب المرگ ہوا تو میں نے اس سے دریافت کیا کہ آپ مجھے وصیت کیجئے کہ آپ کے بعد کس کی خدمت میں جا کر رہوں؟ تو اس نے کہا کہ موصل میں ایک عالم ہے اس کے پاس چلا جانا۔چنانچہ میں اُس کے پاس گیااور اس کے بعد اس کی وصیت کے مطابق نصیبین [142] میں ایک عالم کے پاس رہا جب وہ بھی دنیا سے کوچ کرنے لگے تو میں نے کہا کہ میں فلاں فلاں عالم کے پاس رہا ہوں اب آپ بتلائیں کہ میں کس کے پاس جاؤں؟ تو اُنہوں نے فرمایا کہ میری نظر میں اس وقت کوئی ایسا عالم نہیں کہ جو صحیح راستہ پر ہو اور میں اُس کا تم کو پتہ بتاؤں البتہ ایک نبی کے ظہور کا زمانہ قریب آ گیا ہے وہ نبی دینِ ابراہیمی پر ہو گا، عرب شریف کی سرزمین پر اسی کا ظہور ہو گا، ایک نخلستانی زمین کی طرف ہجرت فرمائے گا اگر تم وہاں پہنچ سکو تو ضرور پہنچنا۔ان کی علامت یہ ہو گی کہ وہ صدقہ کا مال نہیں کھائیں گے، ہدیہ قبول کریں گے، دونوں شانوں کے درمیان مہرِ نبوت ہو گی، جب تم اُن کو دیکھو گے تو پہچان لو گے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اُسی دوران میرے پاس کچھ بکریاں اور گائیں جمع تھیں۔اتفاقاً ایک قافلہ عرب کو جانے والا مل گیا۔میں نے اُن سے کہا کہ تم لوگ مجھے بھی اپنے ساتھ لے لو میں یہ بکریاں اور گائیں سب کی سب تم کو دے دوں گا۔تو قافلہ والوں نے رضامندی کا اظہار کر دیااور مجھے اپنے ساتھ لے لیا۔جب وادی قُریٰ میں پہنچے تو میرے ساتھ اُن قافلہ والوں نے یہ بدسلوکی کی کہ مجھے غلام بنا کر ایک یہودی کے ہاتھ فروخت کر دیا۔جب میں اس یہودی کے ساتھ آیا تو کھجور کے درخت دیکھ کر خیال ہوا کہ شاید یہی وہ سرزمین ہو لیکن ابھی پورا اطمینان نہیں ہوا تھا کہ بنی قریظہ میں ایک یہودی اُس کے پاس آیااور مجھ کو اُس سے خرید کر مدینہ منورہ لے آیا جب میں مدینہ منورہ پہنچا تو خدا کی قسم مدینہ منورہ دیکھتے ہی پہچان لیااور یقین کر لیا کہ یہ وہی شہر ہے جو مجھ کو بتلایا گیا تھا۔

صحیح بخاری شریف میں حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں دس مرتبہ سے زیادہ مالکوں کے قبضے میں یکے بعد دیگرے فروخت ہوا ہوں۔ [143]

(لوگوں نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بارہا بے رغبتی کے ساتھ دراہم معدودہ میں خریدا لیکن اس کی اصلی قیمت کسی نے نہیں پہچانی) میں مدینہ منورہ میں اس یہودی کے پاس رہااور بنی قُریظہ میں اس کے درختوں کا کام کرتا رہا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ مکرمہ میں مبعوث فرمایا مگر مجھ کو غلامی اور خدمت کی وجہ سے

[142]) نصیبین (Nusaybin) ایک تاریخی شہر کا نام ہے جو آج کل ترکی کے جنوب مشرقی علاقے میں واقع ہے اور شام کی سرحد کے قریب ہے۔ یہ شہر اپنی قدیم تاریخ، ثقافتی اہمیت، اور مذہبی حیثیت کی وجہ سے مشہور ہے۔

[143]) (صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب اسلام سلمان الفارسی رضی اللّٰہ تعالی عنہ، حدیث ۳۹۴۶، الصفحۃ ۹۶۹، دار ابن کثیر دمشق بیروت)

مطلقاً علم نہ ہوا۔ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ شریف تشریف لائے اور قُباء[144] میں قیام فرمایا تو اس وقت میں ایک کھجور کے درخت پر چڑھا ہوا کام کر رہا تھا اور میرا آقا جو کہ یہودی تھا درخت کے نیچے بیٹھا ہوا تھا کہ ایک یہودی جو کہ میرے آقا کا چچازاد بھائی تھا میں نے کہا خدا بنی قیلہ یعنی انصار کو ہلاک کرے کہ وہ قباء میں ایک شخص کے ارد گرد جمع ہیں جو مکہ سے آیا ہے اور یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص نبی اور پیغمبر ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

فَوَاللّٰہِ إِنْ هُوَ إِلَّا أَنْ قَالَهَا فَأَخَذَتْنِيْ الْعَرْوَاءُ فَرَجَفَتِ النَّخْلَةُ حَتَّى ظَنَنْتُ لَأَسْقُطَنَّ عَلَى صَاحِبِيْ

یعنی خدا کی قسم یہ سننا ہی تھا کہ مجھ پر لرزا طاری ہو گیا اور مجھ کو یہ غالب گمان ہو گیا کہ میں ابھی اپنے آقا پر گر پڑوں گا۔

ان دونوں یہودیوں نے جب حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حالت دیکھی تو متعجب ہوئے میں درخت سے اترا اور اُس خبر دینے والے یہودی سے پوچھا کہ تم کیا کہہ رہے تھے وہ خبر مجھے بھی سناؤ۔ اس پر میرے آقا کو غصہ آگیا اور مجھے زور سے ایک طمانچہ مارا اور کہا تجھ کو اس سے کیا مطلب تم اپنا کام کرو۔

جب شام کو میں اپنے کام سے فارغ ہوا اور جو کچھ میرے پاس تھا لیا اور بارگاہِ مصطفوی ﷺ میں حاضر ہوا۔ آپ اس وقت قُباء میں تشریف فرما تھے میں نے عرض کیا کہ مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ آپ کے ساتھیوں کے پاس کچھ نہیں اس لئے میں آپ کو صدقہ پیش کرتا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ذاتِ مقدسہ مطہرہ کے لئے صدقہ قبول کرنے سے انکار کر دیا نیز فرمایا کہ میرے لئے صدقہ جائز نہیں ہے اور صحابہ کو اجازت دے دی کہ تم لے لو۔ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ خدا کی قسم یہ ان تینوں علامات میں سے ایک ہے میں واپس آگیا اور پھر کچھ جمع کرنا شروع کیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو میں پھر حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ آپ کی خدمت میں کچھ ہدیہ پیش کروں صدقہ تو آپ قبول نہیں فرماتے اس ہدیہ کو شرفِ قبولیت بخشئے تو آپ نے ہدیہ کو قبول فرمایا خود بھی اُس سے کھایا اور صحابہ کو بھی کھلایا تو میں نے دل میں کہا کہ دوسری علامت ہے۔ میں واپس آگیا اور دو چار روز گزرنے کے بعد پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ اس وقت ایک جنازے کے ہمراہ جنت البقیع میں تشریف لائے تھے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ایک جماعت آپ کے ہمراہ تھی آپ درمیان میں تشریف فرما تھے۔ میں نے سلام کیا اور سامنے اُٹھ کر پیچھے کی طرف آ بیٹھا کہ مہرِ نبوت دیکھوں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمجھ گئے اور خود بخود پشت مبارک سے چادر کو اُٹھا دیا اور میں نے دیکھتے ہی پہچان لیا اور مہرِ نبوت کو بوسہ دیا اور رو پڑا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سامنے آؤ تو میں سامنے آیا۔

---

144) قُباء مدینہ منورہ کے قریب ایک تاریخی مقام ہے، جو اسلام کی پہلی مسجد کے حوالے سے مشہور ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت محمد ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت کے دوران قیام فرمایا اور مسجد قُباء تعمیر کی گئی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے فرمایا: اے عبداللہ بن عباس جس طرح آپ سے میں نے اپنا واقعہ بیان کیا ہے اسی طرح میں نے یہ تمام واقعہ تفصیلاً اپنے آقا و مولیٰ، مدنی تاجدار، حبیب کردگار، محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی صحابہ کرام علیہم الرضوان کے سامنے ہی بیان کیا اور دستِ رحمت پر اسلام قبول کیا۔[145]

انجیل میں شہادت) قاضی سلیمان منصور پوری ہی ابن سعد کی تصنیف لطیف طبقات الکبریٰ کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ سہل مولیٰ عثیمہ کہتے ہیں کہ اہلِ مریس[146] کے اندر ایک نصرانی تھا جو انجیل پڑھا کرتا تھا اُس نے بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت انجیل میں درج ہے۔ وہ اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے ہوں گے اور ان کا نام احمد ہوگا۔[147]

تبع حمیری شاہ یمن رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ) تبع شاہ یمن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا مدینہ منورہ کی سرزمین پر گزر ہوا تو اس کے ساتھ چار سو جیّد علماء بھی تھے جنہوں نے بادشاہ سے عرض کی کہ ہمیں اس شہر مبارک میں مستقل قیام کی اجازت دیجئے۔ بادشاہ نے اس کا سبب پوچھا تو اُنہوں نے کہا کہ انبیاء سابق کے صحائف میں یہ لکھا دیکھتے ہیں کہ آخر زمانہ میں ایک نبی تشریف لائیں گے اُن کا مبارک اسم شریف محمد ہوگا اور یہ سرزمین (مدینہ منورہ) ان کی دارالہجرت ہوگی۔ اس پر بادشاہ نے سب کو وہاں پر قیام پذیر ہونے کی اجازت دے دی اور ہر عالم کے لئے علیحدہ علیحدہ مکان تعمیر کروایا اور سب کے نکاح کروا دیئے اور ہر ایک کو کثیر تعداد میں مال دیا اور ایک مکانِ خاص نبی آخرالزمان محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تیار کرایا کہ جب نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت فرما کر آئیں تو اس مکان میں قیام فرمائی اور آپ کے نام ایک خط لکھا جس میں اپنے اسلام لانے اور دیدار کے اشتیاق کا اظہار کیا۔ خط کا مضمون یہ تھا:

شَهِدْتُ عَلٰى أَحْمَدَ أَنَّهٗ رَسُوْلٌ مِنَ اللّٰهِ بَارِیَ النَّسَمِ

یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

فَلَوْ مَدَّ عُمْرِیْ إِلٰى عُمْرِهٖ لَكُنْتُ وَزِيْرًا لَهٗ وَابْنُ عَمٍّ

یعنی اگر میری عمر ان کی عمر تک پہنچی تو میں ضرور ان کا معین و مددگار ہوگا۔

وَجَاهَدْتُ بِالسَّيْفِ أَعْدَاءَهٗ وَفَرَّجْتُ عَنْ صَدْرِهٖ كُلَّ غَمٍّ

یعنی اور ان کے دشمنوں سے تلوار کے ساتھ جہاد کروں گا اور ان کے دل سے ہر غم کو دور کروں گا۔

---

[145] (طبقات الکبری لابن سعد، الطبقة الثانیة من المهاجرین والانصار، سلمان الفارسی، الجزء الرابع، الصفحة ٧٢، مکتبة الخانجی بالقاهرة)
(شواہد النبوۃ، رکن رابع دربیان آنچه از ہجرت تا وفات ظاہر شدہ است، صفحہ ٦٠ تا ٦٢، مطبع نولکشور لکھنؤ)

[146] یمن کے جنوب میں الضالع کے قریب ایک مقام کا نام مریس ہے۔ یہ علاقہ اپنی تاریخی اہمیت اور موجودہ جغرافیائی و سیاسی پس منظر کے لیے مشہور ہے۔

[147] (رحمة للعالمین، باب پنجم، حصہ دوم، صفحہ ٥٢١، دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی)

تبع نے اس خط پر اپنی مہر بھی لگادی اور خط کو ایک عالم کے حوالے کر دیا اور کہا کہ اس کو بہت سنبھال کر رکھنا اگر تم نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ پاؤ تو ان کی خدمت اقدس میں میرا یہ عریضہ پیش کر دینا ورنہ اپنی اولاد کو یہ خط سپرد کر دینا اور ان کو وصیت کرنا کہ اس کو سنبھال کر رکھے اور نبی آخر الزمان کی خدمت بابرکت میں پیش کر دے۔

سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُسی عالم کی اولاد میں سے تھے جس کو تبع نے عریضہ دیا تھا اور وصیت کی تھی اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکان جہاں سرورِ کائنات محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی ہجرت کے موقعہ پر رُک گئی تھی اور آپ کی قیام گاہ رب العالمین نے مُعَیَّنْ فرمائی تھی وہ وہی مکان تھا جو تبع نامی بادشاہ نے خصوصاً آپ کے لئے تعمیر کرایا تھا بقیہ انصار مدینہ منورہ اِن ہی چار سو علماء کی اولاد سے ہیں۔

شیخ زین الدین مراغی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اگر یہ کہہ دیا جائے کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر نہیں بلکہ اپنے مکان پر جلوہ افروز ہوئے تھے تو بیجانہ ہوگا اس لئے کہ یہ مکان در حقیقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قیام تو اس مکان میں محض آپ کی تشریف آوری کے انتظار کے لئے تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری پر سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تبع بادشاہ کا وہ عریضہ بارگاہِ نبوی میں پیش کر دیا۔[148]

بُتوں میں غَلْغَلَہْ (شور ہنگامہ)

سُواع بت بولا) کفار جن بُتوں کی پوجا کرتے تھے اُن بُتوں نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اور رسالت کی گواہی دی۔ چند ایک واقعات پیشِ خدمت ہیں ملاحظہ فرمائیں اور محبوبِ ربِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت ورِفعت اور شان وشوکت کا اندازہ لگائیں۔

دنیائے اہلِ اسلام کی مشہور و معروف شخصیت علامہ عبدالرحمن جامی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں۔

راشد بن عبدربہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ عرب کے ایک قبیلے کے بت کا نام سُواع تھا لوگوں نے مجھے کچھ تحائف دیئے تاکہ سُواع کے ہاں چڑھا آؤں۔ میں سُواع کے پاس جاتے ہوئے ایک اور بڑے بت کے پاس پہنچا تو وہاں سے آواز آئی:

العجب کل العجب من خروج نبی من بنی عبد المطلب یحرم الزنا والربا والذبح للاصنام وحرست السماء ورمینا بالشھب العجب کل العجب

یعنی بڑا تعجب ہے اس نبی کی آمد جو حضرت عبدالمطلب کی اولاد سے ہے جس نے زنا، سود اور بتوں کے نام پر ذبح کئے ہوئے کو حرام کیا اور آسمان کو محفوظ اور ستاروں کے ساتھ شیاطین کو مارا کیا بڑا تعجب ہے۔

اس کے بعد ایک اور بت سے آواز آئی: ترک الضماد وکان یعبد مرۃ اخرج نبی یصلی الصلٰوۃ ویامر بالزکٰوۃ والصیام۔

---

[148] (شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ، تابع المقصد الاول، قصۃ سراقۃ، الجزء الثانی، الصفحۃ ۱۶۴و۱۶۵، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

یعنی جس کی عبادت کی جاتی تھی اس کی عبادت چھوڑ دی گئی مبعوث کیا گیا ہے جو ایک نبی جو نماز پڑھتا ہے اور زکوٰۃ اور روزہ کا حکم دیتا ہے۔

پھر ایک اور بت سے آواز آئی: ان الذی ورث النبوت و الھدی بعد ابن مریم من قریش احمد[149]

بے شک مریم کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کے بعد نبوت اور ہدایت کے جو وارث ہوئے وہ قریش سے حضرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

غسان عامری کے بت کا اعلان) نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ساتھ ایک دن جلوہ افروز تھے کہ ایک اُونٹنی سوار آیا اُس کے چہرہ پر نیند اور تھکاوٹ کے آثار نظر آرہے تھے۔ اُس سوار نے آتے ہی پوچھا کہ تم میں سے محمد رسول اللہ کون ہیں؟ صحابہ کرام نے بتایا تو کہنے لگا آپ کو اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے وہ آپ بتاتے ہیں یا کہ میرے بتوں نے جو کچھ مجھے بتایا وہ میں بتاؤں۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو اسلام پیش کیا وہ کہنے لگا میرا نام غسان بن مالک العامری ہے ہمارے ہاں ایک بت ہے جس کو ہر قسم کی قربانیاں پیش کی جاتی ہیں۔ ایک عصام نامی شخص قربانی دے رہا تھا کہ بت سے آواز آئی:

يَاعِصَامُ يَاعِصَامُ بَلِّغِ الْأَنَامَ جَاءَ الْإِسْلَامُ بَطَلَتِ الْأَصْنَامُ وَخَتَنَتِ الدِّمَاءُ وَوَصَلَتِ الْأَرْحَامُ وَظَهَرَتِ الْحَنْفِيَّةُ وَالسَّلَامُ

اے عصام عصام یہ اعلان کردے کہ اسلام آگیا بت باطل ہوگئے اور خون محفوظ ہو گیا صلہ رحمی کا دور آگیا حنیفیت اور صراطِ مستقیم واضح ہوگئی اور سلام۔

عصام ڈر کر باہر آگیا اور ہمیں خبر دی کہ تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ آپ کی خبر ہمیں پہنچی اُنہی دنوں ایک طارق نامی آدمی قربانی کے لئے بت کے پاس گیا۔ بت سے آواز آئی:

يَاطَارِقُ يَاطَارِقُ بُعِثَ النَّبِيُّ الصَّادِقُ جَآ بِوَحْيِ النَّاطِقِ مِنْ عَزِيْزِ الْخَالِقِ

یعنی اے طارق! اے طارق! نبی صادق علیہ السلام مبعوث ہو چکے ہیں ایسی وحی لے کر تشریف لائے ہیں جو ناطق ہے اور عزیز الخالق سے ہے۔

محفلِ نعت) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے یہ بات سنی تو تکبیر خداوندی کہنے لگے اس کے بعد غسّانؓ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس ضمن میں میں نے تین اشعار کہے ہیں اجازت ہو تو پڑھوں پھر اس نے اسی مجلس میں پڑھ کر سنائے۔[150]

---

149) (حجۃ اللّٰہ علی العالمین، الباب السادس فی بعض ما سمع من أجواف الأصنام وغیرھا من البشائر بهﷺ، الصفحة ۱۴۴، دار الکتب العلمیة بیروت)

(شواھد النبوۃ، قسم ثانی از رکن رابع در بیان شواہد ودلائل، الصفحة ۱۰۷، مطبع نولکشور لکھنؤ)

(الوفا بأحوال المصطفی، الباب الاول فی ذکر الھواتف بنبوۃ نبینا ﷺ، الصفحة ۱۵۳، دار الکتب العلمیة بیروت)

150) (شواھد النبوۃ، قسم ثانی از رکن رابع در بیان شواہد ودلائل، الصفحة ۱۰۸، مطبع نولکشور لکھنؤ)

ضمار بت کی نعت) عباس بن مرداس بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن گرسگاہ اونٹ چرا رہا تھا ناگاہ ایک سفید شُتر مرغ نمودار ہوا۔ میں نے دیکھا کہ اس پر کوئی آدمی سوار ہے جو مجھے کہنے لگا اے عباس بن مرداس۔ ''اِنَّ الَّذِیْ نُزِّلَ عَلَیْہِ الْبِرُّ وَالتَّقْوٰی'' یعنی بیشک وہ عظیم پیغمبر جس پر نیکی اور تقویٰ کا نزول ہوا۔

میں ڈر کر اونٹوں سے باہر آگیا اور ایک بت کے پاس آگیا جسے میں پوجا کرتا تھا اس کا نام ضماد تھا اس کے پاس جا کر میں نے اس پر ہاتھ رکھا اور اُسے چوما۔ ناگاہ بُت سے آواز آئی:

قُلْ لِلْقَبَائِلِ مِنْ سَلِیْمٍ کُلِّھَا	أَوْدٰی ضِمَارٌ وَعَاشَ أَھْلُ الْمَسْجِدِ
اِنَّ الَّذِیْ وَرِثَ النُّبُوَّۃَ وَالْھُدٰی	بَعْدَ ابْنِ مَرْیَمَ مِنْ قُرَیْشٍ مُھْتَدِی
أَوْدٰی ضِمَارٌ وَّکَانَ یَعْبُدُ مَرَّۃً	قَبْلَ الْکِتَابِ اِلَی النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ

یعنی سُلیم کے سب قبیلوں کو کہہ دو کہ ضماد ہلاک ہو گیا اور مسجد والے کامیاب ہو گئے کیونکہ عیسیٰ ابن مریم کے بعد نبوت و ہدایت کا وارث قریش کا ہدایت یافتہ شخص محمد (ﷺ) ہو گیا ہے۔ ضمار برباد ہو گیا حالانکہ کبھی اس کی پوجا کی جاتی تھی نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کتابِ حکیم آنے سے پہلے۔

اس کے بعد میں ڈرتا ڈرتا باہر آیا اور اپنی قوم کو سارا ماجرا سنایا اور تین ہزار آدمی لے کر میں مدینہ پہنچا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ مجھ پر پڑی تو مسکرا کر فرمایا اے عباس تمہارے نزدیک اسلام کیسا دین ہے؟ تو میں نے سارا قصہ کہہ سنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم سچ کہتے ہو آپ بہت خوش ہوئے تو ہم سب مل کر حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے۔[151]

وائل بن حجر کے آنے کی غیبی خبر) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور میری آمد کی اطلاع نبی غیب داں (غیب کو جاننے والے نبی) صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اَصحاب کو میرے آنے سے پہلے ہی دے دی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کے پاس حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دور دراز علاقہ حضر موت سے آرہا ہے جس کو اللہ تعالیٰ کی ذات اور میری ذات کی طرف رغبت ہے اور وہ شاہی خاندان میں سے ہے۔

عقیدۂ صحابہ) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام میں سے جو صحابی بھی مجھے ملتا تو کہتا آپ کی آمد کی تین مرتبہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو اطلاع دی ہے، جب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے مرحبا فرمایا اور اپنی چادر مبارک بچھا کر مجھے اپنے قریب اُس کے اوپر بٹھایا اور بارگاہِ خداوندی میں میرے لئے یہ دعا کی۔

---

151) (حجۃ اللّٰہ علی العالمین، الباب السادس فی بعض ما سمع من أجواف الأصنام وغیرھا من البشائر بہ ﷺ، الصفحۃ ۱۴۵، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(شواھد النبوۃ، قسم ثانی از رکن رابع در بیان شواہد ودلائل، الصفحۃ ۱۰۸، مطبع نولکشور لکھنؤ)

''اَللّٰھُمَّ بَارِکْ فِیْ وَائِلِ بْنِ حَجَرٍ وَوَلَدِہٖ وَوَلَدِ وَلَدِہٖ''

یعنی اے اللہ تعالیٰ وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برکت دے اور اُس کی اولاد دراولاد میں برکت فرما۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور مجھے اپنے سامنے کھڑا کرکے فرمایا یہ وائل بن حجر ہے جو تمہارے پاس دور دراز علاقہ حضر موت سے آیا ہے۔اس کے دل میں اسلام کی رغبت اور محبت ہے۔ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے آپ کی بعثت کی خبر پہنچی تھی اور میں اپنے ملک میں باوقار شخص تھا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر احسان کیا ہے کہ میں نے وہ سب کچھ چھوڑ کر دینِ الٰہی کو اختیار کر لیا ہے تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے

''اَللّٰھُمَّ بَارِکْ فِیْ وَائِلِ بْنِ حَجَرٍ وَوَلَدِہٖ وَوَلَدِ وَلَدِہٖ''

یعنی اے اللہ تعالیٰ وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برکت دے اور اُس کی اولاد دراولاد میں برکت فرما۔

عقیق بت) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی حاضری کا سبب بیان کرتے ہوئے عرض کیا کہ ہمارا عقیق کا بت تھا میں دوپہر کو سویا ہوا تھا کہ میں نے اس دیوار کے جس کے ساتھ وہ بت تھا ایک آواز سُنی۔ میں بُت کے پاس آیا اور بُت کو سجدہ کیا تو اچانک کسی کہنے والے نے یہ کہا وائل بن حجر کے لئے تعجب ہے کہ اس کو یہ خیال ہے کہ میں مذہب کو جانتا ہوں حالانکہ وہ نہیں جانتا اس تراشے اور اپنے ہاتھ سے بنائے ہوئے بت سے کیا امید ہے جو نہ نفع دے سکتا ہے اور نہ نقصان۔کاش یہ پتھر کو پوجنے والا میرے حکم کی اطاعت کرے۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا کہ آواز دینے والے کیا تو میری آواز کو سنتا ہے تو اُس نے جواباً کہا:

اِرْحَلْ اِلٰی یَثْرَبَ ذَاتِ النَّخَلٖ   تَدِیْنُ دِیْنَ الصَّاءِمِ الْمُصَلِّیْ

مُحَمَّدِ النَّبِیِّ خَیْرِ الرُّسُلٖ

یعنی کھجوروں والی جگہ یثرب کی طرف جاؤ اور اس ہستی کا دین اپناؤ جو نماز پڑھنے والے اور روزہ رکھنے والے ہیں جو کہ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی ہیں اور سب رسولوں سے بہتر ہیں۔

پھر وہ بت منہ کے بل گر گیا اور اُس کی گردن ٹوٹ گئی تو میں نے اُس بُت کے پاس کھڑے ہو کر اس کو سیدھا کیا اور فوراً میں مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوا اور مسجد نبوی شریف میں حاضر ہو گیا۔[152]

[152] (حجۃ اللّٰہ علی العالمین، الباب السادس فی بعض ما سمع من أجواف الأصنام وغیرھا من البشائر بہ ﷺ، الصفحۃ ۱۴۷، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

مدنی مدینے والے) حضرت جابر بن مُطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے ایک ماہ پہلے ہم ایک بُت کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور ہم نے اونٹ کو ذبح کیا۔ اچانک بُت کے پیٹ سے ایک چیخنے والے نے چیخ کر کہا ایک عجیب بات کو کان کھول کر سنو۔ شیطان کا چوری چوری آسمان سے باتیں سننا ختم ہو گیا ہے اور ان پر شہاب ثاقب پھینکے گئے ہیں: "لِنَبِيٍّ بِمَكَّةَ اِسْمُهٗ اَحْمَدُ مُهَاجِرُهٗ اِلٰى يَثْرَبَ"

یعنی سب کچھ اس نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے ہوا ہے جو کہ مکہ مکرمہ میں تشریف لانے والے ہیں ان کا نامِ نامی اسم گرامی احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، ان کی ہجرت گاہ یثرب (مدینہ منورہ) ہے۔

حضرت جُبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم پر حیرانگی کا عالم طاری ہو گیا اور سب کام چھوڑ دیئے اور نبی آخر الزماں محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت ہوئی۔[153]

بُت کی پکار) حضرت خویلد الضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک بت کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ہم اچانک اس کے اندر سے زوردار آواز آئی:

ذَهَبَ اِسْتِرَاقُ الْوَحْيِ وَرُمِيَ بِالشُّهُبِ لِنَبِيٍّ بِمَكَّةَ اِسْمُهٗ اَحْمَدُ وَمُهَاجِرُهٗ اِلٰى يَثْرَبَ يَأْمُرُ بِالصَّلَاةِ والصيام وَالْبِرِّ وَالصِّلَةِ لِلْاَرْحَامِ

یعنی وحی کا چوری ہونا ختم ہو گیا، جنوں پر شہابِ ثاقب پھینکے جاتے ہیں کیونکہ ایک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ میں مبعوث ہوئے ہیں ان کا اسم شریف احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے جو نماز، روزہ، نیکی اور صلہ رحمی کا حکم فرماتے ہیں۔

ہم اُٹھ کھڑے ہوئے اور لوگوں سے اس نبی کے متعلق دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا: خَرَجَ بِمَكَّةَ نَبِيٌّ اِسْمُهٗ اَحْمَدُ[154]

یعنی وہ نبی مکہ مکرمہ میں تشریف فرما ہیں ان کا نام احمد ہے۔

بت نے نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات سنائیں) حضرت سعید بن عمرو الھذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے ایک بت پر ایک جانور ذبح کیا تو اُس بت میں سے آواز آئی،

اَلْعَجَبُ كُلَّ الْعَجَبِ خَرَجَ نَبِيٌّ مِنْ بَنِيْ عَبْدِالْمُطَّلِبِ يُحَرِّمُ الزِّنَا وَيُحَرِّمُ الذَّبْحَ لِلْاَصْنَامِ وَحُرِسَتِ السَّمَآءُ وَرُمِيْنَا الشُّهُبِ[155]

بہت زیادہ تعجب ہے کہ بنی عبد المطلب سے ایک نبی جلوہ افروز ہوئے ہیں جو زنا اور بتوں کے لئے جانور ذبح کرنے کو حرام قرار دیتے ہیں اور آسمان محفوظ ہو گئے ہیں کہ اب شیطان آسمانی خبریں نہیں لا سکتے اور ہم پر شہاب ثاقب پھینکے گئے ہیں۔

---

153) (حجة الله على العالمين. الباب السادس فى بعض ما سمع من أجواف الأصنام وغيرها من البشائر به ﷺ. الصفحة ۱۴۷. دار الكتب العلمية بيروت)

154) (حجة الله على العالمين. الباب السادس فى بعض ما سمع من أجواف الأصنام وغيرها من البشائر به ﷺ. الصفحة ۱۴۷. دار الكتب العلمية بيروت)

155) (حجة الله على العالمين. الباب السادس فى بعض ما سمع من أجواف الأصنام وغيرها من البشائر به ﷺ. الصفحة ۱۴۸. دار الكتب العلمية بيروت)

بت نعت خوانِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قبیلہ خثعم کے ایک شخص سے روایت بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ خثعم والے بتوں کی عبادت کرتے تھے۔ایک رات ہم ایک بت کے پاس بیٹھ کر کسی تنازعہ کا فیصلہ کر رہے تھے کہ بُت کے اندر سے ایک گرجدار آواز آئی:

مِنْ سَاطِعٍ يَّجْلُوْ دُجَى الظَّلَامِ هٰذَا نَبِيٌّ سَيِّدُ الْأَنَامِ

مِنْ هَاشِمٍ فِيْ ذُرْوَةِ السَّنَامِ يَصْدَعُ بِالْحَقِّ وَبِالْإِسْلَامِ

اَعْدَلُ ذِيْ حُكْمٍ مِّنَ الْأَحْكَامِ مُسْتَعْلِنٌ بِالْبَلَدِ الْحَرَامِ

قَدْ طَهَرَ النَّاسُ مِنَ الْاٰثَامِ جَآءَ بِهَدْمِ الْكُفْرِ بِالْإِسْلَامِ [156]

یعنی اے بتوں سے فیصلہ طلب کرنے والو کیا تم جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں تم نہیں دیکھتے؟ تم کس قدر کم عقل ہو کہ بتوں کی طرف حکم کی نسبت کرتے ہو۔کیا تم نہیں دیکھ رہے جو میرے سامنے ہے،وہ ایسے چمکتے ہوئے نور ہیں جس نے ظلمتوں اور تاریکیوں کو دور کر دیا ہے۔وہ نبی ہیں اور تمام لوگوں کے سردار ہیں۔وہ بنو ہاشم سے بلندی کی چوٹی پر ہیں جو حق اور اسلام کی دعوت دیتے ہیں بہت زیادہ انصاف والے ہیں۔بلد الحرام مکہ مکرمہ میں اعلان کرنے والے ہیں اور اُن کی وجہ سے لوگ گناہوں سے پاک ہو گئے ہیں اور وہ جلوہ افروز ہوتے ہی اسلام سے کفر کو ختم کر دیا ہے۔قبیلہ خثعم والے کہتے ہیں کہ ہم اس آواز پر حیران ہو گئے اور مکہ مکرمہ کی طرف چل دیئے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔

بت کی نعت خوانی) امام جلال الدین سیوطی اور امام یوسف نبہانی قدس سرہما الربانی فرماتے ہیں کہ حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ قریش کا ایک گروہ ورقہ بن نوفل،زید بن عمرو بن نفیل،عبداللہ جحش،عثمان بن حویرث رات کو ایک بت کے پاس آئے تو اُنہوں نے بت کو منہ کے بل گرا ہوا دیکھا اور اس کی اس حالت پر متعجب ہوئے اور اُس بت کو اُٹھا کر سیدھا کیا تو پھر وہ اوندھا گر پڑا۔عثمان بن حویرث نے کہا کہ اس کے اوندھے گر پڑنے میں ضرور حکمت ہے۔

یہ رات وہی رات تھی جس رات کو سرورِ کائنات،حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کائنات میں جلوہ افروز ہوئے تھے۔بت سے آواز آئی۔

تَرَدّٰى لِمَوْلُوْدٍ اَنَارَتْ بِنُوْرِهٖ جَمِيْعُ فِجَاجِ الْأَرْضِ بِالشَّرْقِ وَالْغَرْبِ

وَخَرَّتِ الْأَوْثَانُ طُرًّا وَاَرْعَدَتْ قُلُوْبُ مُلُوْكِ الْأَرْضِ طُرًّا مِنَ الرُّعْبِ

وَنَارُ جَمِيْعِ الْفُرْسِ بَاخَتْ وَأَظْلَمَتْ وَقَدْ بَاتَ شَاهُ الْفُرْسِ فِيْ اَعْظَمِ الْكُرْبِ

---

[156]) (حجة الله على العالمين، الباب السادس فی بعض ما سمع من أجواف الأصنام وغيرها من البشائر بهﷺ، الصفحة١٢٦، دار الكتب العلمية بيروت)

وَصَدَّتْ عَنِ الْكُهَانِ بَالْغَيْبِ جِنُّهَا   فَلَا مُخْبِرَ مِنْهُمْ بِحَقٍّ وَلَا كِذْبٍ

فَيَآلَقُصَىٰ إِرْجِعُوا عَنْ ضَلَالِكُمْ   وَهُبُّوا اِلَى الْاِسْلَامِ وَالْمَنْزَلِ الرَّحَبْ[157]

بت اُس نور کی وجہ سے گر پڑا ہے جس نور نے مشرق و مغرب کو روشن کر دیا ہے۔ سب بت تھر تھرا کر گر پڑے ہیں اور سب بادشاہوں کے دل کانپ اُٹھے ہیں۔ فارس کی مدتوں کی آگ بجھ گئی ہے۔ فارس کے بادشاہ نے آج کی رات بڑے مصائب میں گزاری۔ کاہنوں کے جن کاہنوں کے پاس آسمان کی خبریں لانے سے رک گئے ہیں۔ اب اُن کو نہ کوئی سچی خبریں دینے والا ہے اور نہ ہی جھوٹی۔ اے آلِ قصیٰ اپنی گمراہی سے لوٹ کر اسلام اور اپنی واضح منزل کی طرف آ جاؤ۔

تیری آمد تھی کہ بیت اللہ مجرے کو جھکا۔ تیری ہیبت تھی کہ بت تھر تھرا کر گر پڑا بت نے ولادتِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر دی) علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ زید بن عمرو بن نفیل اور ورقہ بن نوفل رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ابرہہ بادشاہ کے بعد ہم نجاشی بادشاہ کے پاس گئے تو نجاشی بادشاہ نے ہم سے کہا کہ جو کچھ میں پوچھوں مجھے بالکل درست بتانا۔ اُس نے پوچھا کہ تمہارے قبیلہ میں ایسا کوئی بچہ پیدا ہوا ہے کہ جس کے والد کو ذبح کیا جانا تھا مگر اُس کی قربانی کے بدلے اونٹ ذبح کر دیئے گئے؟ ہم نے کہا ہاں۔ بادشاہ نے پوچھا کیا تم کو اس شخص کے متعلق علم ہے کہ اُس نے کیا کیا۔ ہم نے نجاشی بادشاہ سے کہا کہ اُس شخص نے ایک آمنہ نامی عورت سے نکاح کیا اور تھوڑی دیر بعد اُس شخص کا انتقال ہو گیا۔ جب اُس کا انتقال ہوا تو اس کی زوجہ حاملہ تھی۔ پھر اُس نے پوچھا کہ کیا اس عورت کے ہاں اس بچہ کی ولادت ہوئی ہے یا کہ نہیں؟ ورقہ نے کہا اے بادشاہ! اے رات میں ایک بت کے پاس تھا کہ اس بت میں سے میں نے یہ آواز سنی

وُلِدَ النَّبِيُّ فَذَلَّتِ الْأَمْلَاكُ   وَنَاىَ الضَّلَالُ وَأَدْبَرَ الْإِشْرَاكُ

یعنی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہو گئے ہیں۔ بادشاہ ذلیل و رسوا ہو گئے، گمراہی و ضلالت دور ہوئی اور شرک بھاگ گیا۔

پھر وہ بت اپنے سر کے بل گر پڑا۔ حضرت ورقہ فرماتے ہیں کہ زید جو میرے ساتھی تھے اُنہوں نے کہا کہ بادشاہ سلامت میں اس رات کو جبل ابو قبیس پر آیا اور میں نے اس پہاڑ پر ایک آدمی کو آسمان سے اُترتے ہوئے دیکھا جس کے دو ہزار بازو تھے۔ وہ جبل ابو قبیس پر اترا اور مکہ مکرمہ کی طرف اُس نے جھانک کر کہا

ذَلَّ الشَّيْطَانُ وَبَطَلَتِ الْأَوْثَانُ وَوُلِدَ الْأَمِيْنُ[158]

یعنی شیطان ذلیل ہو گیا، بت ٹوٹ گئے اور حضرت امین (نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تشریف لے آئے ہیں۔

تیری آمد تھی کہ اصنامِ حرم ٹوٹ گئے

---

157) (الخصائص الکبری، باب ماظهر فی لیلة مولده ﷺ من المعجزات والخصائص، الجزء الاول، الصفحة ۸۹، دار الکتب العلمیة بیروت)

(حجة اللّٰه علی العالمین، الباب السادس فی بعض ما سمع من أجواف الأصنام وغیرها من البشائر به ﷺ، الصفحة ۱۴۷، دار الکتب العلمیة بیروت)

158) (الخصائص الکبری، باب ماظهر فی لیلة مولده ﷺ من المعجزات والخصائص، الجزء الاول، الصفحة ۸۹، دار الکتب العلمیة بیروت)

(حجة اللّٰه علی العالمین، الباب السابع فی بعض بشائر متفرقة بنبوته ﷺ، الصفحة ۱۵۰، دار الکتب العلمیة بیروت)

ناجر بت نے بشارت دی) حضرت مازن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں قریہ عُمان میں رہتا تھااور وہاں کے بتوں کی خدمت کیا کرتا تھاوہاں ایک بہت بڑابت تھا جس کو ناجر کہتے تھے۔ میں نے ایک دن اُس بُت کو سجدہ کیاتواُس سے میں نے یہ بشارت سنی۔

یا مازن اسمع تسر ظهر خير وبطن شر بعث نبی من مضر بدين الله الكبر فدع نحيتا من حجر تسلم من حر سقر

یعنی اے مازن بشارت سن اور خوش ہو خیر البشر کا ظہور ہونے والا ہے۔ قبیلہ مضر سے ایک نبی ظاہر ہوں گے دین حق لے کر آئیں گے یہ پتھر کھدے ہوئے بت ہیں انہیں چھوڑتا کہ سقر سے نجات حاصل ہو۔

حضرت مازن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آواز سن کر میں حیران تھا کہ پھر دوسری آواز آئی۔

أقبل إلی أقبل تسمع ما لا يجهل ہذا نبی مرسل جاء بحق منزل فآمن به کی تعدل

یعنی ادھر دیکھ ادھر دیکھ سن اور جہالت نہ کر۔ یہ نبی مرسل شریعتِ حقہ لے کر نازل ہوئے ہیں پس اُن پر ایمان لا۔

یہ آواز سن کر میں نے خیال کیا کہ حجاز مقدس میں ضرور کوئی پیغمبر ظاہر ہوا ہے جو دینِ حق کی طرف بلاتا ہے پس مجھ کو اس چیز کی جستجو ہوئی۔ ان ہی دونوں میں حجاز سے عمان میں ایک قافلہ آیا۔ مجھے اس قافلہ کا جب علم ہوا تو میں خود آ کر اس قافلہ والوں کے پاس گیا اُن سے حجازِ مقدّس کی خبریں دریافت کیں تو معلوم ہوا کہ مکہ مکرمہ میں ایک شخصیت جلوہ افروز ہے جن کا نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اور دین حق پھیلانے کے لئے آیا ہوں۔ یہ سُن کر مجھے یقین آگیا کہ یہ وہی نبی ہیں جن کے متعلق میں نے دو دفعہ آواز سنی ہے پھر میں نے جلدی جلدی سامانِ سفر باندھا اور مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوا۔ بارگاہِ نبوی میں حاضر ہو کر میں نے سرورِ کائنات، فخرِ موجودات علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کے دستِ اقدس پر اسلام قبول کیا۔

اِختیارِ رسول صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم) حضرت مازن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اسلام قبول کرنے کے بعد میں نے تین چیزوں کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا:

(۱) مجھے گانے بجانے اور شراب نوشی کی بہت عادت ہے۔

(۲) ہمارے ملک میں قحط بہت زیادہ رہتا ہے۔

(۳) میں بے اولاد ہوں مجھے اولاد کی بہت زیادہ تمنا ہے۔

اس عرض پر حبیبِ کبریا، رازدارِ ربّ العُلا نے میرے لئے دعا فرمائی:

اللهم أبدله بالطرب قراءة القرآن وبالحرام الحلال وبالخمر ريا لا اثم فيه وبالعهر أی الزنا العفة وأته بالحياء وهب له ولداً۔

یعنی اے اللہ! اسے نغمہ وطرَب کی جگہ قرأتِ قرآن میں لذّت عطافرما، حرام کے بجائے حلال روزی دے اور شراب کی بدولت پاکیزہ سیر ابی عطا کر اور بدکاری کے بدلے عِفّتُ اور پاکدامنی عنایت فرما،اِسے حیاءاوراولاد سے نواز۔

حضرت مازِن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں آپ کی دعا کی برکت سے میرے تمام عیب جاتے رہے ہمارا ملک سرسبز وشاداب ہوگیا، قحط سالی جاتی رہی، چار عورتیں میرے نکاح میں آئیں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے حیان بن مازن جیسالائق بیٹاعطافرمایا۔[159]

نورِ محمدی سے بتوں کی تباھی) تاریخ الخمیس میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کبھی لَات اور عزیٰ بتوں کے پاس سے گزرتے تو وہ بُت پکاراُٹھتے کہ اے وہ ذات جس میں حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کانور جلوہ گرہے ہم سے دور ہوجا۔اس لئے کہ اس نورِ مبارک کے ہاتھوں ہماری اور دنیا بھر کے بتوں کی تباہی اور ہلاکت ہوگی۔[160]

کعبہ معظمہ نے سجدہ کیا) حضرت عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ شبِ ولادت کو میں کعبہ میں تھا سحری کے وقت میں نے دیکھا کہ کعبہ نے مقامِ ابراہیم کی طرف سجدہ کیااور تکبیر کہی اور تمام بُت جو کعبہ اور اس کے ارد گرد نَصبْ (کھڑے) کئے ہوئے تھے اوندھے گر گئے۔جب ہبل نامی سب سے بڑابُت گراتواس کے اندر سے آواز آئی کہ آگاہ ہو نبی آخرالزمان پیدا ہوگئے اُن کانور مشرق سے مغرب تک روشن ہوگیا۔[161]

لات اور عزی کا بشارت دینا) نبی آخرالزماں، سیّاحِ لامکاں، سیّدِعالم، جنابِ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اِس ظُلمت کدہ (بے نور) عالم کو اپنی جلوہ افروزی سے بقعہ نور بنایا تو،

نُكِسَتِ الْأَصْنَامُ كُلُّهَا وَأَمَّا اللَّاتُ وَالْعُزّٰى فَإِنَّهُمَا خَرَجَا مِنْ خِزَانَتِهِمَا وَهُمَا يَقُوْلَانِ وَيْحُ قُرَيْشٍ جَاءَ هُمُ الْأَمِيْنُ جَاءَ هُمُ الصِّدِّيْقُ[162]

یعنی تمام بت اوندھے ہوگئے لات اور عزیٰ اپنے اپنے مقام سے نکل کر کہہ رہے تھے قریش کے لئے افسوس ہے کیونکہ ان کے پاس امین اور صدیق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے ہیں۔

عاشقِ رسول جن اور گستاخ جن کی کھانی) مکہ مکرمہ میں ولید نامی ایک کافر رہتا تھا۔اس کے پاس سونے کاایک بُت تھا جس کی وہ پوجا کرتا تھا۔ایک روز اُس بت نے بولنا شروع کر دیا اور کہنے لگا لوگو! محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے رسول نہیں ہیں اُس کی نبوت کی تصدیق نہ کرنا۔یہ سن کر ولید بہت خوش ہوا اور خوشی سے باہر نکلا اور لوگوں کو مبارک باد دی کہ آج میرے معبود نے کلام فرمایا ہے اور واضح الفاظ میں اُس نے اعلان کیا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ

---

[159] (دلائل النبوۃ للبیہقی، جماع أبواب المبعث، باب سبب اسلام مازن الطائی، الجزء الثانی، الصفحۃ۲۵۶و۲۵۷، دار الریان للتراث القاھرۃ)

(حجۃ اللہ علی العالمین، الباب السادس فی بعض ماسمع من أجواف الأصنام وغیرھا من البشائر بہﷺ، الصفحۃ۱۲۵، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

[160] (تاریخ الخمیس فی أحوال انفس نفیس، ذکر ولادۃ عبداللہ، الجزء الاول، الصفحۃ ۱۸۲، مؤسسۃ شعبان بیروت)

[161] (شواھد النبوۃ، رکن ثانی وبیان در بیان انچہ از مولود تامبعث ظاہر شد، الصفحۃ ۲۲، در مطبع منشی نولکشور لکھنؤ)

[162] (الخصائص الکبری، باب ما ظھر فی لیلۃ مولدہﷺ من المعجزات والخصائص، الجزء الاول، الصفحۃ۸۱، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

وآلہ وسلم)اللہ کے رسول نہیں ہیں۔ یہ سن کر خوشی خوشی کافر اُس کے گھر آئے اور اُنہوں نے بت کو یہ جملے دہراتے سنا جس سے اُن کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ دوسرے روز اُنہوں نے ایک جلسۂ عام کا اعلان کیا۔ ولید کے گھر بت سے وہی جملے سننے کے لئے بہت سے کُفّار جمع ہوگئے تو کفار نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی دعوت دی تاکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی بت سے وہی الفاظ سن جائیں چنانچہ اُن کی دعوت پر امام الانبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تشریف لائے۔ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد ہوئی تو بت بول اُٹھا کہ اے مکہ مکرمہ والو! یقین جان لو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں اُن کا ہر فرمان سچا ہے، ان کا دین برحق ہے، تم اور تمہارے بت جھوٹے ہیں اور خود بھی گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والے ہیں۔ اگر تم اس رسولِ برحق پر ایمان نہ لاؤ گے تو جہنم میں جاؤ گے لہٰذا سوچو اور سمجھو اور فوراً اس سچے رسول کی غلامی اختیار کرلو۔ بت نے جب یہ وعظ ونصیحت کی تو ولید بہت زیادہ گھبرایا اور بت کو غصے سے زمین پر دے مارا اور اُس کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت عظمت اور شان وشوکت سے جب واپس آرہے تھے تو راستے میں ایک گھوڑ سوار ملا اور وہ سبز پوش تھا۔ اُس کے ہاتھ میں خون آلود تلوار تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا تم کون ہو؟ تو اُس نے عرض کیا حضور میں جن ہوں مسلمان ہوں اور آپ کا نیاز مند، جبل طور پر رہتا ہوں۔ میرا نام مہین بن العبیر ہے۔ میں کچھ دنوں کے لئے باہر گیا ہوا تھا جب آج میں واپس آیا تو میرے گھر والے رو رہے تھے۔ میں نے رونے کی وجہ دریافت کی تو اُنہوں نے بتایا کہ مسفر نامی کافر جن مکہ معظمہ میں آکر ولید کے بت میں داخل ہو کر آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اقدس میں توہین آمیز کلمات کہہ گیا ہے۔ آج وہ پھر گیا ہے کہ پھر بت میں داخل ہو کر محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اقدس میں بکواس کرے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سن کر مجھے سخت غصہ آیا اور میں تلوار لے کر اُس کے پیچھے دوڑا اور راستے میں ہی اس کو اس تلوار سے قتل کردیا۔ پھر اس ولید کافر کے بت میں خود داخل ہو کر آپ کی مدح سرائی کی۔ آج جس قدر بھی تقریر کی وہ میں نے ہی کی ہے۔ رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ قصہ سن کر خوشی اور مسرّت کا اظہار فرماتے ہوئے اس کے لئے دعائے مغفرت کی۔[163]

جِن کی گواھی) خلیفۂ دوم امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما تھے کہ ان کے پاس ایک شخص سواد بن قارب گزرا۔ لوگوں نے بتایا کہ اسے جنوں نے اسلام اور بعثتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آگاہ کیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے اپنے پاس لایا اور اسے کہا کیا تم کاہن ہو؟ وہ بہت غضب ناک ہوا اور کہنے لگا آج تک یہ بات کسی نے مجھے نہیں کہی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا خفا نہ ہو مجھے یہ بتاؤ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کے متعلق کون سے جنوں نے اطلاع دی تھی؟ کہنے لگا ایک دن میں نیم خوابی (آدھی نیند) کے عالم میں تھا کہ ایک جن میرے پاس آیا اور مجھے اپنے پاؤں سے ٹھوکر مار کر کہنے لگا اے سواد بن قارب اُٹھو اور باہوش ہو کر میری چند ضروری باتیں سن لو۔ تمہیں پتہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہوچکا ہے اور وہ خدا کی عبادت کا حکم دیتا ہے۔ میں نے کہا چھوڑو مجھے سونے دو میں کل سے سو نہیں سکا۔ دوسری رات پھر وہی شخص آیا اور جو کچھ پہلی رات کو کہا تھا کہنے لگا میں نے پھر وہی جواب دیا۔ تیسری رات پھر آیا مگر میں نے وعدہ کیا کہ میں صبح جاؤں گا۔ دوسرے روز مدینہ کو روانہ

---

[163]) (جامع المعجزات في سير خير البريات، الصفحة ٧و٨، طبع مصر)

ہوا وہاں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں جلوہ افروز تھے۔ میں نے اسلام قبول کرتے ہوئے عرض کیا کہ مجھے نصیحت فرمائیں تو آپ نے مجھے وہی اشعار سنائے جو میں نے خواب میں سن چکا تھا۔[164]

شیطان کا پوتا غلامِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) علامہ یوسف نبہانی اور علامہ کمال الدین دمیری علیہما الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مکہ مکرمہ کے پہاڑوں سے باہر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں میں موجود تھا کہ اچانک ایک بڑھا شخص نیزہ (عصا) کا سہارا لیے ہوئے ہماری طرف آرہا تھا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کی رفتار جنوں کی ہے۔ اُس نے قریب آکر سلام کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس کی آواز جنوں کی ہے تو اُس نے عرض کیا آپ نے سچ فرمایا ہے۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کس جن سے ہے؟ تو اُس نے عرض کیا میں ہامہ بن لاقیس بن ابلیس ہوں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے اور ابلیس کے درمیان دو واسطے ہیں؟ عرض کیا جی ہاں آپ نے اُس سے عمر کے متعلق پوچھا تو اُس نے عرض کیا بہت کم عرصہ زندگی بسر کی جب قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تو چند سال کا لڑکا تھا اور میں پہاڑوں میں لوگوں پر سوار ہو کر ان سے کھیلا کرتا تھا تب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ بہت بُرا کام ہے۔ ہامہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے ملامت ہے معاف فرمایئے میں حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لایا اور اُن کے دستِ پاک پر توبہ کی، حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ السلام سے ملا اُن پر ایمان لایا، حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملا اور اُن پر ایمان لایا جب وہ آگ میں ڈالے گئے تو میں ان کی خدمت میں حاضر تھا۔ جب حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کنویں میں ڈالے گئے تو میں اُن کی خدمت میں پہنچا، حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے میں نے ملاقات کی، سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملا:

فَقَالَ لِیْ اِنْ لَقِیْتَ مُحَمَّدًا فَاَقْرَأ عَلَیْہِ السَّلَام

یعنی پس اگر تم اِن حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملو تو اُن کو میرا اسلام عرض کرنا۔

یعنی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عَلَیْہِ وَعَلَیْکَ یَا ھَامَۃُ مَا حَاجَتُکَ

اے ہامہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اور تجھ پر بھی سلام۔ تجھے کیا حاجت ہے؟

تو اُس نے عرض کیا: اِنَّ مُوْسٰی عَلَّمَنِی التَّوْرَاۃَ وَاِنَّ عِیْسٰی عَلَّمَنِیَ الْاِنْجِیْلَ فَعَلِّمْنِیَ الْقُرْآنَ[165]

---

164) (دلائل النبوۃ للبیہقی، جماع أبواب المبعث، حدیث سواد بن قارب ویشبہ أن یکون ھذا ھو الکاھن الذی لم یذکر اسمہ فی الحدیث الصحیح، السفر الثانی، الصفحۃ ۲۵۲، دار الریان للتراث القاھرۃ)

(حجۃ اللہ علی العالمین، الباب الخامس فی بعض ماورد علی السنۃ الجن من البشائر ﷺ الخ، الصفحۃ ۱۳۶، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(شواھد النبوۃ، قسم ثانی از رکن رابع دربیان شواہد ودلائل، الصفحۃ ۱۱۰، در مطبع منشی نولکشور لکھنؤ)

165) (حجۃ اللہ علی العالمین، الباب الخامس فی بعض ماورد علی السنۃ الجن من البشائر ﷺ الخ، الصفحۃ ۱۳۶ و ۱۳۷، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(حیاۃ الحیوان، باب الجیم، ذکر الجن، الجزء الاول، الصفحۃ ۲۷۹، دار البشائر دمشق)

یعنی بیشک حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مجھے تورات سکھائی اور عیسیٰ علیہ السلام نے انجیل سکھائی، مجھے قرآن پاک سکھادیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن پاک کی سورتیں سکھائیں۔

جن نے اعلان کیا) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے بارے میں مدینہ منورہ میں جو سب سے پہلے خبر پہنچی وہ ایک عورت کے ذریعہ تھی جو کہ مدینہ منورہ کی رہنے والی تھی اُس پر ایک جن عاشق تھا ایک دن اس کے پاس جن پرندہ کی شکل میں آیا اور اس کے گھر کی دیوار پر بیٹھ گیا۔ عورت نے کہا کہ نیچے اُتر آؤ تو اُس جن نے کہا کہ اب میں تمہارے پاس نہیں آؤں گا۔

اِنَّهٗ قَدْ بُعِثَ بِمَكَّةَ نَبِيٌّ مَنَعَ الْقَرَارَ وَحَرَّمَ عَلَيْنَا الزِّنَا

یعنی کیونکہ بیشک مکہ مکرمہ کی سرزمین میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے ہیں جنہوں نے ہمارا مدینہ منورہ میں قیام ممنوع قرار دے دیا ہے اور ہم پر زنا حرام کر دیا ہے تو اُس عورت نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کی خبر مدینہ والوں کو سنائی۔[166]

تمیم دارمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جن) امام اجل علامہ ابو یوسف نبھانی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی آخر الزماں محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت ہوئی تو میں اُس وقت ملکِ شام میں تھا اور وہاں ہی شہر کے باہر مجھے رات گزارنی پڑی۔ میں رات کو لیٹا ہوا تھا کہ کسی مُنَادِی کرنے والے نے یہ مجھے نِدا دی کہ اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگ نیز اُس نے کہا:

قَدْ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَصَلَّيْنَا خَلْفَهٗ بِالْحَجُوْنِ وَاَسْلَمْنَا وَاتَّبَعْنَاهُ وَذَهَبَ كَيْدُ الْجِنِّ وَرُمِيَتْ بِالشُّهُبِ فَانْطَلِقْ اِلٰى مُحَمَّدٍ وَاَسْلِمْ

یعنی بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے اور ہم نے ان کے پیچھے مقامِ حجون پر نماز پڑھی ہے اور ان کے دستِ اقدس پر ہم مسلمان ہو گئے ہیں اور ان کی اتباع اختیار کر لی ہے اور جنات کے مکر و فریب کا خاتمہ ہو گیا ہے ان کو شہاب ستاروں سے آسمان کی طرف جانے سے روک دیا گیا ہے۔ پس تم حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لو۔ صبح ہوئی میں دیر ایوب کی طرف ایک راہب کے پاس گیا اور اس کو رات والا سارا واقعہ بتایا تو اُس راہب نے کہا کہ جنوں نے سچ کہا ہے۔

نَجِدُهٗ يَخْرُجُ مِنَ الْحَرَمِ اَىْ مَكَّةَ وَمُهَاجَرُهُ الْحَرَمُ اَيِ الْمَدِيْنَةُ وَهُوَ خَيْرُ الْاَنْبِيَآءِ فَلَا تَسْبِقُ عَلَيْهِ

یعنی ہم نے اپنی کتابوں میں ان کے متعلق لکھا پایا ہے کہ وہ حرم شریف مکۃ المکرمہ سے ظاہر ہوں گے اور ان کی ہجرت گاہ مدینۃ المنورہ ہو گی اور وہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل ہوں گے اُن پر کسی کو فوقیت اور بزرگی نہ دینا۔

---

[166] (حجۃ اللہ علی العالمین، الباب الخامس فی بعض ماورد علی السنۃ الجن من البشائر ﷺ الخ، الصفحۃ ۱۳۶، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور دستِ اقدس پر ایمان لے آیا۔[167]

امام بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی لیے کہا ہے:

وَالْجِنُّ تَهْتِفُ وَالْأَنْوَارُ سَاطِعَةٌ   وَالْحَقُّ يَظْهَرُ مِنْ مَّعْنًى وَّمِنْ كَلِمِ

یعنی جنات آواز دینے لگے اور نور بلند ہو کر چمکنے لگے اور قرآنِ کریم سے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادوں سے حق ظاہر ہو گیا۔(قصیدہ بردہ شریف)

جنّات میں چرچہ) علامہ خرپوتی علیہ الرحمہ نے اسی شعر کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کے وقت جنّات کے مبارک باد دینے کی آوازیں سُنی گئیں۔ مواہب اللدنیہ میں جیسے درج ہے کہ،

مرفِیْ ذٰلِکَ الْوَقْتِ جِنُّ الْمَشْرِقِ إِلَى الْمَغْرِبِ وَالْمَغْرِبِ إِلَى الْمَشْرِقِ يُبَشِّرُوْنَ بِوَلَادَتِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ[168]

یعنی اس وقت مشرق کے جنات نے مغرب والوں اور مغرب کے جنات نے مشرق والے جنات کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ شریفہ کی خوشخبری دی۔(احجار واشجار کا اظہارِ غلامی)

حجر وشجر کی غلامی) حضرت سیدہ طیبہ طاہرہ اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لَمَّا أَوْحَى اللّٰهُ تَعَالٰى إِلَيَّ جَعَلْتُ لَا أَمُرُّ بِحَجَرٍ وَلَا شَجَرٍ إِلَّا قَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ[169]

جب مجھ پر وحی نازل ہونی شروع ہوتی تو ایسا ہوتا تھا کہ میں جس پتھر اور درخت کے پاس سے گزرتا تھا تو وہ "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ" کہتا۔

حجر وشجر کا وظیفہ یا رسول اللّٰہ) حضرت برہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منصبِ نبوت سے مرحَمتُ فرمایا تو اُس زمانہ میں جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضائے حاجت کے لئے باہر تشریف لے جاتے تو آبادی سے بہت دور نکل جاتے ہیں۔

فَلَا يَمُرُّ بِحَجَرٍ وَلَا شَجَرٍ إِلَّا قَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَكَانَ يَلْتَفِتُ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَشِمَالِهٖ وَخَلْفِهٖ فَلَا يَرٰى أَحَدًا[170]

---

[167] (حجة اللّٰه على العالمين. الباب الخامس في بعض ماورد على السنة الجن من البشائر ﷺ الخ. صفحه۲۱۷. دار الكتب العلمية بيروت)

[168] (عصيدة الشهدة شرح قصيدة البردة. الصفحة ۱۷۵. مكتبة المدينة كراتشي باكستان)

[169] (الخصائص الكبرى. باب ما وقع عند المبعث من المعجزات والخصوصيات. الجزء الاول. الصفحة ۱۲۲. دار الكتب العلمية بيروت)

[170] (الخصائص الكبرى. باب ما وقع عند المبعث من المعجزات والخصوصيات. الجزء الاول. الصفحة ۱۲۲. دار الكتب العلمية بيروت)

(اعلام النبوة. الباب الحادى والعشرون في مبدأ بعثته واستقرار نبوته عليه الصلاة والسلام. الصفحة ۲۰۰. دار الكتب العلمية بيروت)

یعنی پس آپ جس پتھر اور درخت کے پاس سے گزرتے تو وہ عرض کرتا "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہ" تو آپ دائیں بائیں اور پیچھے دیکھتے تو کوئی شخص بولنے والا نظر نہیں آتا تھا۔

علامہ حلبی علیہ الرحمۃ نے "اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ"(171) کے الفاظ نقل فرمائے ہیں۔

مُتَبَرِّک پتھر) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنِّي لَأَعْرِفُ حَجَرًا بِمَكَّةَ كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُبْعَثَ إِنِّي لَأَعْرِفُهُ الْآنَ(172)

فائدہ) شیخ المحققین شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ القوی اور علی بن برہان الدین حلبی علیہ الرحمۃ اس حدیث شریف کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ

بعضے گویند کہ مراد حجراسود است و اکثر بر آنند کہ آن حجر یست کہ بازاراست درکوچہ کہ در آنجا اثر مرفق آنحضرت است درطریق بیت خدیجہ یزاروبتبرک بہ شیخ ابن حجر مکی گفتہ کہ این متوارث آمدہ از اہل مکۃ خلفا عن سلف وآن کوچہ رازقاق الحجر میگویند(173)

بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ وہ پتھر حجرِ اسود ہے اکثر کہتے ہیں کہ یہ وہ پتھر ہے جو حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور مسجد کے درمیان ہے۔ لوگ اس کی زیارت کرتے ہیں اور اس سے برکت حاصل کرتے ہیں۔ شیخ ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ اہلِ مکہ خُلفاءِ سلف اس کی زیارت کرتے ہیں اور اس کوچہ کو زُقَاقُ الحجر کہتے ہیں۔

ہر حجر و شجر اور ہر جبل کی سلامی) حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا، مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ فَخَرَجْنَا فِي بَعْضِ نَوَاحِيهَا فَمَا اسْتَقْبَلَهُ جَبَلٌ وَلَا شَجَرٌ إِلَّا وَهُوَ يَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ(174)

---

171) (انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون المعروفۃ بالسیرۃ الحلبیۃ، باب سلام الحجر والشجر علیہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قبل مبعثہ، الجزء الاول، الصفحۃ ۲۹۸، المطبع العامرۃ الزاھرہ مصر)

172) (صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فضل نسب النبی ﷺ وتسلیم الحجر علیہ قبل النبوۃ، حدیث ۵۸۳۳، الصفحۃ ۱۱۴۱، دار الفکر بیروت)
(مشکاۃ المصابیح، کتاب الفضائل والشمائل، باب علامات النبوۃ، الفصل الاول، حدیث ۵۸۵۳، الجزء الثالث، الصفحۃ ۱۶۲۹، المکتب الاسلامی بیروت)
(انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون المعروفۃ بالسیرۃ الحلبیۃ، باب سلام الحجر والشجر ﷺ قبل مبعثہ، الجزء الاول، الصفحۃ ۲۹۸، المطبع العامرۃ الزاھرۃ مصر)
(الوفا باحوال المصطفی، أبواب ذکر نبوتہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم، الباب الرابع فی ذکر تسلیم الأحجار والأشجار علیہ، الصفحۃ ۱۵۷، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

173) (انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون المعروفۃ بالسیرۃ الحلبیۃ، باب سلام الحجر والشجر ﷺ قبل مبعثہ، الجزء الاول، الصفحۃ ۲۹۸، المطبع العامرۃ الزاھرۃ مصر)
(اشعۃ اللمعات، کتاب الفضائل والشمائل، باب علامات النبوۃ، الفصل الاول، جلد چہارم، صفحہ ۲۸۲، مطبوعہ نولکشور لکھنؤ)

174) (سنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللّٰہ ﷺ، حدیث ۳۶۲۶، الصفحۃ ۸۲۵، مکتبۃ المعارف الریاض)
(مشکاۃ المصابیح، باب فی المعجزات، الفصل الثانی، حدیث ۵۹۱۸، الصفحۃ ۱۶۶۴، المکتب الاسلامی بیروت)
(المواھب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ، المقصد الرابع فی المعجزات والخصائص، الفصل الاول، الجزء الثانی، الصفحۃ ۵۳۵، المکتب الاسلامی بیروت)

یعنی میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مکہ مکرمہ سے باہر جب بھی جاتے جو پہاڑ اور درخت سامنے آتا تو کہتا:

''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ''

سنگ و شجر سلام کو حاضر ہیں السلام　　　کلمے سے تر زبان درخت و حجر کی ہے

شجر بھاگ کر آیا) حضرت یعلی بن مرہ ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ایک سفر میں جا رہے تھے کہ ایک جگہ قیام کیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نیند فرمائی۔

فَجَاءَتْ شَجَرَةٌ تَشُقُّ الْأَرْضَ حَتّٰى غَشِيَتْهُ ثُمَّ رَجَعَتْ إِلٰى مَكَانِهَا فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرْتُ لَهٗ فَقَالَ هِيَ شَجَرَةٌ اسْتَأْذَنَتْ رَبَّهَا عز وجل أَنْ تُسَلِّمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَذِنَ لَهَا[175]

یعنی پس ایک درخت زمین کو چیرتا ہوا آیا اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ڈھانپ لیا پھر اپنی اصلی جگہ پر واپس چلا گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوئے تو میں نے آپ سے اس کا ذکر کیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس درخت نے اللہ تعالیٰ سے مجھ پر سلام بھیجنے کی اجازت چاہی تھی اور اللہ تعالیٰ نے اس کو اجازت مرحمت فرمائی۔

پتھر کریں سلام جنہیں اور شجر کریں　　　معلوم اُن کا مرتبہ کیا ہم بشر کریں

راہب کا اعتراف) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ابو طالب ملکِ شام کی طرف روانہ ہوئے اور چند قُریش مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ہمراہ ہو گئے۔ جب وہ بحیرہ راہب کے مکان کے قریب پہنچے تو اُنہوں نے وہاں پر قیام کیا۔ بحیرہ راہب اپنے مکان سے نکل کر ان کے پاس آیا حالانکہ وہ اس سے پہلے جبکہ وہ گزرا کرتے تھے اُن کے پاس کبھی نہیں آیا تھا۔ اب جب اُنہوں نے اپنے سامان وغیرہ کو کھولا تو وہ راہب ان کے پاس آیا۔

فَأَخَذَ بِيَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هٰذَا سَيِّدُ الْعَالَمِيْنَ هٰذَا رَسُوْلُ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ يَبْعَثُهُ اللّٰهُ رَحْمَةً لِلْعَالَمِيْنَ فَقَالَ لَهٗ أَشْيَاخٌ مِنْ قُرَيْشٍ مَا عِلْمُكَ فَقَالَ إِنَّكُمْ حِيْنَ أَشْرَفْتُمْ مِنَ الْعَقَبَةِ لَمْ يَبْقَ شَجَرٌ وَلَا حَجَرٌ إِلَّا خَرَّ سَاجِدًا وَلَا يَسْجُدَانِ إِلَّا لِنَبِيٍّ وَإِنِّيْ أَعْرِفُهٗ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ

یعنی پس اُس نے رسولِ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ مبارک پکڑ کر کہا یہ تمام جہانوں کے سردار ہیں، یہ رب العالمین کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ نے اُن کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر مبعوث فرمائے گا۔ قریش کے بوڑھوں نے اُس کو کہا کہ تو نے یہ سب کچھ کیسے معلوم کیا ہے تو کہنے لگا جب تم گھاٹی سے چڑھ

---

[175] (مشکاۃ المصابیح، باب فی المعجزات، الفصل الثانی، حدیث ۵۹۲۲، الصفحۃ ۱۶۶۵، المکتب الاسلامی بیروت)

رہے تھے تو کوئی درخت اور پتھر ایسا نہیں تھا کہ جو سجدہ میں نہ گر پڑا ہو اور یہ سوائے نبی کے کسی کو سجدہ نہیں کرتے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مہر نبوت سے پہچانتا ہوں۔

پھر وہ راہب واپس چلا گیا اور ان کے لئے کھانا تیار کیا۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُونٹ چَرا رہے تھے۔ راہب نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلاؤ آپ تشریف لائے وَعَلَيْهِ غَمَامَةٌ تُظِلُّهُ۔ یعنی تو آپ پر بادل سایہ کر رہا تھا۔

جب قریب پہنچے تو دیکھا قوم درخت کے سایہ کی طرف سبقت کر کے بیٹھے ہیں آپ بھی بیٹھ گئے تو درخت کا سایہ آپ کی طرف جھک گیا تو راہب نے اُن سے کہا: اُنْظُرُوْا إِلَى فَيْئِ الشَّجَرَةِ مَالَ عَلَيْهِ۔ یعنی دیکھو درخت کے سایہ کی طرف جو آپ کی طرف جھک گیا ہے۔

پھر پوچھا کہ ان کا متولی کون ہے؟ قریش نے کہا ابو طالب، راہب نے قسمیں کھا کر ابو طالب کو کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو واپس بھیج دو۔[176]

علامہ شرف الدین بوصیری صاحب قصیدہ بردہ شریف نے کیا خوب کہا ہے:

جَآءَ تْ لَدَعْوَتِهِ الْاَشْجَارُ سَاجِدَةً   تَمْشِیْ اِلَيْهِ عَلٰى سَاقٍ بِلَا قَدَمِ

درخت بارگاہِ رسول میں) قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے کتاب اَلشِّفَاءُ بِتَعْرِيْفِ حُقُوْقِ الْمُصْطَفٰى میں ایک حدیث شریف نقل فرمائی ہے۔ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک اَعرابی (دیہاتی) نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معجزہ طلب کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

قُلْ لِتِلْكَ الشَّجَرَةِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْكَ

یعنی اس درخت کو کہو کہ تجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلاتے ہیں۔

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ درخت دائیں بائیں اور آگے پیچھے جھکا جس سے اس کی جڑیں ٹوٹ گئیں۔ پھر وہ زمین کو کھودتا اپنی جڑوں کو کھینچتا ہوا اور خاک اُڑاتا ہوا آگے بڑھا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا اور عرض کی: ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰه'' اَعرابی (دیہاتی) نے کہا اب اس کو اپنی جگہ پر لوٹنے کا حکم دیجئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان پر درخت واپس اُس جگہ پر چلا گیا اور سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اعرابی (دیہاتی) نے عرض کیا: اِءْذَنْ لِيْ أَسْجُدُ لَكَ یعنی مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کو سجدہ کروں۔

---

[176] (سنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللّٰہ ﷺ، باب ماجاء فی بدء نبوۃ النبی ﷺ، حدیث ۳۶۲۰، الصفحۃ ۸۲۴، مکتبۃ المعارف الریاض)

(مشکاۃ المصابیح، باب فی المعجزات، الفصل الثانی، حدیث ۵۹۱۸، الصفحۃ ۱۶۶۳، المکتب الاسلامی بیروت)

توآپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر میں کسی کو یہ حکم فرماتا کہ وہ کسی کو سجدہ کرے تو بلاشک عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔

بعدازیں اس نے عرض کی: فَأْذِنْ لِيْ أَنْ أُقَبِّلَ يَدَيْكَ وَرِجْلَيْكَ فَأَذِنَ لَهُ [177]

یعنی مجھے اجازت مرحمت فرمایئے کہ میں آپ کے مبارک ہاتھوں اور پاؤں کو چوموں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت عطا فرمائی۔

سید المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب امام الانبیاء محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں یمن سے ایک وفد (لشکر) حاضر ہوا اور عرض کیا: ''اَبَيْتَ اللَّعَنَ'' یعنی آپ لعنت سے دور رہیں۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا سبحان اللہ! ایسے کلمے تو بادشاہوں سے کہے جاتے ہیں میں بادشاہ تو نہیں ہوں میں تو محمد بن عبداللہ ہوں تو انہوں نے عرض کیا: اے ابوالقاسم! ہم آپ سے ایک چیز چھپا رہے ہیں تو آپ نے فرمایا ایسا تو کاہنوں سے کہا جاتا ہے۔ میں تو کاہنوں اور اُن کی تصدیق کرنے والوں کو دوزخ میں دیکھتا ہوں تو وفد (لشکر) میں سے ایک شخص نے پوچھا آپ کی رسالت کی گواہی کون سی چیز دیتی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک زمین کی طرف بڑھا کر مٹھی مبارک میں کنکریاں اُٹھا کر فرمایا یہ کنکریاں جو کہ بے جان ہیں میری رسالت کی گواہی دے سکتی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: فَسُبْحْنَ فِيْ يَدِهٖ وَقُلْنَ نَشْهَدُ اِنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ [178]

یعنی ان سنگریزوں نے آپ کے دستِ رحمت میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کی اور یوں گویا ہوئے ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔

اعلیٰ حضرت مجددِ دین وملت امام اہل سنت نے خوب کہا ہے:

چاند شق ہو پیڑ بولیں جانور سجدہ کریں ... بارک اللہ مرجع عالم یہی سرکار ہے

کیکر کی گواہی) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے:

كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَأَقْبَلَ أَعْرَابِيٌّ فَلَمَّا دَنَا مِنْهُ قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

یعنی ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مَعِیَّتْ میں سفر میں تھے کہ ایک اَعرابی (دیہاتی) سامنے آیا۔ جب وہ قریب ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو فرمایا تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ واحد ہے اُس کا کوئی شریک نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

---

177) (الشفا بتعریف حقوق المصطفی، الباب الرابع فیما اظہرہ اللّٰہ تعالیٰ علی یدیہ من المعجزات وشرفہ بہ من الخصائص والکرامات، فصل فی کلام الشجرۃ وشہادتہا لہ الخ، الجزء الاول، الصفحۃ ۱۸۵، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

178) (جواہر البحار فی فضل النبی المختار صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، کلامہ فی تفسیر قولہ تعالیٰ ''قل ان کنتم تحبون'' الخ، الجزء الاول، الصفحۃ ۶۲، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

توآعرابی(دیہاتی)نے عرض کیا کہ جو کچھ آپ نے فرمایاہے اس کی کون گواہی دیتا ہے: قَالَ هٰذِهِ السَّلَمَةُ ۔

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ کیکر گواہی دیتا ہے۔

فَدَعَاهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِشَاطِئِ الْوَادِیْ فَأَقْبَلَتْ تَخُدُّ الْأَرْضَ حَتّٰى قَامَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ فَاسْتَشْهَدَهَا ثَلَاثًا فَشَهِدَتْ ثَلَاثًا أَنَّهُ كَمَا قَالَ ثُمَّ رَجَعَتْ إِلٰى مَنْبَتِهَا[179]

یعنی توآپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس درخت کیکر کوبُلایا حالانکہ آپ وادی کے کنارے پر تھے پس وہ زمین پھاڑتا ہوا حاضرِ خدمت ہو گیا۔آپ نے اس سے تین دفعہ شہادت طلب فرمائی۔پس درخت نے تین دفعہ گواہی دی کہ واقعی جیسا آپ نے ارشاد فرمایا ہے ویسے ہی ہے پھر وہ اپنی اصلی جگہ پر چلا گیا جہاں سے وہ اُگا ہوا تھا۔

ٹھنی کی سرگوشی) سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا:

هَلْ رَأَيْتَ قَبْلَ الْإِسْلَامِ شَيْئاً مِنْ دَلَائِلِ نُبُوَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟

یعنی کیاآپ نے اسلام لانے سے قبل نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے دلائل میں سے کوئی چیز دیکھی ہے ؟

توآپ نے ارشاد فرمایاہاں !

بَيْنَا أَنَا قَاعِدٌ فِيْ ظِلِّ شَجَرَةٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذْ تَدَلّٰى عَلَيَّ غُصْنٌ مِنْ أَغْصَانِهَا حَتّٰى صَارَ عَلٰى رَأْسِيْ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَيْهِ وَأَقُوْلُ مَا هٰذَا؟ فَسَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ الشَّجَرَةِ هٰذَا النَّبِيُّ يَخْرُجُ فِيْ وَقْتِ كَذَا وَكَذَا فَكُنْ أَنْتَ مِنْ أَسْعَدِ النَّاسِ بِهِ[180]

یعنی میں ایک درخت کے سایہ میں جاہلیت کے دور میں بیٹھا ہوا تھا کہ درخت کی شاخوں میں سے ایک شاخ میرے قریب آگئی حتیٰ کہ وہ میرے سرپر آگئی تو میں نے اس شاخ کو دیکھ کر کہا کہ یہ کیا معاملہ ہے ؟تواس درخت سے میں نے ایک آواز سنی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلاں وقت ظہور پذیر ہوں گے اور آپ اُن پر ایمان لانے والے سعادت مند لوگوں میں سے ہو جائیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک دیہاتی نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں آپ کو کس دلیل سے پہچانوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

179) (سنن الدارمی، باب ما أکرم اللّٰہ بہ نبیہ من ایمان الشجر بہ والبھائم والجن، حدیث۱۶، الجزء الاول، الصفحۃ۲۲، قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراتشی)
(مشکاۃ المصابیح، باب فی المعجزات، الفصل الثانی، حدیث ۵۹۲۵، الجزء الثالث، الصفحۃ۱۶۶۶، المکتب الاسلامی بیروت)

180) (انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون المعروفۃ بالسیرۃ الحلبیۃ، باب سلام الحجر والشجر ﷺ قبل مبعثہ، الجزء الاول، الصفحۃ ۲۷۶و۲۷۷، المطبع العامرۃ الزاھرۃ مصر)
(شواہد النبوۃ، رکن السادس در بیان شواہد ودلائل، صفحہ۱۴۸و۱۴۹، مطبع نولکشور لکھنؤ)

إن دعوت هذا العذق من هذه النخلة يشهد أني رسول الله" فدعاه رسول الله صلى الله عليه وسلم فجعل ينزل من النخلة حتى سقط إلى النبي صلى الله عليه وسلم ثم قال "ارجع" فعاد فأسلم الأعرابي[181]

یعنی اگر میں اس کھجور کے گچھے کو بلاؤں کہ گواہی دے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں (تو وہ گواہی دے گا) پس آپ نے اس کو بُلایا تو وہ کھجور کے درخت سے گر کر بارگاہِ نبوی ﷺ میں حاضر ہوا پھر آپ نے اس کو اپنی جگہ واپس جانے کا حکم فرمایا تو وہ گچھا اپنی جگہ چلا گیا۔ یہ اعجازِ مبارک دیکھ کر وہ اَعرابی (دیہاتی) مسلمان ہو گیا۔

درختوں کا حکم کی تعمیل) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سیر کی یہاں تک کہ ہم ایک فَراخ (کشادہ) وادی میں اُترے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ نے کوئی چیز نہ دیکھی جس کے ساتھ پردہ کر لیں۔ ناگاہ آپ نے اس وادی کے کنارے دو درخت دیکھے آپ نے ان میں سے ایک کے پاس قدم رنجہ فرمایا اور اس کی شاخ کو پکڑ کر یوں ارشاد فرمایا: اللہ کے اذن سے میری فرمانبرداری کر۔ اس درخت نے آپ کی اس طرح فرمانبرداری کی جیسے نکیل والا اُونٹ شُتربان (اونٹ چرانے والے) کی فرمانبرداری کرتا ہے یہاں تک کہ آپ دوسرے درخت کے پاس آئے اور اس کی ایک شاخ کو پکڑ کر فرمایا اللہ کے اذن سے تم دونوں مجھ پر مل جاؤ پس وہ درخت باہم مل گئے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں اِس امر عجیب کی نسبت حیرت سے سوچنے لگا۔ میں نے جو نظر اُٹھائی کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری طرف آرہے ہیں اور وہ درخت جدا جدا ہو گئے ہیں اور ہر ایک اپنی اصلی حالت میں اپنے تنے پر قائم ہے۔[182]

درودیوار کا آمین کہنا) حضرت ابواُسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا: اے ابوالفضل! کل آپ اور آپ کے بیٹے میرے آنے تک اپنے مکان سے نہ جائیں مجھے آپ سے ایک کام ہے۔ اُنہوں نے آپ کا انتظار کیا یہاں تک کہ چاشت کے بعد آپ تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا: ''السَّلَامُ عَلَيْكُمْ'' اُنہوں نے جواب دیا ''وعليكم السلام ورحمة الله و بركاته'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آپ نے صبح کیونکر کی؟ تو انہوں نے عرض کیا بحمد للہ ہم نے صبح بخیریت کی تو آپ نے اُن سے فرمایا کہ نزدیک ہو جاؤ۔ وہ ایک دوسرے کے نزدیک ہو گئے یہاں تک کہ جب وہ آپ کے متصل ہو گئے تو آپ نے اپنی چادر مبارک سے ان کو ڈھانپ لیا اور یوں دعا فرمائی:

''اے میرے پروردگار یہ میرے چچا ہیں اور میرے والد ماجد کے بھائی ہیں اور میری اہلِ بیت ہیں تو اِن کو دوزخ کی سے یوں چھپا لینا جیسا کہ میں نے ان کو اپنی چادر میں چھپا لیا ہے'' اس پر گھر کی چوکھٹ اور دیواروں نے تین بار آمین کہی۔[183]

---

181) (مشكاة المصابيح، كتاب الفضائل والشمائل، باب في المعجزات، الفصل الثاني، حديث ٥٩٢٦، الجزء الثالث، الصفحة ١٦٦٦، المكتب الاسلامي بيروت)

182) (صحيح مسلم، كتاب الزهد والرقائق، باب حديث جابر الطويل و قصة ابي السير، حديث ٧٤١٢، الصفحة ١٤٧١، دار الفكر بيروت)

(مشكاة المصابيح، كتاب الفضائل والشمائل، باب في المعجزات، حديث ٥٨٨٥، الجزء الثالث، الصفحة ١٦٤٨، المكتب الاسلامي بيروت)

183) (دلائل النبوة للبيهقي، جماع ابواب غزوة تبوك، باب ماجاء في تأمين أسكفة الباب وحوائط البيت على دعاء الخ، السفر السادس، الصفحة ١٧، دار الريان للتراث القاهرة)

غارِ حرا اور کوہِ ثبیر کی التجا) علامہ احمد قسطلانی شارح بخاری قدس سرہ الربانی اور شیخ المحدثین علامہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ القوی نے روایت درج فرمائی ہے کہ ہجرت کے وقت قریش نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاش میں اپنے آدمی بھیجے تو کوہِ ثبیر نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے نیچے تشریف لے جایئے کیونکہ مجھے خوف ہے کہ کفار آپ کو میری پُشت پر قتل کردیں اور مجھے اللہ تعالیٰ عذاب دے پھر غارِ حرا نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ میرے اندر تشریف لے آئیں۔ [184]

بحیرا راہب) علامہ احمد قسطلانی شارح بخاری رحمۃ اللہ الباری نے روایت نقل فرمائی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکار نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ جارہے تھے اُس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر اٹھارہ سال تھی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیس برس کے تھے۔ تجارت کے سلسلہ میں شام کی طرف جانے کا ارادہ تھا۔ دورانِ سفر ایک ایسی جگہ پر نُزول فرمایا جہاں بیری کا درخت تھا۔

"فَقَعَدَ فِيْ ظِلِّهَا" یعنی آپ اس کے سایہ میں بیٹھ گئے۔

اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک راہب کی طرف چلے گئے جس کا نام بحیرا تھا۔ اس راہب سے کچھ پوچھتے تھے۔ راہب نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا اس درخت کے سایہ میں جو شخص بیٹھا ہے وہ کون ہے؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: وہ محمد بن عبدالمطلب ہیں۔ بحیرا نے کہا: هذا واللّٰه نبي، ما استظل تحتها بعد عيسى عليه السّلام إلا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

اللہ کی قسم یہ شخص نبی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد سوائے محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس درخت کے سایہ میں کوئی نہیں بیٹھا۔

اُس دن سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں عظمت مزید جاگزیں ہوگئی اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعثت فرمانے پر سب سے پہلے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی تصدیق کی۔ [185]

قصائد مبارکہ

(حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

فَصَلَّى الْمَلِيْكُ وَلِيُّ الْعِبَادِ وَرَبُّ الْعِبَادِ عَلٰى اَحْمَدٖ

یعنی رحمت وسلام بھیجا مالک الملک بندوں کے والی اور پروردگار نے احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر۔

(حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

(سنن ابن ماجة، کتاب الادب، باب الرجل يقال له: کیف أصبحت، حدیث ۳۷۱۱، الجزء الخامس، الصفحة ۲۸۳، دار الجیل بیروت)

(دلائل النبوة لابونعیم اصبهانی، تأمین أسکفة الباب وجدار البیت، حدیث ۳۴۰، الجزء الثانی، الصفحة ۴۳۳، دار النفائس بیروت)

المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، الفصل الاول فی معجزاته صلی اللّٰه تعالٰی علیه وآله وسلم، الجزء الثانی، الصفحة ۵۳۵، المکتب الاسلامی بیروت)

(شرح الزرقانی علی المواهب اللدنية، الجزء السادس، المقصد الرابع، تسبیح الطعام والحصی فی کفه الشریف صلی الله تعالیٰ علیه وآله وسلم، الصفحة ۵۰۵، دار الکتب العلمية بیروت)

[184] (المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، الهجرة الی المدينة، الجزء الاول، الصفحة ۲۹۲، المکتب الاسلامی بیروت)

(مدارج النبوت، باب پنجم در ذکر فضائل آنحضرت ﷺ، جلد اول، صفحه ۲۳۷، در مطبع فیض منبع منشی نولکشور لکھنؤ)

[185] (شرح الزرقانی علی المواهب اللدنية، ذکر وفاة امه وما يتعلق بابويه، الجزء الاول، الصفحة ۳۶۹، دار الکتب العلمية بیروت)

فَاَمْسٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ قَدْ عَزَّ نَصْرُہٗ — یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غالب کیا۔

وَاَمْسٰی عَدَاہُ مِنْ قَتِیْلٍ وَّشَارِدٍ — یعنی اور ان کے دشمن قتل ہوئے اور شکست کھا کر بھاگے۔

(حضرت عثمان غنی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ)

وَحُقَّ الْبُکَآءُ عَلَی السَّیِّدِ — یعنی اپنے سردار پر رونے کا حق ادا کر۔

فَیَاعَیْنِیْ ابْکِیْ وَلَا تَسْأَمِیْ — یعنی اے میری آنکھ تو خوب رو اور تھکن محسوس نہ کر۔

(حضرت علی المرتضیٰ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ)

وَکَانَ لَنَا کَالْحِصْنِ مِنْ دُوْنِ اَھْلِہٖ — یعنی ہمارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مضبوط قلعہ تھے۔

لَہٗ مَعْقِلٌ حِرْزٌ حَرِیْزٌ مِنَ الرَّوٰی — یعنی دشمن سے پناہ اور ہر تحفظ آپ سے حاصل تھا۔

(حضرت حمزہ بن عبد المطلب بن ہاشم رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ)

وَاَحْمَدُ مُصْطَفًی فِیْنَا مُطَاعًا — یعنی ہمارے درمیان احمد وہ برگزیدہ ہستی ہیں جن کی اِطاعت واجب ہے۔

فَلَا تَغْشُوْہُ بِالْقَوْلِ الْعَنِیْفِ — یعنی اُن کے سامنے نازیباالفاظ منہ پر نہ لاؤ۔

(حضرت عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ)

وَاَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَّ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ وَضَاءَتْ بِنُوْرِکَ الْاُفُقٗ

یعنی اور جب آپ پیدا ہوئے تو توزمین چمک اُٹھی اور آسمان کے کنارے (اُفق) آپ کے نور سے منور ہو گئے۔

(حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا)

یَاخَاتَمَ الرُّسُلِ الْمُبَارَکِ صِنْوَۃً — یعنی اے خاتم الرسل آپ برکت وسعادت کے چشموں کا منبع ہیں۔

صَلّٰی عَلَیْکَ مُنَزِّلُ الْقُرْاٰنِ — یعنی قرآن نازل فرمانے والے نے آپ پر درود وسلام بھیجا ہے۔

(اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا)

مَتٰی یَبْدُ فِی الدَّاجِی الْبَھِیْمِ جَبِیْنُہٗ یَلُحْ مِثْلَ مِصْبَاحِ الدُّجَی الْمُتَوَقَّدٖ

یعنی آپ کی پیشانی اندھیری رات میں نظر آتی ہے اس طرح چمکتی ہے جیسا کہ روشن چراغ۔

(حضرت حسان بن ثابت رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ)

وَضَمَّ الْاِلٰہُ اسْمَ النَّبِیِّ اِلَی اسْمِہٖ اِذْ قَالَ فِی الْخَمْسِ الْمُؤَذِّنُ اَشْھَدُ

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے نام کو اپنے نام کے ساتھ ملایا ہے جب مؤذن پانچ وقت اذان میں اَشْھَدُ کہتا ہے۔

(حضرت عمر (جن) رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ)

فَصَلٰوۃُ اِلٰہِ الْخَلْقِ عَلَیْکَ وَجَادَ فَمَلَّکْتِ السَّکَبُ

یعنی خداوند دوعالم کا آپ پر درود وسلام ہو اور آپ کے روضۂ انور پر رحمت کی موسلا دھار بارش ہو۔

(امام زین العابدین، علی السجاد بن الحسین رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ)

اِنْ نِلْتَ یَارُوْحَ الصَّبَا یَوْمًا اِلٰی اَرْضِ الْحَرَمْ بَلِّغْ سَلَامِیْ رَوْضَۃً فِیْھَا النَّبِیُّ الْمُحْتَرَمْ

یعنی سرزمین حرم تک اے بادصبا اگر تیرا گزر ہو میرا اسلام روضۂ انور پر پیش کر جس میں نبی محترم رونق افروز ہیں۔

یَا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ اَنْتَ شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْنَ یعنی اے رحمت للعالمین آپ شفیعِ مجرماں ہیں۔

اَکْرِمْ لَنَا یَوْمَ الْحَزِیْنِ فَضْلًا وَّجُوْدًا وَّالْکَرَمْ مشرف فرمائے ہم کو قیامت کے دن فضل وسخاوت اور کرم سے۔

(امام اعظم ابو حنیفہ (کوفی) نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اَنَا طَامِعٌ بِالْجُوْدِ مِنْکَ وَلَمْ یَکُنْ لِاَبِیْ حَنِیْفَۃَ فِی الْاَنَامِ سِوَاکَ

یعنی میں آپ کی طرف سے جودو کرم کا خواہاں ہوں ابو حنیفہ کے لئے اِس جہان میں آپ کے سوا کوئی نہیں۔

★★★★★★

فقیر اپنی کتاب "آدم تا ابند م" حصہ اول کو یہاں ختم کرتا ہے۔ بہت جلد آپ دوسرے حصہ کا مطالعہ کر سکیں گے۔ قارئین کرام التماس ہے کہ دعا کریں۔

زباں تابوددردہاں جائے گیر۔ثنائے محمدبوددلپذیر

یعنی جب تک منہ میں زبان رہے۔ دل وجان سے ثناء مصطفی کا بیان رہے۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

فقط

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور پنجاب۔ پاکستان